زندہ مسیح اپنی کلیسیاؤں سے مخاطب ہے

(تفسیری مطالعہ مکاشفہ ابواب ۱-۳)

سیالکوٹ کنونشن ۱۹۸۳ء

(۲۰-۲۵، ستمبر)

مفسّر

پادری پروفیسر اقبال نثار

پرنسپل گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمنری۔ گوجرانوالہ

زندہ مسیح اپنی کلیسیاؤں سے مخاطب ہے

(تفسیری مطالعہ۔ مکاشفہ ابواب ۱ - ۳)

سیالکوٹ کنونشن ۱۹۸۳ء

(۲۰ - ۲۵ ستمبر)

"... خوف نہ کر میں اوّل اور آخر اور زندہ ہوں۔
میں مر گیا تھا اور دیکھ ابدالآباد زندہ رہوں گا اور موت
اور عالمِ ارواح کی کنجیاں میرے پاس ہیں"

مُفسّر
پادری پروفیسر اقبال نثار
پرنسپل گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمنری۔ گوجرانوالہ

انتساب

نہایت عجز و انکسار اور شکرگزاری کے ساتھ مطالعہ بائبل کا یہ کتابچہ ان بزرگوں کے نام منسوب کیا جاتا ہے جنہوں نے اس کنونیشن کے آغاز کے لئے دُعا اور روزہ کے ساتھ خُدا کی مرضی کو معلوم کیا اور بعد ازاں اس کنونیشن کے وسیلہ خداوند کے لئے رُوحوں کو جیتنے کی خدمت میں لگے رہے۔

"اور اہل دانش نور فلک کی مانند چمکیں گے اور جن کی کوشش سے بہتیرے صادق ہو گئے ستاروں کی مانند ابدالآباد تک روشن ہوں گے۔"

(دانی ایل ۱۲ : ۳)

فہرستِ مضامین

پیش لفظ

یُوحنّا رسُول بیان کرتا ہے کہ وہ پتمس کے جزیرہ میں خُداوند کے دِن رُوح میں آگیا (۱:۱۰) وہاں پر اُس نے ہدایات کے مطابق عمل کیا (۱:۲، ۱۱) اُس کو لکھنے کا حکم دیا (۱:۱۱، ۱۹، ۲:۱، ۸، ۱۲، ۱۸، ۳:۱، ۷، ۱۴) یُوحنّا نے آسمانی رویا دیکھی۔ ”جو کچھ تو دیکھتا ہے اُس کو کتاب میں لکھ کر ساتوں کلیسیاؤں کے پاس بھیج دے یعنی افسس اور سمرنہ اور پرگمن اور تھواتیرہ اور سردیس اور فلدلفیہ اور لودیکیہ میں“

مسیح نے بحیثیت ابن آدم (۱:۱۳) یُوحنّا سے باتیں کیں۔ وُہ کلیسیاؤں کو سونے کے سات چراغ دان اور کلیسیاؤں کے خادموں کو سات ستارے کہہ کر پکارتا ہے۔ یہ سب کلیسیائیں محل وقوع کے لحاظ سے ایک سو مربع میل کے فاصلہ پر تھیں۔ سمرنہ اِفسس کے شمال کی طرف کوئی چالیس میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ پرگمن سمرنہ کے شمال کی طرف کوئی ساٹھ میل کے فاصلہ پر۔ تھواتیرہ پرگمن کی مشرقی جانب کوئی پینتالیس میل کے فاصلہ پہ واقع تھا اور سردیس تھواتیرہ کے جنوب کی طرف کوئی پینتالیس میل کے فاصلہ پہ۔ فلدلفیہ سردیس کے جنوب مشرق کی طرف کوئی تیس میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ اور لودیکیہ فلدلفیہ کے جنوب مشرق کی طرف پچاس میل کے فاصلہ پہ اور اِفسُس کے مشرق کی طرف کوئی سو میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ یہ سات کلیسیائیں ایشیائے کوچک میں قائم تھیں۔ ان کے نام پیغامات ”خداوند کے دن“ دیئے گئے۔

ہر ایک کلیسیا کو وہ کہتا ہے ”مَیں تیرے کاموں کو جانتا ہُوں“۔ (افسیوں ۲:۸، مکاشفہ ۲:۲، ۹، ۱۳، ۱۹، ۳:۱، ۸، ۱۵) ”جس کے کان ہوں وُہ سُنے کہ رُوح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے“۔ ایمان سُننے سے پیدا ہوتا ہے اور سُننا خُدا کے کلام سے (رومیوں ۱۰:۱۷)

ہمارے کان تھے اور ہم نے خدا کا کلام سُنا اور اس پر ایمان لے آئے۔
وہ خبردار کرتا ہے "تیرے چراغدان کو اُس کی جگہ سے ہٹا دوں گا" (۲: ۵)
"مَیں تیرے پاس جلد آ کر اپنے منہ کی تلوار سے اُن کے ساتھ لڑوں گا" (۲: ۱۶)
"اُس کی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند ہیں" (۲: ۱۸)
"بعض لوگوں کے نام کتابِ حیات میں سے کاٹوں گا" (۳: ۵)
"مَیں تجھے اپنے مُنہ سے نکال پھینکنے کو ہوں" (۳: ۱۶)
بیج بونے والے کی تمثیل کے ذریعہ تعلیم دیتے وقت بھی خُداوند نے کہا "جس کے کان ہوں وہ سُنے" (متی ۱۳: ۹)
خُداوند کے مطابق یسعیاہ نے بھی یہی کہا تھا۔ متی ۱۳: ۱۳-۱۷، پولُس نے بھی یسعیاہ کی اِس پیشنگوئی کا اقتباس پیش کیا۔ (اعمال ۲۸: ۱۷، ۲۳-۲۹)
اِن کلیسیاؤں کے بُرے حالات کا بھی ذِکر کیا ہے۔ جھوٹ کا ذکر کیا ہے۔ برگشتگی کا ذکر ہے۔ بلعام اور ایزبل کی تعلیم کی پیروی کا ذکر ہے اور نیکلیوں کی تعلیم کے ماننے والوں کا بھی بیان ہے۔ شیطان کی گہری باتوں کا بھی بیان کیا گیا ہے (۲: ۲۴)
خُداوند کی کلیسیا کو ہر زمانہ میں بدعات سے بچ کر رہنے کی ضرورت ہے۔ وہ کلیسیاؤں کو اس امر میں بھی خبردار کرتا ہے کہ بڑی مصیبت آنے والی ہے اس لئے وہ تیار رہیں۔ وہ کلیسیاؤں کی حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے۔ آزمائش کی ایک سخت گھڑی آنے والی ہے اس لئے خُداوند کے لوگ اپنے آقا اور مالک کے منتظر رہیں۔ مرقس ۱۳: ۲۴، وہ اچانک چور کی مانند آ جائے گا اُن کے لئے جو تاریکی اور اندھیرے میں زندگی بسر کرتے ہیں
اِن کلیسیاؤں کے ساتھ غالب آنے والوں کے اجر کا بھی وعدہ کیا گیا ہے۔
فردوس میں سے کھانے کو پھل (۲: ۷)
زندگی کا تاج اور دوسری موت سے تحفظ (۲: ۱۰-۱۱)
پوشیدہ من اور سفید پتھر (۲: ۱۷) صبح کا ستارہ (۲: ۲۸)
لوہے کے عصا سے حکومت اور اختیار (۲: ۲۶، ۲۷)

سفید پوشاک (۳:۵)
خدا کے مقدس میں ایک ستون (۳:۱۲)
مسیح کے ساتھ تخت نشین (۳:۲۱)

اس کے علاوہ اگر ہم اس کتاب کو پڑھتے جائیں تو خداوند ہمیں بہت کچھ دکھائے۔ اس کتاب میں ایمانداروں کے لئے حوصلہ افزائی اور تسلی کا پیغام ہے۔ برگشتہ لوگوں کے لئے خبرداری اور آگاہی ہے۔

ان دنوں ہم ان ابواب میں سے "ابنِ آدم" کی باتیں سنیں گے۔ ہم زندہ خدا کے زندہ بیٹے کا با اختیار کلام سنیں گے۔

سیالکوٹ کنونشن پاکستان میں "مادر کنونشن" کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے وسیلہ شروع سے ہی خداوند نے افراد اور کلیسیاؤں کو برکت بخشی ہے۔ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے سے پیشتر یہ کنونشن قائم ہوئی اور ہر سال ہزاروں کی تعداد میں لوگ فائدہ استفادہ کے لئے سیالکوٹ آتے رہے ہیں

کنونشن کی افادیت سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ یہ کنونشن یو۔پی چرچ اور سکاچ پریسبیٹرین چرچ کی متحدہ مساعی سے شروع ہوئی۔ دُعا اور مطالعہ بائبل پر شروع ہی سے زور دیا جاتا رہا ہے۔ دنیا بھر سے مسیحی علما کو کلام سنانے کے لئے مدعو کیا جاتا ہے۔

مطالعہ بائبل اس کنونشن میں بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ ہر سال کنونشن کے خاص مضمون کے ساتھ بائبل مقدس کی ایک کتاب چُنی جاتی ہے۔ ایک کتاب کو پانچ حصوں میں تقسیم کرکے پانچ مطالعہ جات پیش کئے جاتے ہیں اور یوں ہر روز کنونشن بائبل مقدس کے مطالعہ سے شروع کی جاتی ہے۔

امسال کنونشن کی جنرل کمیٹی نے یہ مضمون منتخب کیا:-

"زندہ مسیح اپنی کلیسیا سے مخاطب ہے"

تفسیر کے لئے یوحنا عارف کے مکاشفہ کے پہلے تین ابواب چُنے گئے یہ کتابچہ

پانچ مطالعہ جات کا مجموعہ ہے جو ۱۹۸۳ء کی یادگار کنونشن کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ یہ کوئی عام کتاب نہیں ہے بلکہ یہ خداوند کے زندہ کلام کے اس خصوصی حصہ کی تفسیر ہے جو اس کنونشن کے لئے تیار کی گئی ہے۔ یہ زندہ خدا کے زندہ بیٹے ہمارے خداوند کے جلال کے لئے ہے۔

راقم الحروف کی امید اور دعا ہے کہ خداوند اس کنونشن کے وسیلہ پاکستانی کلیسیا کو بیداری بخشے جس سے ہم اپنی بشارتی ذمہ داریوں کو پہچان سکیں۔ اگر یہ کتابچہ آپ کے شخصی اور جماعتی مطالعہ کے لئے مفید ثابت ہو تو خداوند کے نام کی تعریف ہو۔

"خوف نہ کر۔ میں اوّل اور آخر ہوں اور زندہ ہوں۔ میں مر گیا تھا اور دیکھ ابدالآباد زندہ رہوں گا اور موت اور عالمِ ارواح کی کنجیاں میرے پاس ہیں۔"

آپ کی مخلص دعاؤں کے ساتھ

خادم

اقبال نثار

یوحنا عارف کا مکاشفہ

باب نمبر ۱

ب ۱- یسوع مسیح کا مکاشفہ جو اُسے خُدا کی طرف سے اِسلئے ہُوا کہ اپنے بندوں کو وہ باتیں دِکھائے جنکا جلد ہونا ضرور ہے اور اُس نے اپنے فرشتہ کو بھیج کر اُس کی معرفت اُنہیں اپنے بندہ یُوحنا پر ظاہر کیا ۵

۲- جس نے خُدا کے کلام اور یسوع مسیح کی گواہی کی یعنی اُن سب چیزوں

۳- کی جو اُس نے دیکھی تھیں شہادت دی ۵ اس نبوّت کی کتاب کا پڑھنے والا اور اس کے سُننے والے اور جو کچھ اِس میں لکھا ہے اُس پر عمل کرنے والے مُبارک

۴- ہیں کیونکہ وقت نزدیک ہے ۵ یوحنا کی جانب سے اُن سات کلیسیاؤں کے نام جو آسیہ میں ہیں۔ اس کی طرف سے جو ہے اور جو تھا اور جو آنے والا ہے اور اُن سات روحوں کی طرف سے جو اُسکے تخت کے سامنے ہیں ۵

۵- اور یسوع مسیح کی طرف سے جو سچّا گواہ اور مردوں میں سے جی اُٹھنے والوں میں پہلوٹھا اور دنیا کے بادشاہوں پر حاکم ہے تمہیں فضل اور اطمینان حاصِل ہوتا رہے۔ جو ہم سے محبّت رکھتا ہے اور جس نے اپنے خون کے

۶- وسیلہ سے ہم کو گناہوں سے خلاصی بخشی ۵ اور ہم کو ایک بادشاہی بھی اور اپنے خدا اور باپ کے لئے کاہن بھی بنادِیا۔ اس کا جلال اور سلطنت ابدالآباد رہے

۷- آمین ۵ دیکھو وہ بادلوں کے ساتھ آنے والا ہے اور ہر ایک آنکھ اُسے دیکھیگی اور جنہوں نے اُسے چھیدا تھا وہ بھی دیکھیں گے اور زمین پر کے سب قبیلے اُس کے سبب سے چھاتی پیٹیں گے۔ بیشک۔ آمین ۵

۸- خداوند خدا جو ہے اور جو تھا اور جو آنے والا ہے یعنی قادرِ مُطلق فرماتا ہے

کہ مَیں الفا اور اومیگا ہُوں ۔

۹- مَیں یُوحنا جو تمہارا بھائی اور یسُوعؔ کی مصیبت اور بادشاہی اور صبر میں تمہارا شریک ہُوں خدا کے کلام اور یسوعؔ کی نسبت گواہی دینے کے باعث اُس ٹاپُو میں تھا جو پتمسؔ کہلاتا ہے ۔

۱۰- کہ خُداوند کے دِن رُوح میں آ گیا

۱۱- اور اپنے پیچھے نرسنگے کی سی یہ ایک بڑی آواز سُنی ۔ کہ جو کچھ تو دیکھتا ہے اُس کو کتاب میں لِکھ کر ساتوں کلیسیاؤں کے پاس بھیج دے یعنی افسُسؔ اور سمُرنہؔ اور پرگُمنؔ اور تھواتیرہ اور سردیس اور فلدلفیہ اور لودیکیہ میں ۔

۱۲- میں نے اُس آواز دینے والے کو دیکھنے کے لئے مُنہ پھیرا جس نے مجھ سے کہا تھا اور پھر کر سونے کے سات چراغدان دیکھے ۔

۱۳- اور اُن چراغدانوں کے بیچ میں آدم زاد سا ایک شخص دیکھا جو پاؤں تک کا جامہ پہنے اور سونے کا سینہ بند سینہ پر باندھے ہُوئے تھا ۔

۱۴- اس کا سر اور بال سفید اُون بلکہ برف کی مانند سفید تھے اور اس کی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند تھیں ۔

۱۵- اور اُس کے پاؤں اُس خالص پیتل کے سے تھے جو بھٹّی میں تپایا گیا ہو اور

۱۶- اس کی آواز زور کے پانی کی سی تھی ۔ اور اُسکے دہنے ہاتھ میں سات ستارے تھے اور اُسکے مُنہ میں سے ایک دودھاری تیز تلوار نکلتی تھی اور اُسکا چہرہ ایسا

۱۷- چمکتا تھا جیسے تیزی کے وقت آفتاب ۔ جب مَیں نے اُسے دیکھا تو اسکے پاؤں میں مُردہ سا گر پڑا اور اُس نے یہ کہہ کر مجھ پر اپنا دہنا ہاتھ رکھا کہ خوف نہ کر مَیں اوّل

۱۸- اور آخر ۔ اور زِندہ ہُوں۔ مَیں مر گیا تھا اور دیکھ ابدُالآباد زندہ رہُونگا اور موت اور

۱۹- عالم ارواح کی کنجیاں میرے پاس ہیں ۔ پس جو باتیں تُو نے دیکھیں اور جو ہیں اور جو

۲۰- انکے بعد ہونے والی ہیں اُن سب کو لِکھ لے ۔ یعنی اُن سات ستاروں کا بھید جنہیں تُو نے میرے دہنے ہاتھ میں دیکھا تھا اور اُن سونے کے سات چراغدانوں کا ۔ وہ سات ستارے تو سات کلیسیاؤں کے فرشتے ہیں اور وہ سات چراغدان کلیسیائیں ہیں ۔

تعارف

زندہ مسیح اپنی کلیسیا سے مخاطب ہے

(یُوحنّا عارف کا مکاشفہ ابواب ۱-۳)

"....خوف نہ کر میں اوّل اور آخر اور زندہ ہوں۔ میں مرگیا تھا اور دیکھ ابدالآباد زندہ رہوں گا اور موت اور عالمِ ارواح کی کنجیاں میرے پاس ہیں (۱: ۱۷، ۱۸)

اگرچہ ابواب ۲-۳ میں سات کلیسیاؤں کے نام خطوط پائے جاتے ہیں لیکن ہم اِن سات کلیسیاؤں کو ایک اور زاویہ سے دیکھیں گے۔ ہم سات کلیسیاؤں کے نام پیغامات کو پانچ حصّوں میں تقسیم کریں گے۔

اِس سے پیشتر کہ ہم ان خطوط کا مطالعہ کریں ہم یاد رکھیں کہ ہمارے خداوند کے شاگردوں کا اقرار الایمان کیا تھا۔

"تُو زندہ خُدا کا بیٹا مسیح ہے"

خُداوند کے مطابق اِس اقرار الایمان کا تعلّق گوشت اور خون سے نہیں بلکہ ہمارے آسمانی باپ کے مکاشفہ اور الہام سے ہے۔ یہ پاک روح کی ہدایت اور راہنمائی سے ہے۔ اسی بنا پر خُداوند نے اعلان کیا "میں اپنی کلیسیا بناؤں گا" (متی ۱۶: ۱۳-۲۰)

یاد رہے خُداوند کی کلیسیا کی بنیاد اُس اقرار الایمان پر ہے جس کا مکاشفہ اور الہام آسمانی باپ کی جانب سے ہے اور جس کی راہنمائی صرف رُوح اُلقدس سے ہے۔

کلیسیا کا مالک اور آقا ہمارا مبارک خُداوند ہے۔ وہ کلیسیا سے محبت رکھتا ہے۔ کلیسیا اُس کی دلہن ہے یہ وہ راز ہے جس کو پاک روح کی راہنمائی کے بغیر سمجھنا نہ صرف مشکل بلکہ

ناممکن بھی ہے۔

خُداوند اپنی کلیسیا سے مخاطب ہے۔ وہ جو مخاطب ہے وہ زندہ ہے اور نہ صرف اپنی کلیسیا کو سمجھتا ہے بلکہ اُسے جانتا بھی ہے۔ اگر ہم خداوند کے دل کی دھڑکنوں کو بہت قریب سے سُننا چاہتے ہیں تو ان خطوط کا مطالعہ کریں۔ اس کا دِل اپنی کلیسیا کے لئے دھڑکتا رہتا ہے۔

ہم ان مطالعہ جات کو حسب ذیل ترتیب کے ساتھ دیکھیں گے۔

زندہ مسیح باب ۱۔

۱۔ زندہ مسیح سرد مہر کلیسیا سے مخاطب ہے۔ ۲: ۱-۷

۲۔ زندہ مسیح دُکھ اُٹھانے والی کلیسیا سے مخاطب ہے۔ ۲: ۸-۱۱

۳۔ زندہ مسیح ڈانواں ڈول کلیسیا سے مخاطب ہے۔ ۲: ۱۲-۲۹

۴۔ زندہ مسیح بحران زدہ کلیسیا سے مخاطب ہے۔ ۳: ۱-۱۳

۵۔ زندہ مسیح نیم گرم کلیسیا سے مخاطب ہے۔ ۳: ۱۴-۲۲

زِندہ مسیح

یہ زندہ مسیح کا مکاشفہ ہے۔ "یسُوع مسیح کا مکاشفہ"

یسُوع مسیح کو خدا کی طرف سے

یُوحنّا کو یسُوع مسیح کی طرف سے

خُداوند نے پتمس کے جزیرہ میں یُوحنّا عارف کے ساتھ بحیثیت "ابن آدم" ملاقات کی۔ مکاشفات میں خداوند کی انسانیت پر زور دیا گیا ہے۔ یہاں پر اس کے لباس کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ صلیب پر اس کے کپڑے اُتار کر اسے کوڑے لگائے گئے۔ اُس کے جسم کو ذلیل اور بے حرمت کیا گیا۔ اب منظر مختلف ہے اُس کا لباس اسرائیلی کہانت سے مطابقت رکھتا ہے۔ یہ لباس نیلے رنگ کا تھا۔ نیلا آسمانی رنگ ہے

ہمارا آسمانی سردار کاہن آسمانی کہانت کے لباس میں ملبوس ہے۔ اس کا تفصیل بیان عبرانیوں کے نام خط میں پایا جاتا ہے۔ لباس عُہدہ کی علامت ہوتے ہیں۔ یُوحنا عارف پتمس کے جزیرہ میں ہر ایک ایماندار کے کاہن کو دیکھتا ہے۔ اُس کا سینہ بندھا ہوا ہے

خداوند کے تین سینہ بند قابلِ غور ہیں :-

۱۔ یُوحنا ۱۳ باب۔ وُہ خدمت کے سینہ بند میں ملبوس ہے۔

یہاں اُس نے نہ صرف نمونہ دیا بلکہ اُس نے آیندہ آسمانی کہانت کو بھی ظاہر کیا۔

۲۔ زبوُر ۴۵ میں وہ فتح کے سینہ بند سے آراستہ ہے۔ یہ آنے والی مسیحا نہ اُمیدوں کا بیان اور اظہار ہے۔ وہ سچائی، حلم اور صداقت کی تلوار کمر سے حمائل کیئے ہوئے ہے۔

۳۔ خادم اَور بادشاہ کے درمیان وُہ ہمیں کہانت کے لباس میں ملبوس نظر آتا ہے اِس سنہرے سینہ بند کے نیچے اُس کا نرم دل ہے۔ اس کے دل میں ایمانداروں کے لئے بے پایاں خوشی موجزن ہے۔ اُس کا سر اور بال بہت ہی بیش قیمت حقائق کے حامل ہیں۔

تمام مخلوق کا سردار، خدا کی بادشاہی کا شہنشاہ اور کلیسیا کا مالک، کتنے فتنے ختم ہو جائیں گے اگر آج لوگ اُس کی حکومت کو تسلیم کریں۔ اِس بیان پر دو شخصیتوں کا کردار روشنی ڈالتا ہے۔

۱۔ ابی سلوم اپنے خوبصورت بالوں کے باعث مشہور تھا۔

۲۔ سمسون کے بال اُس کے زور کا بھید تھے۔

ہمارے خداوند میں یہ دونوں یکجا نظر آتے ہیں خوبصورتی اور قوت۔ یہ علامات پاکیزگی اور ابدیت کا بیان ہیں۔ دانی ایل نے بھی علامات میں دیدار کیا تھا آنکھیں۔ اُس کی آنکھیں ہمہ بصر اور بھسم کرنے والی تھیں۔ غزل الغزلات میں

اُس کی آنکھوں کو کبوتر کی آنکھوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کبوتر کی آنکھوں میں حلیمی، پاکیزگی، خوشی، نرمی اور رحم پایا جاتا ہے۔ اس میں مکر، فریب یا چھل کا کوئی نشان نہیں۔ یہاں اُس کی آنکھیں مختلف ہیں۔ جلتی اور دیکھتی ہوئیں۔ کیا آپ کو کبھی خداوند کی ایسی قربت حاصل ہوئی ہے کہ آپ اُس کی آنکھوں کو بھی دیکھ سکیں۔ پطرس نے ان جستجو کرنے والی آنکھوں کو دیکھا اور اُس کا دل پگھل گیا۔ اُس کی آنکھوں سے توبہ کے آنسو جاری ہوئے۔

اُس کے پاؤں اب مختلف نظر آتے ہیں۔

اب اُن میں سے خون نہیں بہہ رہا۔ اب وہ شاہی تخت پر ہیں۔ وہ پاؤں جو اس دُنیا میں چلتے تھے اور جو رومیوں کے ہاتھوں بُری طرح چھیدے گئے۔ آزادی سے تخت پر ہیں۔ اب وہ چلتے پھرتے اور متحرک ہیں۔ پیتل کی مانند ہیں جو چمکتا ہے اور مضبوط ہے

اب اُن میں سے خون نہیں بہتا۔ اب یہ کھوپڑی کی جگہ پر کیلوں سے جڑے ہوئے نہیں ہیں۔ اب وہ بادشاہوں کے بادشاہ اور خداوندوں کے خداوند کے پاؤں ہیں جو آسمانی تخت پر ہیں۔

جیسے صرف پیتل ہی مذبح کی آگ کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ ویسے ہی خداوند نے کلوری پر خدا کے غضب کی آگ کو برداشت کیا۔

اُس کی آواز :- وہ آواز جو کلوری پر دُکھوں کے باعث بند کر دی گئی تھی ایک دفعہ پھر زمین پر سُنائی دیتی ہے۔ اُس نے پھر سکوت کو توڑ دیا۔ زمین پر سمندر کے زور سے بہتے ہوئے پانی سے کہیں زیادہ تھی۔ سمندر کی آواز بند ہو جائے گی لیکن یہ آواز ابد تک سُنائی دے گی۔

اُس کا داہنا ہاتھ :- کلامِ خدا اس کے مُنہ سے نازل ہوتا ہے۔ اُس کی

خدمت یہ ہے " یہ لکھا ہے "۔ آزمائش کے وقت اُس کا یہی ہتھیار تھا۔ تحریری کلام اور زندہ کلام ناقابلِ جُدا ہیں۔ وہ جب باغ میں دشمنوں سے گھرا ہوا تھا اُس نے کلام کیا اور وہ پیچھے ہٹ گئے۔

اُس کا چہرہ چمکتا ہے۔

اب کوئی بادل نہیں۔ سائے ہٹ گئے۔ زمین پر اُس کے چہرے پر تھوکا جا سکتا تھا۔ اُس کے نزدیک جا کر اُس کے مُنہ پر تھپّڑ اور مُکے مارے جا سکتے تھے لیکن اب کا یا پلٹ گئی ہے۔ اب کوئی اُس تک پہنچ نہیں سکتا اُس چہرہ نے شاول کو ظلم کرنے سے روک دیا۔ کوئی انسانی آنکھ یا فرشتے کی آنکھ اُس کو دیکھ نہیں سکتی۔ کون سورج پر نگاہ کر سکتا ہے۔ جب یہ روشنی اِتنی بڑھی ہے تو سورج سے زیادہ چمک والی روشنی پر کون نگاہ کر سکتا ہے۔ (اعمال ۲۶ : ۱۳)

۱ : ۱۷ - اگر آپ بھی یوحنّا کی مانند یسُوع کو روبرُو دیکھتے تو آپ کا کیا حال ہوتا

آپ بھی بلا شک اس کے سامنے گر پڑتے۔

بائبل مقدس میں گرنے کا بارہا ذکر کیا گیا ہے۔

۱- آدم گرا اور ہم سب گر گئے۔

۲- قائن گر پڑا۔

۴- ابرہام۔ داؤد اور سلیمان وغیرہ گر پڑے۔

لیکن ایسا گرنا جیسے یوحنا عارف۔ برکت کا باعث ہے۔ جب خداوند اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے تو کیا ہوتا ہے۔ ابرہام کی مانند جس نے خداوند کو اُس کے ظہور سے پہلے دیکھا۔ چاہیئے کہ ہم سب اُس کے مُبارک قدموں میں گر پڑیں اور اُس کی پرستش کریں۔

یوحنّا غالب آتا ہے :-

وہ گر پڑا لیکن ہوش میں آتا ہے اُسے پیغام ملا "خوف نہ کر" زندہ مسیح تسلی
اور برکت دیتا ہے۔ خُداوند کا مضبوط ہاتھ گرے ہوئے اور کمزور شاگرد کے
کندھوں پر ہے۔ خُداوند کے عجیب وغریب ہاتھ یُوحنّا کو چھُوتے ہیں۔
اُس نے کوڑھی کو چھُوا اور وہ پاک صاف ہوگیا۔ خُداوند نے مُردہ کو چھُوا
اور اُس میں زندگی آگئی۔ رنج وغم میں مبتلا چھُوٹے جاتے ہیں۔ ان کو روغن بلسان ملا
جاتا ہے۔ اُس کے قادر ہاتھ ڈوبتے پطرس کو بچا لیتے ہیں اُس کی آواز سُنائی
دیتی ہے: "خوف نہ کر"

یُوحنّا پہلے بھی خداوند کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ کئی بار سُن چکا تھا۔
کسی نے کہا ہے کہ بائبل مقدس میں یہ الفاظ "خوف نہ کر" نہ ڈر کئی صورتوں
میں ۳۶۵ بار آئے ہیں گویا خداوند ایمانداروں کو ہر روز یہ پیغام دیتا ہے کہ خوف
نہ کر اور سال میں ۳۶۵ دن ہوتے ہیں

قائم بالذات اور زندہ خداوند کا ہاتھ یُوحنّا پر تھا۔ لاتبدیل اور ابدی خُداوند
کا ہاتھ۔ خالق کا ہاتھ۔ خدائے محبت کا شفقت بھرا ہاتھ الفا اور اومیگا کا ہاتھ
اُس کا ہاتھ جس سے پہلے کوئی نہ تھا۔ ازلی خُداوند کا ہاتھ۔ اُس کا ہاتھ جو تمام
مخلوقات کا مبدا ہے۔ زندہ خُدا کے زندہ بیٹے یسُوع مسیح کا ہاتھ۔ فاتحِ کلوری
کا ہاتھ۔

خیال:۔ پیدائش کے وقت ہم اُس سے زندگی حاصل کرتے ہیں اور نئی
پیدائش کے وقت اُس کے ہاتھ سے ہم نئی اور ابدی زندگی حاصل کرتے ہیں۔

اس کا پیغام:۔
"خوف نہ کر"
کیوں؟

میں اوّل اور آخر ہوں۔

زندہ ہوں

میں مرگیا تھا لیکن ابدالآباد زندہ رہوں گا۔

میں دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔

موت اور عالمِ ارواح کی کنجیاں میرے پاس ہیں۔

یہ کنجیاں شیطان کے پاس نہیں ہیں نہ ہی یہ کسی کلیسیائی عہدیدار کے ہاتھ میں ہیں۔ یہ کنجیاں کلوری کے فاتح بادشاہ کے ہاتھ میں ہیں۔

اب ہم اس باب کو ایک اور زاویہ سے دیکھیں۔

یاد رہے یہاں پر اُن لوگوں کی مبارک حالی کا ذکر ہے جو اس نبوت کی کتاب کا پڑھنے والا۔ اور اس کے سُننے والے اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس پر عمل کرنے والے ہیں۔

اِس باب میں بار بار خداوند کی شخصیت پر زور دیا گیا ہے۔

۱:۴ جو ہے اور جو تھا اور جو آنے والا ہے۔

۱:۸ میں ۱:۴ میں جو باتیں کہی گئی ہیں اُن کے علاوہ اُسے قادرِ مطلق اور اور الفا اور اومیگا کہا گیا ہے۔

۱:۵-۷

سچّا گواہ۔ مُردوں میں سے جی اُٹھنے والوں میں پہلوٹھا۔

دنیا کے بادشاہوں پر حاکم۔

وہ ہم سے محبت رکھتا ہے۔ اُس نے اپنے خون کے وسیلہ سے ہم کو گناہوں سے خلاصی بخشی۔ اُس نے ہم کو ایک بادشاہی بخشی اُس نے ہمیں خدا اور باپ کے لئے کاہن بنا دیا۔ وہ بادلوں کے ساتھ آنے والا ہے۔

ہم اُس کے لباس اور شخصیت پر غور کر چکے ہیں۔

۱: ۱۷-۱۸ قابلِ غور ہیں۔

" وہ مر گیا تھا۔ زندہ ہوا اور تا ابد زندہ رہے گا۔ یہی انجیل ہے۔ یہی خوشخبری ہے۔" (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۳-۴)

وہ سونے کے سات چراغدانوں یعنی کلیسیاؤں میں چلتا پھرتا، باتیں کرتا، نصیحت کرتا، ملامت کرتا، خبردار کرتا، شکایت کرتا اور وفاداروں سے وعدہ کرتا اور غالب آنے والوں کو اجر کا یقین دلاتا نظر آتا ہے۔ وہ چراغدانوں کو صاف کرتا اور ان میں تیل بھرتا رہتا ہے۔

یاد رہے ہمارا خداوند صادق القول ہے۔ "مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہے" وہ اپنے وعدوں کو پورا کرنے میں ہمیشہ وفادار ہے۔

ہر زمانہ میں وہ اپنے لوگوں کے دکھ اور مصیبت میں اُن کے ساتھ ہے اُس کا داہنا ہاتھ (جو اُس کے اختیار اور وفاداری کی علامت ہے) ایماندار کے اوپر ہوتا ہے۔ کون اُس کی قدرت اور اختیار کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

یُوحنّا کے بارے میں بھی جاننا بہت ضروری ہے۔

یہ وہی یُوحنّا ہے جو خداوند کا پیارا شاگرد تھا۔ تصلیب کے موقع پر خداوند نے اپنی ماں یعنی مقدسہ مریم کو یُوحنّا ہی کے سپرد کیا۔

یُوحنّا خداوند کی محبت کی خاطر، خدا کے کلام اور یسُوع کی نسبت گواہی دینے کے باعث پتمس کے جزیرہ میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہا تھا۔

اُس کو جلاوطن کرنے والے یہ نہیں جانتے تھے کہ اس کی جلاوطنی کا نتیجہ یُوحنّا عارف کا مکاشفہ ہوگا۔ جان بنین کو پابندِ سلاسل کرنے والے نہیں جانتے تھے کہ کلیسیاؤں کو اس اسیری کے باعث "مسیحی مسافر" جیسی کتاب ملے گی۔ مارٹن لوتھر کو سنانے والے نہیں جانتے تھے کہ آیندہ زمانوں میں خداوند ایک انجیلی کلیسیا قائم

کرے گا۔

ایماندار کو ایذا رسانی دینے والے ہمیشہ یہ بھول جاتے ہیں کہ زندہ مسیح ایماندار کے ساتھ جلتی بھٹی میں بھی ہوتا ہے کیونکہ اُس کا یہ وعدہ ہے کہ وہ دُنیا کے آخر تک ہمیشہ ہمارے ساتھ ہے۔ صادق القول خُداوند اپنے لوگوں سے کبھی دستبردار نہیں ہوتا۔

۱/۹ یوحنا اپنے آپ کو "بھائی" کہہ کر پکارتا ہے۔

تمہارا بھائی ——— تمہارا شریک

پولُس اور پطرس نے بھی باربار یوں ہی ایمانداروں کو خطاب کیا۔

عہد جدید میں یہ طرزِ تخاطب بکثرت پایا جاتا ہے۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایمانداروں کا ایک ہی باپ ہے ہم سب ایک ہی باپ کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں یسُوع مسیح پر ایمان لانے سے ہم خدا کے فرزند بن جاتے ہیں (یوحنا ۱:۱۲)

یوحنا مصیبت میں، بادشاہی میں اور صبر میں اپنے بھائیوں کا شریک ہے۔

۱/۱۰ خُداوند کا دِن

خُداوند کے دن یوحنا کو مکاشفہ ملا۔ یہ وہ دن ہے جب ہمارے خداوند نے مَوت کو للکار کر کہا۔

"اَے مَوت تیری فتح کہاں گئی۔ مَوت فتح کا لقمہ بن گئی۔"

ہمارے خداوند نے موت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پسپا کر دیا۔ یہی وہ دن تھا۔

یہ دن ہمیں خداوند کی ظفر یابی کی یاد دلاتا ہے۔ خداوند بے شک مُردوں میں سے فاتحانہ جی اُٹھا ہے۔

زندہ خداوند اپنی کلیسیا سے مخاطب ہے

۱/۱۱ یوحنا کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ زندہ مسیح کا پیغام کلیسیاؤں کو بھیج دے۔

ابواب ۲-۳ میں جو خطوط ہیں اُن کا ذکر بڑی صفائی کے ساتھ یہاں پر کیا گیا ہے۔

یوحنا کے بیان کے مطابق آواز دینے والا یعنی ہمارا مبارک خداوند
سات چراغدانوں کے بیچ میں ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ کلیسیا میں خداوند کا مرکزی
مقام ہے اور اگر کلیسیا میں خداوند کو مرکزیت حاصل نہیں ہے تو کلیسیا کو
ہونے پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

۱ : ۱۲، ۱۳ کو بغور پڑھیں۔
یہ چراغدان سونے کے ہیں۔ خداوند کی کلیسیا معمولی نہیں۔ یہ یسوع کے خون
سے خریدی گئی ہے۔
"... تم اپنے نہیں قیمت سے خریدے گئے ہو۔" (۱۔ کرنتھیوں ۶ : ۱۹-۲۰)
کلیسیا یسوع کے بیش قیمت خون سے خریدی گئی ہے۔ (۱۔ پطرس ۱ : ۱۸)

چراغ دان

خداوند نے کلیسیا کو چراغ دان مقرر کیا ہے جہاں وہ چراغوں کو رکھتا ہے۔
خداوند نے اپنے ایماندار بندوں اور بندیوں کو نور کہہ کر پکارا ہے۔ اور
پولس کہتا ہے "تم دنیا میں چراغوں کی طرح دکھائی دیتے ہو" (فلپیوں ۲ : ۱۵)
خداوند نے کہا "تم دنیا کے نور ہو" ۔ "چراغ جلا کر ... چراغدان پر رکھتے
ہیں" (متی ۵ : ۱۳-۱۶)

اس کا مقصد کیا ہے؟

خداوند نے یہ مقصد خود بیان کیا ہے۔
"اسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک
کاموں کو دیکھ کر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے تمجید کریں۔" (متی ۵ : ۱۶)
پطرس بیان کرتا ہے کہ خداوند نے تمہیں اسی لئے چن لیا ہے۔ "تاکہ اس کی
خوبیاں ظاہر کرو۔"

پولُس ازراہِ نصیحت کہتا ہے کہ "نور کے فرزندوں کی طرح چلو۔" (افسیوں ۵: ۸)

یاد رہے وہ جو سونے کے سات چراغدانوں کے بیچ میں پھرتا ہے۔ وہ کوئی معمولی انسان نہیں ہے۔ وہ ہمہ بصر۔ ہمہ قادر۔ ہمہ دان اور قائم بالذات خداوند ہے۔

وہ اپنی کلیسیاؤں کے بارے میں فکرمند ہے جہاں اُن کو آفرین کی ضرورت ہے وہ اُن کو آفرین دیتا ہے اور جہاں ملامت کی ضرورت ہے وہ اُن کو ملامت بھی کرتا ہے۔ ہم اُس کے عدالتی فتوی کو بھی یہاں پر دیکھتے ہیں۔

ہم باری باری اِن کلیسیاؤں کے حالات پر غور کریں گے لیکن اس وقت یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ کلیسیا کا مالک اور آقا کلیسیا کے بیچ میں ہے۔

خُداوند کا شکر ہے کہ ہم اُس کے نام سے کہلاتے ہیں۔ اور وہ جو لافانی اور لاثانی ہے ہم اُسی سے منسوب ہیں۔

یُوحنّا نے دانی ایل کی مانند اُس کو دیکھا جو بھیدوں کا کھولنے والا ہے۔ بھید کھولنا صرف خداوند کا کام ہے۔ یُوحنّا نے خداوند کو سونے کے سات چراغ دانوں کے بیچ میں دیکھا۔

اُس کے ہاتھ میں سات ستارے ہیں۔ اِس سے مُراد کلیسیاؤں کے خادم یا فرشتے ہیں۔ خُدا کے خادم خُدا کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ اپنے ہاتھ سے اُن کو سنبھالے رہتا ہے۔ وہ جو خُداوند کے ہاتھ میں ہیں کوئی اُنہیں چھین نہیں سکتا۔ اس لئے خداوند نے کہا کہ میری بھیڑیں میری ہیں کوئی اُن کو مجھ سے چھین نہیں سکتا۔ وہ خود اُن کا محافظ اور نگہبان ہے۔ یُوحنّا ۱۰: ۱۷

چونکہ ہمارا مُبارک خُداوند ہی کلیسیا کا مالک ہے اور کلیسیا اُس کے قبضۂ اختیار میں ہے چونکہ صرف وہی اُس پر اختیار رکھتا ہے یہ صرف اُسی کا حق ہے کہ اس کی تعریف اور تنقید کرے۔

کلیسیا کا مالک زندہ ہے اور زندہ مسیح اپنی کلیسیا سے مخاطب ہے

زندہ مسیح اپنی کلیسیا سے مخاطب ہے

چند بنیادی حقائق

یوحنا عارف کا مکاشفہ ابواب ۲، ۳ میں ہم اِن سات کلیسیاؤں کے نام خداوند کا پیغام پڑھتے ہیں۔ اِن کلیسیاؤں کا ذکر ۱: ۱۱ میں پایا جاتا ہے۔ اِن کلیسیاؤں کا تاریخی پس منظر دیکھنے کے لئے لازمی ہے کہ ہم رسولوں کے اعمال یعنی عہدِ جدید کی پانچویں کتاب کا بغور مطالعہ کریں۔ اِس سے پیشتر کہ ہم روزمرہ کے مطالعہ جات میں مصروف ہو جائیں ہم اُن امُور پر غور کریں جو اِن خطوط میں یا تو مشترکہ ہیں یا جن کے بغیر ہم اِن خطوط کو سمجھ نہ سکیں گے۔

پہلا سوال یہ ہے کہ کلام کرنے والا کون ہے؟

کون ہے جو کلیسیاؤں کے ساتھ کلام کرتا ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کلام کرنے والا خداوند یسوع مسیح ہے کیونکہ اُسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وُہ ایسا کرے۔ تاہم یہ الفاظ بھی پائے جاتے ہیں ..."روح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے"۔ اِس کا کیا مطلب ہے۔ اوّلاً تو یہ یاد رکھیں خداوند نے پاک روح کے بارے میں جو تعلیم دی اُس میں یہ صفائی کے ساتھ پایا جاتا ہے کہ پاک رُوح اُستاد اور معلم ہے۔ وُہ سکھانے والا اور یسوع مسیح کی باتیں یاد دلانے والا ہے۔ پاک رُوح یہاں پر خداوند کے کلام کے اطلاق کی ہمیں نصیحت کرتا ہے۔ جو کچھ خداوند نے کہا پاک رُوح اُس پر عمل پیرا ہونے کی ہدایت کرتا ہے۔ دوسرا مددگار پہلے مددگار کے ساتھ ساتھ کام کرتا ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ خط کن کو لکھے گئے؟

یاد رہے اِن خطوط کو "خطوطِ خداوندی" بھی کہہ کر پُکارا جاتا ہے۔ اگرچہ ہر خط کے ساتھ یہ الفاظ آتے ہیں۔"..... فرشتہ کو یہ لکھ"۔

ہر خط سات فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کے نام ہے۔ فرشتہ وہ ستارہ ہے

(۲۰:۱) جو کلیسیا کی خدمت کے لئے خداوند کا مقرر کیا ہُوا ہے۔ وہ پیغام بر ہے۔ خداوند کلیسیا کے فرشتہ کو لکھنے کا حکم صادر فرماتا ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ یہ پیغام کلیسیا کے لئے ہے۔ "اُس کو کتاب میں لکھ کر ساتوں کلیسیاؤں کے پاس بھیج دے یعنی ..... " ۱۱:۱

یہ اُس آواز دینے والے کے الفاظ ہیں جس کو یُوحنّا نے پتمس کے جزیرہ میں جلاوطنی کی حالت میں سُنا۔

یہ پیغام ہر زمانہ۔ ہر ملک اور ہر قوم کے ایماندار کے نام ہے۔ خداوند کا کلام زندہ ہے اُور تازہ بھی۔

"گھاس تو سوکھ جاتی ہے اور پھول گر جاتا ہے لیکن خداوند کا کلام ابد تک قائم رہے گا" ۱پطرس ۱ : ۲۴ : ۵

جو کچھ یسعیاہ نبی نے پاک رُوح کے الہام سے کہا پطرس نے پاک رُوح کی ہدایت اور راہنمائی میں اُس کی تائید کی۔

اگرچہ پہلے باب میں خداوند کی شخصیت کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے جس کا ذکر اِس کتابچہ کے تعارف میں ہو چکا ہے لیکن یاد رہے اِن دو ابواب میں ہر خط کے آغاز کے طور پہ خداوند کی شخصیت کے بارے میں صاف تعلیم دی گئی ہے۔

وہ کون ہے جو کلام کرتا ہے

۱۔ ۱:۲ "..... جو اپنے دہنے ہاتھ میں ستارے لئے ہوئے ہے اُور سونے کے ساتوں چراغدانوں میں پھرتا ہے وہ یہ فرماتا ہے ......"

۲۔ ۸:۲ "....... جو اوّل اُور آخر ہے اور جو مر گیا تھا اور زندہ ہُوا وہ یہ فرماتا ہے:"

۳۔ ۲ : ۱۲ "جس کے پاس دو دھاری تیز تلوار ہے وہ فرماتا ہے......"

۴۔ ۲ : ۱۸ "خُدا کا بیٹا جس کی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند اور پاؤں خالص پیتل کی مانند ہیں یہ فرماتا ہے....."

۵۔ ۱:۳ "جس کے پاس خدا کی سات روحیں ہیں اور سات ستارے ہیں وہ یہ فرماتا ہے...."

۶- ۳:۷ ''جو قدوس اور برحق ہے اور داؤد کی کنجی رکھتا ہے جس کے کھولے ہوئے
کو کوئی بند نہیں کرتا اور بند کئے ہوئے کو کوئی کھولتا نہیں وہ یہ فرماتا ہے۔۔۔۔''
۷- ۳:۱۴ ''جو آمین اور برحق گواہ اور خدا کی خلقت کا مبدا ہے وہ یہ فرماتا ہے۔۔۔''
ہر خط میں ہم یہ الفاظ پڑھتے ہیں۔

''جس کے کان ہوں وہ سنے کہ رُوح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے۔''

۲:۷، ۲: ۱۱، ۲: ۱۷، ۲: ۲۹، ۳: ۶، ۳: ۱۳، ۳ : ۲۲

ہر خط میں غالب آنے والے کے ساتھ انعام یا اجر کا وعدہ کیا گیا ہے۔

۱- ۲:۷ ''جو غالب آئے میں اُسے اُس زندگی کے درخت میں سے جو خُدا کے فردوس میں ہے پھل کھانے کو دُوں گا۔''

۲- ۲:۱۱ ''جو غالب آئے اُس کو دوسری موت سے نقصان نہ پہنچے گا۔''

۳- ۲:۱۷ ''جو غالب آئے میں اُسے پوشیدہ من میں سے دُوں گا اور ایک سفید پتھر دُوں گا۔ اُس پتھر پر ایک نیا نام لکھا ہُوا ہوگا جسے اُس کے پانے والے کے سِوا کوئی نہ جانے گا۔''

۴- ۲: ۲۶، ۲۷ ''جو غالب آئے اور جو میرے کاموں کے موافق آخر تک عمل کرے میں اُسے قوموں پر اختیار دوں گا اور وہ لوہے کے عصا سے اُن پر حکومت کرے گا جس طرح کہ کمہار کے برتن چکنا چُور ہو جاتے ہیں چنانچہ میں نے بھی ایسا اختیار اپنے باپ سے پایا ہے۔''

۵- ۳:۵ ''جو غالب آئے اُسے اِسی طرح سفید پوشاک پہنائی جائے گی اور میں اُس کا نام کتابِ حیات سے ہرگز نہ کاٹوں گا بلکہ اپنے باپ اور اُس کے فرشتوں کے سامنے اُس کے نام کا اقرار کروں گا۔''

۶- ۳: ۱۲ ''جو غالب آئے میں اُسے اپنے خدا کے مقدس میں ایک ستون بناؤں گا۔ وہ پھر کبھی باہر نہ نکلے گا اور میں اپنے خُدا کا نام اور اپنے خدا کے شہر یعنی اُس نئے یروشلیم کا نام جو میرے خُدا کے پاس سے آسمان سے

اُترنے والا ہے اور اپنا نیا نام اُس پر لکھوں گا۔

۷۔ ۲۱:۳ "جو غالب آتے ہیں اُسے اپنے ساتھ اپنے تخت پر بٹھاؤں گا۔

کون غالب آتا ہے؟

سوال پیدا ہوتا ہے کون غالب آتا ہے؟

یاد رہے ہمارے مبارک خداوند نے کہا۔

"۔۔۔۔ دنیا میں مصیبت تو اُٹھاتے ہو لیکن خاطر جمع رکھو میں دُنیا پر غالب آیا ہوں"

دنیا پر غلبہ پانا بہت مشکل ہے۔ سوائے خداوند یسوع مسیح کے کسی اور نے غلبہ حاصل نہیں کیا۔

پولُس رسُول کہتا ہے کہ وہ جو ایمان سے راستباز ٹھہرائے گئے ہیں خداوند اُن کو فتح بخشتا ہے۔ اس کا بھید خداوند کی وہ محبت ہے جو وہ ایمانداروں کے ساتھ رکھتا ہے۔

"جس نے ہم سے محبت کی ہم کو فتح سے بھی بڑھ کر غلبہ حاصل ہوتا ہے"۔

(رومیوں ۸ : ۳۷)

فتح سے بڑھ کر غلبہ۔

اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارا خداوند دنیا پر غالب آیا لیکن یہ بھی یاد رہے کہ ایماندار بھی اُس کے ساتھ اِس غلبہ میں شامل ہیں۔ خداوند کا کلام سنیں۔

"اور وہ برّہ سے لڑیں گے اور برّہ اُن پر غالب آئیگا کیونکہ وہ خداوندوں کا خُداوند اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور جو بُلائے ہوئے اور برگزیدہ اور وفادار اُس کے ساتھ ہیں وہ بھی غالب آئیں گے"۔

ایمانداروں کے اِس غلبہ کا بھید کیا ہے؟

بلاشک بھید وہ ایمان ہے جو خدا کے بیٹے پر ہے۔

"۔۔۔۔ دنیا کا مغلوب کرنے والا کون ہے سوا اُس شخص کے جسکا یہ ایمان ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے"۔

یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ اِس امر کا اقرار لازمی ہے۔ ہم دیہاتوں میں قصبات میں شہروں میں محلوں میں۔ گلی کوچوں میں اور گھروں میں اِس امر کا اقرار کریں کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے۔

"جس کے پاس بیٹا ہے اُس کے پاس زندگی ہے، اور جس کے پاس خدا کا بیٹا نہیں اُس کے پاس زندگی بھی نہیں۔"

خداوند تلقین کرتا ہے

خداوند نہ صرف شکایت اور ملامت کرتا ہے بلکہ وہ تلقین بھی کرتا ہے۔ تلقین کے ذریعہ خداوند کا کلیسیاؤں کو انتباہ دو حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ بحالی۔ ۲۔ قایم رہنا۔

خداوند اُن کو تلقین کرتا ہے کہ وہ اپنی پہلی رُوحانی حالت پر بحال ہو جائیں۔ بحال ہونا یعنی اپنی پہلی حالت پر واپس آ جانا نہایت ضروری ہے یہ امر ناگزیر ہے۔ اِس کے علاوہ یہ تلقین بھی کی گئی ہے کہ جو کچھ اَب اُن کے پاس ہے وہ اُس پر قائم رہیں۔

اِس تلقین کے ساتھ ساتھ انتباہ بھی ہے۔

مثلاً ۲: ۵ افسس کی کلیسیا کو یہ کہا گیا۔

"پس خیال کر کہ تُو کہاں سے گِرا ہے اَور توبہ کر کے پہلے کی طرح کام کر اور اگر تُو توبہ نہ کرے گا تو میں تیرے پاس آ کر تیرے چراغ دان کو اُس کی جگہ سے ہٹا دوں گا۔"

یہ بحالی کا پیغام ہے۔ اپنی پہلی محبت کی بحالی۔

سردیس کی کلیسیا کے نام یہ پیغام ہے۔

۳: ۳ "پس یاد کر کہ تُو نے کس طرح تعلیم پائی اور سُنی تھی اَور اُس پر قائم رہ اَور توبہ کر اَور اگر تو جاگتا نہ رہے گا تو میں چور کی طرح آ جاؤں گا۔"

یہاں پر یہ تلقین کی گئی ہے کہ وہ انجیل کے ابتدائی پیغام کی بحالی حاصل کریں اور اِس کے ساتھ ساتھ اپنی رُوحانی زندگی کی بھی بحالی حاصل کریں۔ تھواتیرہ کی کلیسیا کے

ایماندار اور وفادار لوگوں کو کہا گیا۔

۲:۲۵

"البتہ جو تمہارے پاس ہے میرے آنے تک اُس کو تھامے رہو۔
یہاں پر قایم رہنے۔ ثابت قدم رہنے اور تھامے رہنے کی نصیحت ہے۔ تھامنے کے لئے طاقت۔ ہمت اور استقلال کی ضرورت ہے۔ بہت سے لوگوں مستقل مزاج نہیں رہتے۔ وہ متلون مزاج ہیں اور وہ موجوں کی طرح اچھلتے بہتے رہتے ہیں۔
(افسیوں ۴:۱۴، ۱۵)
پولُس رسُول بھی کہتا ہے "۔۔۔۔۔ ثابت قدم اور قایم رہو۔۔۔۔۔۔۔"
فلدلفیہ کی کلیسیا کو یہ کہا گیا۔

۳:۱۱ "میں جلد آنے والا ہوں جو کچھ تیرے پاس ہے اُسے تھامے رہ تاکہ کوئی تیرا تاج نہ چھین لے۔"

یہاں پر فرمانبرداری۔ اطاعت گذاری اور ایمان میں قایم رہنے اور ثابت قدم رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔
یہاں پر یہ نصیحت بھی کی گئی ہے کہ رُوحوں کی محبت کے جذبہ پر قائم رہیں جس کے باعث وہ خُداوند کے کھولے ہُوئے دروازوں میں داخل ہُوئے تھے۔
لفظ "دیکھ" کے استعمال سے خداوند کلیسیاؤں کو بلاہٹ کا احساس دلاتا ہے اور یہ بھی کہ وہ اِس دنیا میں خبرداری سے زندگی بسر کریں۔
۳:۱۱ "میں جلد آنے والا ہوں۔ جو کچھ تیرے پاس ہے اُسے تھامے رہ تاکہ کوئی تیرا تاج نہ چھین لے۔"
۲:۲۲ "دیکھ میں اُس کو بستر پر ڈالتا ہوں اور جو اُس کے ساتھ زنا کرتے ہیں اگر اُس کے سے کاموں سے توبہ نہ کریں تو اُن کو بڑی مصیبت میں پھنساتا ہوں۔"
۳:۸ "دیکھ میں نے تیرے سامنے ایک دروازہ کھول رکھا ہے۔ ۔۔۔ ۔۔۔"
۳:۹ "دیکھ میں شیطان کے اُن جماعت والوں کو تیرے قابو میں کر دوں گا۔۔۔"

۳ : ۲۰ "دیکھ میں دروازہ پر کھڑا ہُوا کھٹکھٹاتا ہوں......"

۲ : ۱۰ "دیکھو ابلیس تم میں سے بعض کو قید میں ڈالنے کو ہے......"

۳ : ۱۵ "کاشکہ تو سرد یا گرم ہوتا......"

اِن پر باری باری غور کریں۔

۱- ۳ : ۱۱

یہاں پہ خداوند کی آمدِ ثانی کی روشنی میں خدمت کرنے کی بلاہٹ ہے۔

۲- ۲ : ۲۲- ہمیں بیدار رکھنے اور حلیم بننے کی بلاہٹ ہے۔ خدا کے خادموں کو خدا کے سامنے جواب دہ ہونا ہے۔

۳- ۳ : ۸ - ہمیں مطمئن رہنے کی بلاہٹ ہے خداوند کی خدمت کرنے اور اس کے نام کی گواہی کا ہر وقت موقع ہے۔ دروازہ کھُلا ہے۔ ہم انجیل سنانے کے ہر ایک موقع سے بھرپور استفادہ کریں۔

۴- ۳ : ۹ دشمنوں پہ غالب آنے کے لئے ایمان کی بلاہٹ ہے۔ فتح خداوند بخشے گا۔ جو ہم سے محبت رکھتا ہے وہ ہمیں فتح سے بڑھ کر غلبہ عطا کرتا ہے۔

۵- ۳ : ۲۰- خداوند یسوع مسیح کے لئے اپنے دِل کے دروازے کو کھولنے کی بلاہٹ ہے۔ اِس سے پیشتر کہ وہ ہمارے لئے موقع کا دروازہ کھول دے ہم اپنے دِل کا دروازہ اُس کے لئے کھولیں۔

اِس سے پیشتر کہ وہ باہر کی دنیا تک جائے وہ ہمارے دِل کے اندر اگر کونٹ کرنا چاہتا ہے۔ وہ ہمارے بیچ رہنا چاہتا ہے۔

۶- ۲ : ۱۰

اِس بلاہٹ کا تعلق ایذا رسانی اور ہماری تیاری کے ساتھ ہے: ہم ایذا رسانی کے لئے اور دکھ اُٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ مسیح کی خاطر دکھوں کی بھٹی میں پڑنے کے لئے تیار ہیں۔

۷- ۳: ۱۵-
اگرچہ یہاں پر لفظ "دیکھ" استعمال نہیں کیا گیا تاہم یہ ایک بہت زبردست بلاہٹ ہے۔ خداوند کے لئے سرگرم رہنے کی بلاہٹ ہے۔

خدا کی سات رُوحیں ۳: ۱ 1947

خدا پاک رُوح اِن خطوط میں بہت نمایاں ہے ہر خط کے آخر میں پاک رُوح کی آواز سنائی دیتی ہے- یہ آواز ایمانداروں کو دعوت دیتی ہے کہ وہ خداوند کے حکم اور فرمان کو اپنے دلوں میں رکھ کر اُسے عملی جامہ پہنائیں۔

یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ سردیس کی کلیسیا کی روحانی بیماری کا صرف پاک روح ہی علاج ہے خداوند اپنے آپ کو یوں ظاہر کرتا ہے "جس کے پاس خدا کی سات رُوحیں ہیں۔ خدا پاک روح اقنوم ثلاثہ کا تیسرا اقنوم ہے اور پاک رُوح کی خدمت کو واضح کرنے اور اُس کی ہمہ قادری بیان کرنے کے لئے، "سات روحیں" کا محاورہ استعمال کیا گیا ہے- مسیحی کلیسا کی ترقی- حیات اور بقا کے لئے پاک رُوح نہایت ضروری ہے- ہمارے مبارک خداوند کی زمینی زندگی اور خدمت میں پاک رُوح کا بہت بڑا حصہ اور کام تھا- رسولوں کے اعمال میں مذکورہ کلیسیاؤں اور ہمارے اپنے زمانہ کی کلیسیا کی خدمت اور زندگی میں بھی پاک رُوح کی خدمت کی بہت ہی ضرورت ہے- رسولوں کے اعمال میں وہ کون سا واقعہ ہے جس میں پاک روح کا حصہ نہیں ہے- اِن واقعات کا زیادہ تر تعلق بشارت کے ساتھ ہے۔

ہمارے خداوند نے پاک رُوح کو خدا کا وعدہ کہہ کر پکارا اور خدا کی طرف سے اچھی بخشش بھی (لوقا ۱۱: ۱۳) خداوند نے اپنے شاگردوں کو یہ بھی کہا کہ پاک رُوح کی قوت سے تم مجھ سے بھی بڑے بڑے کام کرو گے (- یوحنا ۱۴: ۱۲) خداوند نے پاک روح کو "دوسرا مددگار" بھی کہہ کر پکارا- اِس کا یہ مطلب ہے کہ "دوسرا مددگار" وہی

خدمت کرے گا جو پہلے "پہلا مددگار" کرتا رہا ہے۔ خدا پاک روح بھرپوری کے ساتھ کلیساؤں پر سات۔ کاملیت کا عدد ہے۔ پاک روح گواہی دینے کے لئے ایمانداروں کے دلوں کو معمور کرتا ہے۔ وہ کام کرتا ہے۔ تیار کرتا اور طاقت بخشتا ہے۔

"اوّل اور آخر" ۲ : ۸

خداوند اپنے آپ کو اوّل اور آخر کہہ کر پکارتا ہے۔ وہ ابتدا ہے اور انتہا ہے۔ وہ خالق ہے اور منزل بھی ہے۔ خداوند کلیسیا کے لئے سب کچھ مہیا کرنے والا ہے۔ وہی سونے کے سات چراغ دانوں کے بیچ میں پھرتا ہے۔ وہ چراغوں میں تیل بھرتا رہتا ہے تاکہ وہ جلتے رہیں وہ ضروریات کو پورا کرتا رہتا ہے۔ سب کچھ افراط سے اور کثرت سے مہیا کرتا ہے۔ وہ "یہوواہ یری" ہے۔ ہم اپنے مقاصد میں ناکام نہیں ہو سکتے کیونکہ خداوند الفا اور اومیگا ہے۔ وہ اپنے دہنے ہاتھ میں ستارے لئے ہوئے ہے اس لئے وہ ہمیں پریشان اور مایوس نہ رہنے دے گا۔ چونکہ وہ اوّل اور آخر ہے اس لئے جس نے ہمارے دلوں میں نیک کام شروع کیا ہے وہ اُسے انجام بھی دے گا۔ یہ انجام ظفریاب ہوگا۔ وہ مرگیا اور زندہ ہُوا اس لئے وہ ہمارے مسائل سے واقف ہے اور اور ان کا علاج بھی کرتا ہے۔ اُس کے ہاتھ میں دو دھاری تیز تلوار ہے وہ ہمیں اپنی محافظت میں رکھتا ہے صرف خُدا کا بیٹا یسُوع مسیح ہی ہمیں فضل عطا کرتا ہے۔

اس کی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند اور پاؤں خالص پیتل کی مانند ہیں۔ وہ کلیسیا کو پاک اور صاف کرتا ہے۔ وہ ہمیں ہر ایک قسم کی ناپاکی اور گُناہ سے آزاد کرتا ہے۔ اس کے پاس خدا کی سات روحیں ہیں۔ وہ مُردہ کلیسیاؤں میں زندگی کا دم پھونکتا رہتا ہے۔

وہ داؤد کی کنجی رکھتا ہے۔ وہ ہمارے لئے دروازہ کھول سکتا ہے جس کو کوئی انسان بند نہیں کرسکتا۔ وہ قدوس اور برحق ہے اور دنیا میں کوئی اُس کا ثانی نہیں ہمارا خداوند آمین اور سچا اور برحق گواہ ہے وہ خدا کی خلقت کا مبدا ہے۔

وہ کلیسیا میں اوّل درجہ رکھنے اور مرکزیت میں حق بجانب ہے۔ وہ کلیسیا کو افراط کے ساتھ سب کچھ مہیا کرنے میں خداوندیت کا حق دار ہے وہ سات کلیسیاؤں کا خداوند ہے آؤ ہم نہایت سنجیدگی اور ادب سے اُس کے سامنے جھک جائیں۔

سات کلیسیاؤں کے ساتھ وعدے (مواعید)

خداوند کے وعدے ہمارے دِلوں میں ایک نیا جوش بھر دیتے ہیں۔ اِن دو ابواب میں مندرج مواعید کو تین زاویوں سے دیکھا جاسکتا ہے۔

۱۔ حقائق الآخرت پر مبنی وعدے

خداوند کے وعدوں کا تعلق اِس زمانہ کے آخر کے ساتھ ہے۔ ان کا تعلق حقائق الآخرت کے ساتھ ہے۔

خداوند چاہتا ہے کہ اُس کے لوگ یعنی کلیسیائیں اِن وعدوں پر غور کریں اور نہ صرف حوصلہ افزائی حاصل کریں بلکہ ایک دوسرے کو تسلّی دیا کریں۔ اگرچہ ہم اِس جہان میں رہتے ہیں لیکن اِس جہان کے نہیں ہیں ہمارے خداوند نے اپنے شاگردوں کو یہی تعلیم دی تھی۔

آپ اِن وعدوں پر غور کریں اور معلوم کریں کہ اِن کا تعلق اِس جہان کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ ہم اِس جہان میں پردیسی اور مسافر ہیں اور ہم ایک اور شہر کے رہنے والے ہیں۔ ہماری شہریت کا تعلق خداوندوں کے خداوند اور بادشاہوں کے بادشاہ کے ساتھ ہے۔

۲۔ مسلسل اجر

ہم خداوند کے فضل سے مسلسل اجر پانے والے ہیں۔ اُس کے شاندار فضل کی مثالیں غور طلب ہیں۔

زندگی کا درخت جو خدا کے فردوس میں ہے - ۲: ۷

دوسری موت کے نقصان سے بریت - ۲: ۱۱

پوشیدہ من اور سفید پتھر ملنے کی خوشی - ۲: ۱۷

اس سفید پتھر پر نیا نام لکھا ہوگا۔

ازلی بادشاہ کے ساتھ حکومت کرنیکا امتیازی حق ۲: ۲۶

سفید پوشاک کے ساتھ خداوند کے جلال میں داخل ہونا ۳: ۵

خدا کے مقدس میں ستون بننے کا اعزاز ۳: ۱۲

خداوند کے دسترخوان پر کھانے کا شرف ۳: ۲۰

یہ وعدے بیش قیمت ہیں اِن کا تعلق زمانہ حال کے ساتھ اور زمانہ مستقبل کے ساتھ بھی ہے۔ یاد رہے اجر ہماری محنت کا پھل نہیں ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے یہ فضل پانے کے لئے بھی فضل درکار ہے۔ ہمارے لئے غرور اور تکبر کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

۳۔ خداوند کی آمدِ ثانی

اِن دو ابواب میں خداوند کی آمدِ ثانی کا کسی نہ کسی طرح پانچ دفعہ ذکر آیا ہے پہلے باب میں بھی آمدِ ثانی کا ذکر پایا جاتا ہے۔ کلیسیا کیلئے خداوند کی آمدِ ثانی مبارک اُمید ہے۔ تاریخ کے واقعات آمدِ ثانی کی طرف جاتے ہیں۔ انبیا نے اس کی بابت نبوّت کی۔ خداوند نے نہ صرف اِس کو بار بار دہرایا بلکہ اِس تائید و حمایت اور توثیق کی۔ رسولوں نے اِس کا برملا اعلان کیا۔ ہم آمدِ ثانی کی منادی کرتے ہیں اِس کے سہارے زندہ رہتے ہیں۔

یہ ہماری اُمید ہے اور آمدِ ثانی کی حقیقت ہماری خوشی ہے خداوند کی دوسری آمد پر تمام جنگ و جدل کا خاتمہ ہوگا اور دنیا میں مکمل طور پر سلامتی اور امن ہوگا۔

اِن خطوط کا مطالعہ کرنے سے پیشتر ایک بار پھر پہلے باب کو بطور تعارف کے ذکر

یہ دنیا ایک عجیب قسم کی آگ کی لپیٹ میں ہے۔ ہتھیاروں کو جمع کیا جاتا ہے۔
فوجوں کو نئے ڈھنگ سے تربیت دی جاتی ہے۔ ملکی اور قومی تحفظ کے نئے نئے طریقے سوچے
جاتے ہیں بعض مقامات پر آگ کے شعلے بڑی تیزی سے بھڑک رہے ہیں اور بعض مقامات پر آگ سُلگ
رہی ہے۔ انسان کے اندر ایک آگ ہے جس سے دنیا میں بے چینی اور بدامنی بڑھ
رہی ہے۔ اِس آگ کی لپیٹ میں آتی ہوئی دنیا کا علاج آگ ہے۔ خداوند کے ظہور
سے متعلق یُوحنّا اصطباغی نے یوں کہا "...... وُہ تم کو رُوح القدس اور
آگ سے بپتسمہ دے گا متی ۳: ۱۱ یہ پاک رُوح کی آگ ہے۔ مُردوں میں سے جی اُٹھنے
کے بعد خداوند نے اپنے شاگردوں کو پاک روح سے زور آور ہونے کی تلقین کی
لوقا ۲۴: ۴۹

عیدِ پینتیکست کے دن جب پاک رُوح نازل ہُوا تو یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیں
"اُنہیں آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں"
اِس آگ کی لپیٹ میں آئی ہوئی دنیا میں جہاں تک امُورِ الٰہیات کا تعلق ہے
ہمیں تاریخی اور نبوّتی طور پر بڑا واضح اور صاف ہونے کی ضرورت ہے۔ مکاشفہ
کے پہلے تین ابواب میں ہمارے مبارک خداوند کے بارے میں اِن امور کا بڑا
صاف بیان ہے۔

بائبل مقدس کا ہر پڑھنے والا جانتا ہے کہ یوحنا نے عہدِ جدید کی پانچ کتابیں
تحریر کیں۔ یوحنا کی انجیل۔ تین خطوط اور یوحنا عارف کا مکاشفہ۔ یوحنا عارف کا مکاشفہ
ضبطِ تحریر میں لانے کے دوران حالات انتہائی کربناک تھے۔ وُہ پتمس کے پہاڑی
اور الگ تھلگ جزیرہ میں جلاوطن تھا۔ یہ موجودہ ترکستان (ترکی) ہے۔ جلاوطنی کا حکم
شہنشاہ ڈومیشن نے دیا۔ یہ پہلی صدی کا آخری عشرہ تھا۔

خداوند کا پیارا اور محبوب شاگرد پتمس کے اِس الگ تھلگ جزیرہ میں "خُدا
کے کلام اور یسوعؔ کی نسبت گواہی دینے کے باعث" جلاوطن تھا۔
یہاں پر سات کلیساؤں کا ذکر ہے۔ کلیسیا کو چراغ دان کہہ کر پکارا گیا ہے

مسیحی جماعت کو یہی کچھ ہونا چاہیئے ۔مسیحی جماعت نہ ہی تو اکھاڑا ہے اور نہ ہی عدالت گاہ بلکہ یہ چراغ دان ہے ۔

آیات ۱۲ - ۱۶ میں یسوع مسیح ابن آدم کا عجیب و غریب اور جلالی نظارہ ہے وہ جو صعود فرما گیا وہ جو "ملک صدق کے طور پر ابد تک کاہن ہے"۔ بحیثیت منصف کلیسیاؤں میں پھرتا ہے ۔ اِن کلیسیاؤں کو چراغ دان کہہ کر پکارا گیا ہے ۔

متی ۱۷ باب میں وہ منظر یاد کریں جہاں پہاڑ پر خداوند کی صورت بدل گئی ۔ پطرس یعقوب اور یوحنا اِس پہاڑ پر موجود تھے اِن تینوں نے وہاں پر خداوند کی الوہیت اور جلال کا نظارہ دیکھا ۔ انہوں نے مُردوں میں سے جی اُٹھے مسیح کا جلال ۔ وقار اور شان پہلے ہی سے دیکھ لیا ۔ یوحنا رسول پتمس کے جزیرہ پر اُسی خداوند یسوع کو دیکھتا ہے ۔

اَب یہ منظر یا نظارہ نہیں بلکہ حقیقت ہے ۔مسیح یسوع جس نے جلال پایا فتح مند اور ظفر یاب خداوند ۔مسیح یسوع جو کاہن اور مُنصف ہے ۔

یہ سچ ہے کہ وہ بیت الحم کی چرنی میں ایک بچہ تھا ۔ وہ چرنی میں پیدا ہُوا ۔ وہ اِس سرزمین پر بغیر کسی ظاہرا شان و شوکت کے آیا لیکن وہ ازلی بادشاہ ہے کُل عالموں سے پیشتر ۔ اپنے باپ سے مولود ۔ خُدا سے خُدا ۔ نُور سے نُور ۔حقیقی خدا سے حقیقی خُدا ۔ جب یُوحنا نے اُسے جلال ۔ شان وقار اور شہنشائیت کے رُعب میں دیکھا تو اُس کا کیا حال ہُوا ۔

"جب میں نے اُسے دیکھا تو اُس کے پاؤں میں مُردہ سا گر پڑا"۔

یہ وہی خداوند ہے جو تواریخِ کلیسیا کے برخلاف عدالتی فتویٰ کا اعلان کرنے والا ہے ۔

بعض صورتوں میں ۱ : ۱۹ مکاشفہ کی کتاب کی مرکزی یا کلیدی آیت ہے ۔ "پس جو باتیں تُو نے دیکھیں یا جو ہیں اور جو اُن کے بعد ہونے والی ہیں اُن سب کو لکھ لے"۔ مسیح متکلم ہے ۔ وہ خطاب کرتا ہے ۔

"جو باتیں تو نے دیکھی ہیں"۔ جن کا تو چشم دید گواہ ہے ۔ ۱ : ۱۲ - ۱۶، خداوند

یسوع مسیح کی رویا ہے۔

"جو باتیں ہیں" یہ تمام کلیسیا کے متعلق ہیں۔

"جو اِن کے بعد ہونے والی ہیں" اِن کا تعلق مستقبل کے واقعات کے ساتھ ہے۔

اگر ہم اِس بگڑے ہوئے جہاں کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں تو ہمیں ابنِ آدم کے علامتی فتویٰ کے بارے میں جاننا ہوگا جو چراغ دانوں کے بیچ پھر رہا ہے۔ "جو باتیں ہیں" اِن باتوں کا تعلق یوحنا کی اپنی زندگی کے ساتھ ہے۔ پہلی سنِ عیسوی سے لیکر ہمارے خداوند کی دوسری آمد تک۔

"کیونکہ خداوند خود آسمان سے للکار اور مقرب فرشتہ کی آواز اور خدا کے نرسنگے کے ساتھ اُتر آئے گا اور پہلے تو وہ جو مسیح میں مُوئے جی اُٹھیں گے پھر ہم جو زندہ باقی ہونگے اُن کے ساتھ بادلوں پر اُٹھائے جائیں گے تاکہ ہَوا میں خداوند کا استقبال کریں اور اِسی طرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہیں گے۔ پس تم اِن باتوں سے ایک دوسرے کو تسلی دیا کرو"۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو حکم یوحنا کو ۱:۱۹ میں مِلا اُس کا اِن سات کلیسیاؤں کے ساتھ کیا تعلق تھا۔ جہاں تک اِن سات خطوط کا تعلق ہے اِس کا تین گُنا اطلاق ہے۔

۱۔ ہر ایک شہر میں وہ کلیسیا موجود تھی جس کا ذِکر کیا گیا ہے۔ موجودہ مرکزی اور مغربی ترکستان (ترکی) میں موجود تھیں اور سات خطوط دراصل سات کلیسیاؤں کے نام لکھے گئے۔

۲۔ ہر ایک خط میں شخصی اور رُوحانی اطلاق پایا جاتا ہے۔ اِن خطوط کو پڑھنے سے ہر ایک شخص ذاتی طور پر برکت پا سکتا ہے۔

۳۔ اگر یہ سات خطوط اُن باتوں کے متعلق ہیں "جو ہیں" ابنِ آدم (جو چراغ دانوں کے بیچ میں پھرتا ہے) کے عدالتی فتویٰ کا اعلان کرتے ہیں تو بآسانی ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ یہ سات خطوط یسوع مسیح کی کلیسیا کا گویا تاریخی سیر بین ہیں۔

زندہ مسیح سرد مہر کلیسیا سے مخاطب ہے

۲:۱-۷

مرکزی آیت

"جس کے کان ہوں وہ سُنے کہ رُوح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے - جو غالب آئے میں اُسے اُس زندگی کے درخت میں سے جو خدا کے فردوس میں ہے پھل کھانے کو دُوں گا۔" (۲:۷)

۱- اِفسُس کی کلیسیا کے فرشتہ کو یہ لکھ کہ
جو اپنے دہنے ہاتھ میں ستارے لیئے ہوئے ہے اور سونے کے ساتوں
۲- چراغدانوں میں پھرتا ہے وہ یہ فرماتا ہے کہ ۔ میں تیرے کام اور تیری مشقت
اور تیرا صبر تو جانتا ہوں اور یہ بھی کہ تو بدوں کو دیکھ نہیں سکتا اور جو اپنے آپ
۳- کو رسُول کہتے ہیں اور ہیں نہیں تُو نے انکو آزما کر جھوٹا پایا ۔ اور تُو صبر کرتا ہے اور
۴- میرے نام کی خاطر مُصیبت اٹھاتے اٹھاتے تھکا نہیں ۔ مگر مجھ کو تجھ سے یہ شکایت
ہے کہ تُو نے اپنی پہلی سی محبت چھوڑ دی ۔
۵- پس خیال کر کہ تُو کہاں سے گِرا ہے اور توبہ کر کے پہلے کی طرح کام کر اور اگر تُو
توبہ نہ کریگا تو میں تیرے پاس آکر تیرے چراغدان کو اُسکی جگہ سے ہٹا دونگا ۔
۶- البتہ تجھ میں یہ بات تو ہے کہ تو نیکلیوں کے کاموں سے نفرت رکھتا ہے جن
سے میں بھی نفرت رکھتا ہوں ۔
۷- جسکے کان ہوں وہ سُنے کہ رُوح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے - جو غالب آئے
میں اُسے اُس زندگی کے درخت میں سے جو خدا کے فردوس میں ہے
پھل کھانے کو دُونگا ۔

مطالعۂ اوّل

زندہ مسیح سرد مہر کلیسیا سے مخاطب ہے

۲ : ۱ - ۷

اِفسس کی کلیسیا کے فرشتہ کو یہ لکھ۔

مکاشفہ کی کتاب ایک لحاظ سے اُس وقت کی کلیسیا کے نام خط تھا۔ ابواب ۲، ۳ میں ساتوں خطوط گویا ایک ہی خط میں بہت سے خطوط تھے۔ اُن میں پہلا اِفسس کی کلیسیا کے نام ہے۔

اُس زمانہ میں اِفسس ایک بہت بڑا اور مشہور شہر تھا۔ یہ عالمگیر شہرت کا مالک تھا۔ اِس میں غریب، امیر، مہذب، غیر مہذب، فنکار، علما اور کاروباری لوگ رہتے تھے۔ یہاں پر ارتمس دیوی کا مشہور مندر بھی تھا۔ یہ اُس زمانہ کے سات عجائب میں سے ایک تھا۔ شہر کی آمدنی کا ایک ذریعہ اس دیوی کی بُت تراشی اور بُت فروشی تھا۔ لادینیت زوروں پر تھی۔

اپنے دوسرے مشنری سفر کے آخر میں پولُس نے کرنتھس سے اپنا سفر شروع کیا وہ یروشلیم کے راستے سے گیا۔ اس سفر میں پرسکلہ اور اکولہ اُس کے ہمراہ تھے۔ اِفسس میں رہ کر اُس نے یہودیوں کے ساتھ بحث کی۔ جب لوگوں نے اُس سے کچھ اور زیادہ دیر رہنے کی درخواست کی تو اُس نے یہ وعدہ کیا۔

"... اگر خدا نے چاہا تو تمہارے پاس پھر آؤں گا ...." (اعمال ۱۸: ۲۱)

اُس نے پرسکلہ اور اکولہ کو اِفسس میں رہنے دیا۔

اپلوس وہاں آیا جو صرف یوحنّا ہی کے بپتسمہ سے واقف تھا۔ چونکہ اُسے مزید سیکھنے کی ضرورت تھی۔ پرسکلہ اور اکولہ نے اُسے خدا کی راہ اور زیادہ صحت سے بتائی۔

اپلوس جو خوش تقریر اور کتاب مقدس کا ماہر تھا افسس سے چلا گیا اور اپنے شاگرد وہاں پر چھوڑ گیا وہ بھی صرف یوحنا کے بپتسمہ سے واقف تھے۔ پولس نے جو اس وقت افسس میں تھا اُنہیں تعلیم دی اور بپتسمہ دیا۔ یوں خداوند کا کلام افسس میں سنایا گیا۔ اعمال ۱۹ : ۱۰۔

پولس اُن لوگوں کو کبھی نہ بھولا۔ اُس نے یروشلیم کی طرف سفر کرتے وقت افسس کے بزرگوں کو بلا کر اُن کے ساتھ کلام کیا اعمال ۲۰: ۱۷ - ۳۵

یہاں پر ایک کلیسیا قائم ہوئی۔ یاد رہے۔ یوحنا خود اس کلیسیا کے ساتھ گہری وابستگی رکھتا تھا۔

اس بدکار اور بت پرست شہر میں صلیب کے خادم اور علمبردار آتے رہے جن میں سے اپلوس کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ نوجوان خادم تمتھیس نے بھی یہاں منادی کی۔

ایشیائے کوچک میں افسس کا شہر رومی سلطنت کے لئے بہت بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ اس شہر کے باسی اپنی تہذیب و تمدن پہ بہت اترایا کرتے تھے۔ ارتمس کے مندر میں "مقدس عورتوں" کے ساتھ زنا کاری مندر کی پوجا کا حصہ سمجھا جاتا تھا۔ افسس کو "ایشیا کا نور" LIGHT OF ASIA بھی کہا جاتا تھا۔ یہاں بہت سے کتب خانے تھے۔ مدرسے تھے۔ پولس رسول نے "ترنس کے مدرسہ" میں یہودیوں سے بحث کی۔ ہر ایک قسم کا مذہب وہاں پر پایا جاتا تھا۔ یہاں پہ تماشا گاہ اور سیرگاہیں تھیں۔ عیش و عشرت کی سہولیات یہاں پر موجود تھیں۔ کاروباری لوگ خاص کر جو باہر سے کاروبار کے سلسلہ میں یہاں آیا کرتے تھے اُن کے لئے ہر ایک قسم کا عیاشی کا بندوبست کیا جاتا تھا۔

لیکن یہ سب کچھ انسانی رُوح کے لئے نور ثابت نہ ہو سکا۔ خداوند نے اس دولت مند اور عیاش شہر میں اپنا چراغدان رکھا جسے انجیل کا حقیقی نور بن کر چمکنا تھا۔ افسس کی کلیسیا کے لئے خداوند خدا کے لئے چراغدان بننے، روشنی کا مینار بننے اور بنے رہنے کا چیلنج تھا جس طرح آج ہمارے سامنے ہے۔

اس کتاب کے مصنف نے بلاشک یہاں پہ منادی کی لیکن اس کلیسیا کو پہلے اس کو تعمیر کرنے اور اس کو خدا کا کلام اور پیغام دینے کا بہت بڑا کام پولس نے کیا اُس نے تقریباً تین برس یہاں منادی کی۔

خُدا کے کلام کی منادی کے باعث یہ کلیسیا خُدا کی قدرت کی درسگاہ بن گئی اور یہ نہ صرف اس شہر میں ہوا بلکہ ارد گرد بھی۔

رسولوں کے اعمال کے بیسویں باب میں اس زبردست پیغام کا ذکر ہے جو پولس نے افسس کی کلیسیا کے بزرگوں کو دیا یعنی کلیسیا کی انتظامیہ کو۔ پولس نے واشگاف الفاظ میں اُن کو آگاہ کیا کہ کس طرح پھاڑنے والے بھیڑیے اُن میں آئیں گے اس لئے اُن کو چوکس اور خبردار رہنے کو کہا۔

یوحنا نے اس آگاہی کے کوئی پچیس برس بعد زندہ مسیح کے الہام سے افسس کی کلیسیا کو یہ پیغام دیا۔

ہم اس پیغام کا دو طریقوں سے جائزہ لیں گے۔

۱۔ تواریخی پہلو ۲۔ رُوحانی پہلو

تاریخی پہلو

اِفسس یونانی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی مطلب ہے مرغوب۔ دلپسند۔ محبوبہ۔ یہ ابتدائی کلیسیا تھی۔ یہ کلیسیا خداوند کے صعود کے بعد معرض وجود میں آئی۔ رسولوں کے اعمال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلیسیا محنت کش تھی۔ اپنے موقف پہ قائم رہنے والی اور ثابت قدم تھی۔ یہ دلیر اور پاکیزہ کلیسیا تھی۔ اس کی دلیل حننیاہ اور سفیرہ کا واقعہ ہے (اعمال ۵ باب) یہ کلیسیا بدعت کو برداشت نہ کر سکتی تھی۔

خُداوند کے صعود کے بعد ابتدائی صدیوں میں کیا ہوا؟ کلیسیا ترقی کرتی گئی لیکن یہ دو خطروں سے دوچار ہو گئی۔

(ا) باہر کی مخالفت (ب) اندرونی انتشار

پاک رُوح کی ہدایت سے کلیسیا کی تنظیم معرضِ وجود میں آئی۔ وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ اِس امر کی ضرورت محسُوس کی گئی کہ کلیسیائی عہدہ داروں کی دیکھ بھال کے لئے نگہبان مقرر کئے جائیں۔ ان کو نگہبان یا بشپ کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اِس کا تعلق یُونانی لفظ اپیسکوپاس (EPISKOPOS) کے ساتھ ہے۔ نگہبانوں کا تقرّر بھی پاک رُوح کی مرضی اور ہدایت سے معرض وجود میں لایا گیا۔ اور کلیسیا میں توسیع ہوتی گئی۔ اب اس امر کی ضرورت محسُوس کی گئی کہ عہدہ داروں کے نگہبانوں کے کام کی دیکھ بھال کے لئے کسی اور کو مقرر کیا جائے۔

ابتدائی زمانہ میں یسُوع مسیح کی دینی کلیسیا میں کلیسیائی ڈھانچہ بڑھنے لگا۔ لوگ خدا کے بیٹے سے اپنی نگاہیں ہٹا کر اِنسان اور اِنسانی وسائل کی طرف دیکھنے لگے۔ اُس اِنسان کی طرف جس کے نتھنوں میں خدا کا سانس ہے۔ جو لوگ کلیسیائی تواریخ سے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ بشپوں کے علاوہ آرچ بشپوں کی ضرورت محسوس کی گئی۔ بعض مقامات پہ اُن کو میٹروپالیٹن (METROPOLITANS) کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ شہر کے مشرقی حصّوں میں اور مغربی حصّوں میں کلیسیائی عہدہ داروں کی علیحدہ علیحدہ صورتیں اختیار کی گئیں۔ آخر کار اس کا نتیجہ پوپیت ہُوا۔

اِفسس کی کلیسیا کے نام پیغام اختیار کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔

"جو اپنے دہنے ہاتھ میں ستارے لئے ہوئے ہے اور سونے کے ساتوں چراغ دانوں میں پھرتا ہے وُہ یہ فرماتا ہے۔"

" وہ یہ فرماتا ہے" یاد رہے خداوند یسُوع مسیح حاکم ہے۔ فرمان جاری کرنا۔ حکم دینا اُس کا کام ہے۔

"میں جانتا ہوں" وہ ہمہ دان ہے۔ مخلوقات کی کوئی چیز اُس سے چھپی نہیں اُس کی نظروں میں سب کچھ کُھلا اور بے پردہ ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے وہ علیم کُل ہے۔

۱۔ میں تیرے کاموں کو جانتا ہوں۔

میں تیرے اُن سب کاموں سے واقف ہوں جو تو میرے لئے کرتا ہے۔ مجھ سے کچھ

ڈھکا چھپا نہیں۔ (اعمال ۱۹: ۱۷-۲۰، ۲۳-۴۱)

۲۔ میں تیری مشقت کو جانتا ہوں۔

جو کچھ تو نے حاصل کیا ہے اُس کے حصول کے لئے تُو نے محنت اور مشقت کی ہے۔ جو قربانیاں تُو نے دی ہیں۔ جو عرق ریزی تُو نے کی ہے۔ جو خون پسینہ تُو نے بہایا ہے۔ تیری محنت سے جو فصل ہوئی ہے میں اُسے جانتا ہوں۔ یہ میرے علم میں ہے

۳۔ مَیں تیرا جوش جانتا ہُوں

مَیں تیرے جوش سے واقف ہوں۔ تُو نے جھوٹوں اور بدعتیوں کا مقابلہ کیا۔ مَیں جانتا ہوں۔ میرے لئے تیرا جوش قابلِ رشک ہے میں خوب واقف ہوں۔

۴۔ میں تیری غیرت جانتا ہوں۔

تو بُروں کو برداشت نہیں کر سکتی۔ کلیسیا پاکیزگی کے اصُول پر کاربند ہے۔ مسیح کو بدنام کرنے والوں سے تیری لاتعلقی ہے میں اس سے واقف ہوں۔ تو میرے نام کے لئے غیرت رکھتی ہے مَیں جانتا ہوں۔

۵۔ مَیں تیرا صبر جانتا ہُوں

صبر اس کلیسیا کی نمایاں خوبی تھی اِس کا متعدد بار ذکر ہُوا ہے۔ انہوں نے مخالفت اور ایذا رسانی میں صبر کا مظاہرہ کیا۔

"تُو صبر کرتا ہے اور میرے نام کی خاطر مصیبت اُٹھاتے اُٹھاتے تھکا نہیں۔"

اِس حصّہ تک ہماری بہت حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ ہم اِس کلیسیا کے کاموں۔ مشقت۔ جوش۔ غیرت اور صبر کے بارے میں معلُوم کر کے بہت خوش ہوتے ہیں اور ہونا بھی چاہیئے۔

ایک لفظ ہماری نگاہیں یسُوعؔ کی طرف لگا دیتا ہے۔ ہم سوچنے اور غور کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

مگر یا لیکن

"مگر مجھ کو تجھ سے یہ شکایت ہے کہ تُو نے اپنی پہلی سی محبت چھوڑ دی۔"

رُوحانی پہلُو

جو کلیسیا مشقت اور صبر میں قابلِ نمونہ تھی - جو اپنی تعلیم اور عقیدہ کے لحاظ سے راسخ الاعتقاد تھی اور وہ جو خداوند کے نام کی خاطر کمال درجہ کی غیرت رکھتی تھی اُن کو کہا گیا ہے کہ "تُو نے اپنی پہلی سی محبت چھوڑ دی"

یہاں یہ نہیں لکھا کہ تو نے اپنی پہلی سی محبت کھو دی بلکہ چھوڑ دی - کلیسیا کی پہلی محبت کون تھا؟

یسُوع مسیح، کلیسیا کا دُلہا - یہ وقار نجات دہندہ کہہ رہا ہے تو نے سب کچھ کرنے کے باوجُود بھی مجھے مرکز سے ہٹا دیا ہے - تو نے میری حیثیت کو ثانوی بنا دیا ہے تیرے دل میں میرا درجہ اوّل نہیں ہے - تو نے سرد مہری یہاں تک اختیار کر لی ہے کہ میری طرف تکتے رہنے کی بجائے انسان کی طرف تکنا شروع کر دیا ہے -

کیا مسیح کا یہ فتویٰ آپ کے برخلاف بھی دیا جا سکتا ہے ؟

کیا آپ اُن ایام کو یاد کر سکتے ہیں جب آپ نے اپنی ماں، اپنے باپ یا اپنے سنڈے سکول کے اُستاد کی معرفت خداوند کا کلام سُنا اور خداوند کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کیا - آپ نے یسُوع مسیح پر مکمل بھروسہ کیا - آپ مسیح کے لئے سرگرم ہو گئے آپ کا دل جوش سے بھر گیا - خداوند کے لئے آپ سرگرم ہو گئے - آپ کا دل جوش سے بھر گیا - خداوند آپ کے لئے بہت قریب اور بہت ہی بیش قیمت ہو گیا آپ نے مسیح میں ایک بیش قیمت موتی پا لیا - آسمان کی کھڑکیاں آپ کے لئے کُھل گئیں - رُوح القدس کا بوجھ آپ نے محسُوس کیا - خدا کی محبت کا نعرہ آپ کے لئے پُر لطف ہوتا لیکن کیا ہُوا - دُنیا کا فکر، غم - محرومیاں اور دیگر ایسی باتوں نے محبت کا گلا دبا دیا اور رفتہ رفتہ آپ نے اپنی پہلی محبت چھوڑ دی - اِس قسم کے مقدس اجتماعات ہمیں اپنے آپ پر غور کرنے کے مواقع مہیا کرتے رہتے ہیں -

پہلی محبت :

بے غرض ہے ۔ اپنے آپ کو قربان کر دینے والی ہے ۔ اس میں رفاقت کی تڑپ ہے ۔ پہلی محبت پاک ہے ۔ اور پہلی محبت پُرلطف ہے ۔

اب محبت کی سرگرمی اور تڑپ ختم ہوگئی ۔ رُخ بدل گیا ۔ سمت تبدیل ہوگئی ۔ اب کلیسیا

۱ ۔ اپنی سرگرمی اور دلکشی چھوڑ چکی ہے :۔

وہ خدا کو محبت کرنے والے تھے ۔ وہ ایک دوسرے سے محبت کرنے سے خداوند کے حکم کو بجالاتے تھے ۔ اُن کی محبت کو دیکھ کر دوسرے کہتے تھے ۔ دیکھئے مسیحی آپس میں کس قدر محبت کرتے ہیں ۔ کال اور قحط کی صورت میں وہ لوگوں کو اپنے گھروں میں اتارا کرتے تھے ۔ وہ بے خانماں لوگوں کو پناہ دیا کرتے تھے ۔ وہ محتاجوں کے لئے رقوم اور دیگر اشیا جمع کرتے تھے ۔ وہ دینے والی کلیسیا تھی ۔ اُن کی محبت کے باعث بیابان میں پھل اور پھول دکھائی دیتے تھے ۔ خشک اور پیاسی زمین میں ندیاں جاری تھیں ۔ اب معاملہ اُلٹ ہوگیا ۔

یُوحنّا رسُول جب بوڑھا ہوگیا تو اُسے ہر اتوار کو اِفسُس کے عبادت خانہ میں لے جایا جاتا تھا ۔ وہ یہاں مقیم تھا ۔ اُسے کچھ کہنے کے لئے کھڑا کیا جاتا تھا ۔ وہ بڑے رنج اور افسوس کے ساتھ صرف یہ کہا کرتا تھا ۔

"اَے عزیزو ! آؤ ہم ایک دُوسرے سے محبت رکھیں ۔ ۔ ۔"

یُوحنّا رسُول اُن کو یاد دلایا کرتا تھا کہ انہوں نے اپنی پہلی محبت چھوڑ دی ہے ۔ کیا وہ اپنی پہلی محبّت کو بحال کرنے کے سلسلہ میں بحال ہوگئے ۔ کلیسیائی تواریخ اور تاریخ عالم اس کی گواہ ہے چراغ دان ہٹا دیا گیا ۔ یہ کلیسیا خداوند کے لئے چمکنے کے امتیازی حق سے محروم ہوگئی ۔

شاید اس شہر میں بڑی گزرگاہ پر یہ الفاظ لکھنا چاہئیں تھے ۔ "یکبود" یعنی حشمت جاتی رہی ۔ (۱ ۔ سموئیل ۴ : ۲۱)

" اِس شہر اور اِس کلیسیا کی عظمت جاتی رہی ۔ چراغ دان ہٹا دیا گیا ۔

پاکستان کی کلیسیا کو اپنی حالت پہ غور کرنے کی ضرورت ہے۔

آلور کرامول نے اپنی نو بیاہتا بیٹی کے نام ایک خط لکھا جس کا پہلا حصہ قابلِ ...

میری بیٹی!

"خداوند کی راہوں پہ قائم رہ۔ تیرا خاوند یا کوئی اور تجھے مسیح کی محبت سے ...
نہ کر دے..."

پاکستان کی کلیسیا سرد مہری کے بحران میں گرفتار ہے۔ پولُس رسُول کا نعرہ
کیا تھا۔ "کون ہم کو مسیح کی محبت سے جُدا کرے گا..."

یہ نہ صرف نعرہ ہے بلکہ لمحہ فکریہ بھی ہے۔

۲۔ کلیسیا سُست، بے عمل اور لاپرواہ ہو گئی۔

یہ سرد مہر کلیسیا بے شک اب تک ویسی ہی نظر آتی ہے۔ لیکن ویسی ہے نہیں
جب محبت نہ ہو تو عمل ناممکن ہے۔ گاڑی میں تیل نہ ہو تو اُس کا چلنا محال ہو جاتا ہے
محبت نبض کی مانند ہے جب یہ بند ہو جائے تو خاتمہ یقینی ہے۔ بے عملی سرد مہری کا
نتیجہ ہے۔

۳۔ اب یہ کلیسیا موت کے مُنہ میں ہے

کسی مسیحی کی موت کے لئے بیکار اور نکما ہونا کافی ہے نکھٹو مُردہ کے برابر ہے
کوئی سادھو گنگا کے کنارے اپنا ہاتھ کھڑا کر کے انتظار کرتا رہا کہ اُسے خدا مل جائے
ہاتھ اوپر رہا اور نکما ہونے کے باعث بیکار ہو گیا۔ اب وہ اُسے نیچے نہ کر سکتا تھا
یہ بے عملی کا گناہ موت تک پہنچا دیتا ہے۔

محبت کا فقدان عمل کو رُوک دیتا ہے۔

کلیسیا محبت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی کیونکہ محبت پاک رُوح کا پھل ہے
خُدا محبت ہے اور مخلوق خالق کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی محبت کے بغیر کلیسیا زندہ
نہ رہ سکے گی۔

"بے دینی کے بڑھ جانے سے بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائے گی۔"

یسوع مسیح نے کہا۔
یہ خط کیوں لکھا گیا ؟

سرد مہر کلیسیا کے لئے اُمید ہے۔ کلیسیا کو یاد رکھنا چاہیئے کہ خزاں سے بہار میں آنے کے لئے چند اقدام ہیں :۔

۱۔ خیال کر (یاد رکھ) کہ تو کہاں سے گرا ہے۔

محبت کرنا ترک کر دینا گرنے اور زوال کے برابر ہے۔ اُن دِنوں کو یاد رکھ جب تُو مجھ سے اور تم ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے۔ ملامت کا مطلب شفایابی اور بحالی بھی ہے۔ خُداوند اُسے یاد کرنے کو کہہ رہا ہے۔

یادداشت ایمان کے لئے مقوّی دوا ہے

استثناء ۸ : ۲ کے الفاظ کو بھی یاد رکھیں :۔

"..... اور تُو اُس سارے طریق کو بھی یاد رکھنا ...."

وقت پہ یاد کرنا توبہ کی طرف مائل کرتا ہے اور وقت کے بعد یاد کرنا ہلاکت تک پہنچا دیتا ہے۔ (لوقا ۱۶ : ۲۵)

خُداوند اُن کو کہتا ہے کہ اُن دِنوں کو یاد رکھ جب میری اور تیری پہلی ملاقات ہوئی جب تُو نے مجھے اپنا دِل دے دیا۔ جب تُو نے توبہ کی۔ تیرے گیت۔ تیری گواہی لوگوں کے درمیان تیری زبانی میرا ذکر۔ یہ سب یاد کر اور خیال کر کہ تو کہاں سے گرا ہے۔

۲۔ توبہ کر۔

توبہ کا مطلب ہے رویّہ کی تبدیلی ، اور رویّہ کی تبدیلی سے سمت بدل جاتی ہے ہم گناہ سے پھر کر خدا کے بیٹے کی طرف تکنا شروع کر دیتے ہیں۔

جس طرح اس سرد مہر کلیسیا کو توبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اس سے کہیں زیادہ توبہ کرنے کی ضرورت ہے۔

(۱) محبتی کے گناہ سے توبہ کرنے کی ضرورت ہے

مسرف بیٹا جب پردیس چلا گیا تو اچھے دِنوں کی یادنے اُسے واپس آنے پر
مجبور کر دیا۔ باپ کا گھر، باپ کا مہربان دل اور باپ کی بے بیان محبت اُسے بے قرار
کرنے لگی۔ اَب وہ برداشت نہ کر سکا۔ بے قرار کر دینے والی یادوں نے اُسے یہ
کہنے پر مجبور کر دیا۔
"مَیں اُٹھ کر اپنے باپ کے پاس جاؤں گا"
(۳) پہلے کی طرح کام کر۔
اُنہیں واپس آکر تجدیدِ وفا کرتا ہے۔ اُنہیں عظمتِ رفتہ کو بحال کرنا ہے
اِس تین گُنا خبرداری سے گردن کشی کا نتیجہ ہلاکت اور موت ہے۔ چراغدان ہٹایا
جا سکتا ہے لیکن چراغ بجھایا نہیں جائے گا۔ یہ کسی اور جگہ قائم کیا جا سکتا ہے۔
نیکلیوں ۲ : ۶
۲ : ۱۵ میں بھی اِس کا ذکر ہے۔
اُیریئیس کے مطابق اِس بدعت کا تعلّق اعمال ۶ : ۵ میں (ایریئیس
پولی کارپ کا شاگرد تھا اور پولی کارپ یوحنّا کا شاگرد تھا) مندرج نیکلاؤس کے
ساتھ تھا۔ اِس کا یہ مطلب ہے کہ نیکلاؤس حقیقت سے پھر کر بدعت کا شکار
ہو گیا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اُن کے کام کیسے تھے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے کام بلعام
(۲ : ۱۴) اور ایزبل (۲ : ۲۰) جیسے تھے۔
غیر اقوام جنسی خواہشات کی تکمیل کو مذہب کا حصّہ بنا کر اُن کو مذہب ہی کا
نام دیتی ہیں۔ یہ لوگ جن سے اِفسُس کی کلیسیا اور اُن کے خداوند کو نفرت ہے اِس
بدعت کا شکار ہو گئے۔ کلیسیا کو ہر زمانہ میں ایسے لوگوں سے کنارہ کشی کرنے کی
ضرورت ہے۔ پولُس کے نزدیک ایسے لوگ خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتے۔
آخر میں غالب آنے والے کے اجر کا ذکر ہے۔
خُدا کے فردوس میں سے پھل کھانے کو دوں گا۔
خُداوند کی قربت اور خُداوند کی حضوری فردوس ہے۔

خُداوند ہر ایماندار کے ساتھ یہ وعدہ کرتا ہے۔
"آج ہی تُو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا۔"
فردوس۔ آج، میرے ساتھ

بشرطیکہ لوگ اپنی سرد مہری سے توبہ کریں۔ اگرچہ کلیسیا سرد مہر ہے۔ اُس کا رُخ موت کی طرف ہے۔ نا اُمیدی اور مایُوسی کی حالت ہے تاہم اُمّید ہے۔ خُداوند زندہ ہے اور وُہ توبہ کرنے والوں کو بحال کرنے کے لئے ہر وقت چشم براہ رہتا ہے۔

پیشتر اس کے کہ چراغ دان ہٹا دیا جائے، کلیسیا کو توبہ کرنے اور بحالی حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

خلاصہ :-

۱۔ یسُوع مسیح حاکم ہے۔ "وُہ یہ فرماتا ہے۔"
۲۔ ہمہ جائی۔ "ساتوں چراغدانوں میں پھرتا ہوں۔"
۳۔ ہمہ دانی۔ "مَیں جانتا ہُوں۔"
۴۔ دوست۔ "مجھ کو یہ شکایت ہے۔"
۵۔ عادل۔ "چراغدان کو اُس کی جگہ سے ہٹا دوں گا۔"
۶۔ کلیسیا کی تعریف کرتا ہے۔ ۲:۲، ۳-۶
۷۔ کلیسیا کو خبردار کرتا ہے۔ ۲:۷
۸۔ وعدہ "پھل کھانے کو دُوں گا۔" ۲:۷

نظرِ ثانی

مطالعہ اوّل

۱۔ اِفسس کے شہر کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں ؟

۲۔ اِس شہر کا اور بالخصوص "ارتمس کی دیوی" کے مندر کا کلیسیا پر کیا اثر ہُوا ؟

۳۔ خداوند یسُوع مسیح کے کردار کی کون سی باتیں اِس خط میں پائی جاتی ہیں ؟

۴۔ اِفسس کی کلیسیا میں کون سے خصائل پائے جاتے تھے ؟

۵۔ خداوند کو اِس کلیسیا کے برخلاف کون سا گلہ یا شکایت تھی ؟

۶۔ خداوند کی اِس شکایت کا تعلق پاکستانی کلیسیا کے ساتھ کیا ہے ؟

۷۔ سرد مہری کے گناہ سے بچنے کے لئے کیا کچھ کرنا تھا ؟

۸۔ خداوند کا اِس کلیسیا کو انتباہ کیا ہے ؟

۹۔ یہاں توبہ کرنے سے کیا مُراد ہے ؟

۱۰۔ غالب آنے والے کے ساتھ کون سا وعدہ کیا گیا ہے ؟

زندہ مسیح دُکھ اُٹھانے والی کلیسیا سے مخاطب ہے

مرکزی آیت

"جس کے کان ہوں وہ سُنے کہ رُوح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے۔ جو غالب آئے اُس کو دُوسری موت نقصان نہ پہنچے گا"

(۲:۱۱)

۸۔ اور سمرنہ کی کلیسیا کے فرشتہ کو یہ لکھ کہ جو اوّل و آخر ہے اور جو مرگیا تھا اور زندہ ہُوا وہ یہ فرماتا ہے کہ ؂

۹۔ مَیں تیری مُصیبت اور غریبی کو جانتا ہوں (مگر تو دولتمند ہے) اور جو اپنے آپ کو یہودی کہتے ہیں اور ہیں نہیں بلکہ شیطان کی جماعت ہیں اُن کے لعن طعن کو بھی جانتا ہوں ؂

۱۰۔ جو دُکھ تجھے سہنے ہونگے اُن سے خوف نہ کر۔ دیکھو ابلیس تم میں سے بعض کو قید میں ڈالنے کو ہے تاکہ تمہاری آزمائش ہو اور دس دِن تک مصیبت اُٹھاؤ گے۔ جان دینے تک بھی وفادار رہ تو مَیں تجھے زندگی کا تاج دُونگا ؂

۱۱۔ جس کے کان ہوں وہ سُنے کہ رُوح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے۔ جو غالب آئے اُس کو دُوسری مَوت سے نُقصان نہ پہنچیگا ؂

مطالعہ دوم

زندہ مسیح دکھ اُٹھانے والی کلیسیا سے مخاطب ہے

۲ : ۸ - ۱۱

"اور سمرنہ کی کلیسیا کے فرشتہ کو یہ لکھ کہ جو اوّل و آخر ہے اور
مر گیا تھا اور زندہ ہوا وہ یہ فرماتا ہے کہ ۔

اِس کلیسیا کے تاریخی پہلو کا جائزہ

سمرنہ یونانی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی مطلب "مُر" ہے یوحنا ر
کے زمانہ میں مُر لاش پہ ملنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اِس سے موت م
ہے ۔ سمرنہ کا خط ہمیں ابتدائی کلیسیا کی ایذا رسانیاں اور آزمائیش یاد دلاتا ہے۔
تاریخی طور پہ سمرنہ کی کلیسیا کے نام یہ خط کلیسیا کے دکھوں کی طرف اشارہ کرتا ہے
لیکن اِس خط کا اطلاق آج کی دنیا کے ہر اُس ایماندار پہ ہوتا ہے جو دکھوں کی
آگ اور طوفانوں میں سے گزرنے کو ہے ۔

یسوع مسیح کی کلیسیا کی پہلی چار صدیوں میں دو عالم گیر ایذا رسانیوں ا
دکھوں کا ذکر ہے ۔

پہلی ایذا رسانی کا تعلق تیسری صدی کے وسط یعنی 249 - 261 -
ساتھ ہے ۔ اِس کو ڈیسین ویلیرئین ایذا رسانی کہہ کر پکارا جاتا ہے — ECIAN
(VALERIAN - اِس کا ہولناک نتیجہ یہ تھا کہ بے شمار مسیحی شہید ہوئے۔

دوسری ایذا رسانی چوتھی صدی کے آغاز میں ہوئی اُس وقت شہنشا
ڈایا کولیشن حکمران تھا اِس ایذا رسانی کے باعث روم کے گندے نالے شہ
کے خون سے بہنے لگے اور شہیدوں کا خون کلیسیا کا بیج بن گیا۔ ۲ : ۱۰ میں
کی کلیسیا کے لئے حوصلہ افزائی کا پیغام ہے ۔

"جو دُکھ تجھے سہنے ہونگے اُن سے خوف نہ کر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

چونکہ ہمیں کسی نہ کسی دِن اِن الفاظ کی ضرورت ہوگی اِس لئے ان کو زبانی یاد کریں۔ دُکھ برداشت کرنا ہماری میراث ہے باغ عدن میں اپنے پہلے ماں باپ کے زوال کے بعد دُکھ، ایذارسانی اور غم نسل اِنسانی کی زندگی کا حِصّہ بن گئے لیکن خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانے والوں کو کہا جاتا ہے کہ جو دُکھ اُنہیں برداشت کرنا ہیں اُن سے خوف نہ کریں ۔ خدا اَب بھی تخت نشین ہے " اگر خدا ہماری طرف ہے تو کون ہمارا مخالف ہے؟ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خدا کے برگزیدوں پر کون نالش کرے گا؟ خدا وہ ہے جو اُن کو راستباز ٹھہراتا ہے۔" رومیوں ۸ : ۳۱ - ۳۳

۲ : ۱۰ کے آخر میں ایک وعدہ بھی ہے ۔

زندگی کا تاج

خداوند پر نجات بخش ایمان خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کا راستہ ہے خداوند پر ایمان لانے کے باعث ہمیں دکھوں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ایسی حالت میں جو دکھ تجھے سہنے ہونگے اُن سے خوف نہ کر۔ جان دینے تک بھی وفادار رہ تو میں تجھے زندگی کا تاج دوں گا ۔ افسُس ابتدائی کلیسیا کو ظاہر کرتا ہے جبکہ سمرنہ تیسری اَور چوتھی صدی کے آخری حصّہ سے لے کر چھٹی صدی تک دُکھ اٹھانے والی کلیسیا کی مظہر ہے۔ اِس کا تعلق خداوند کے اُس علامتی فتوٰی سے ہے جس کی یہ تصویر ہے کہ ابنِ آدم سات چراغ دانوں کے بیچ میں پھرتا ہے۔ مناسب وقت پر وہ چراغوں کی بتیاں کاٹتا اور اُن کو تیل سے بھرتا رہتا ہے ۔

رُوحانی پہلو

افسُس کے شہر سے چالیس میل کے فاصلہ پر سُمرنہ کا شہر آباد ہے اِس کا مُوجودہ نام ازمیر IZMIR ہے ۔ یہ ایک ترقی کرنے والا شہر تھا اِس کے

باشندوں کی اکثریت "یہودیوں" کی تھی۔ یہاں ایک مشہور تجارتی منڈی تھی۔ وہ رومی حکومت کے ساتھ دوستانہ تعلقات قایم رکھنے کے عہد پر ٹکے ہوئے تھے اور اِسی لئے تبریاس رومی حاکم کا بُت اُس شہر میں نصب تھا۔

کلیسیا کی پہلی ایذارسانی جو یہودیوں نے شروع کی رومی حکومت نے چند سال بعد اِس کو جاری رکھا۔ کہتے ہیں کلیسیا کے بشپ پولی کارپ کا مقبرہ اب تک یہاں ہے جو ۱۵۵ء میں یہاں شہید ہُوا۔

اس ظلم اٹھانے والی کلیسیا کے نام یوحنا نے مسیح کا نمائندہ ہو کر یہ خط لکھا۔

اختیار:۔ جو دکھ تو اٹھانے والا ہے میں اٹھا چکا ہوں جس موت کا ذائقہ تو لینے کو ہے میں اُسے چکھ چکا ہوں میں مر کر زندہ ہوا تو بھی یہ تجربہ حاصل کرے گا۔

تعریف

تو دولت مند ہے

یہ تصویر کس قدر دلکش ہے۔ شائد کوئی یہ سمجھے کہ اُن کا گرجا گھر بہت بڑا تھا۔ اُن کی کلیسیا کا فنڈ بہت بڑا تھا۔ یا کچھ اور۔ خداوند کی اس سے کیا مُراد ہے؟ کسی اور کلیسیا کے بارے میں یہ نہیں کہا گیا۔ در اصل اُن کے پاس کوئی دنیاوی مال نہ تھا تاہم اُن کو دولت مند کہہ کر پکارا گیا ہے۔ اگرچہ اِس کلیسیا میں کوئی نقص نہیں بیان کیا گیا تاہم اِس سے ہرگز یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ کامل کلیسیا تھی۔ یہ کلیسیا نشان تک پہنچنے کے لئے بڑھتی جا رہی تھی۔ پاک روح مسیح کی اس دلہن کو تیار کر رہا تھا تاکہ وہ بغیر جھری اور بغیر داغ کے اُس کے سامنے پیش کی جائے تو دولت مند ہے۔ بہت دلچسپ خطاب ہے۔ اِس میں بہت کچھ شامل ہے۔

اِس کلیسیا کی دولت کا کیا راز تھا؟

"میں اُن کے لعن طعن کو جانتا ہوں۔"

(۱) اس کلیسیا کے چاروں طرف دشمن تھے یہ دشمن لعن طعن کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے وہ جھوٹے اور بے بنیاد الزامات سے اس کلیسیا کی شہرت کو داغ دار کرنا چاہتے تھے۔ وہ کلیسیا سے نفرت کرتے تھے اور ہر طرح سے کلیسیا کو بدنام کرنے میں کوشاں رہتے تھے۔

(۲) یہ دکھ اُٹھانے والی کلیسیا تھی۔

ایذارسانی لعن طعن کا یقینی نتیجہ تھا۔ جب روم کو آگ لگی تو آتش زدگی کا الزام معصوم مسیحیوں پر لگایا گیا۔ الزام جھوٹا تھا یہ محض بدنامی اور رسوائی کے لئے تھا اس سے نفرت پیدا ہوئی اور اِس کا نتیجہ ایذارسانی ہُوا۔ سینکڑوں مسیحی شیروں کے آگے پھینکے گئے۔ متعدد مسیحیوں کو تلوار سے چیرا گیا۔ کئی آرے سے چیرے گئے۔ اس ایذارسانی کے دو یقینی نتائج برآمد ہوئے۔

(۱) اُن کی دوکانیں اور گھر لُوٹے گئے۔

(۲) وہ بے روزگاری کا شکار ہُوئے

کوئی ٹریڈیونین اُن کو ملازمت نہ دیتی تھی وہ اپنے عہدوں اور ملازمتوں سے محروم کر دیئے گئے۔

۳۔ غریبی۔

"میں تیری غریبی کو جانتا ہوں"۔

چونکہ لوگ تتر بتر ہونے لگے اِس سے کلیسیائی رکنیت بھی اثر انداز ہوئی۔ غریبی یہاں پر ایک قابلِ غور لفظ ہے۔ یہاں اِس کا مطلب ہے گداگری کی حد تک غریبی۔ وہ بے حد محتاج ہو گئے۔ بھیڑیا دروازہ پر غرّا رہا تھا۔ اگر اُن کا کوئی پاسبان تھا تو اُسے بھی اُن کی غریبی میں شریک ہونا تھا۔ دُکھ۔ لُوٹ مار اور ملازمتوں سے محرومی کے باعث اُن کی مالی حالت بہت ہی کمزور ہو گئی۔

"دس دِن تک مصیبت اُٹھاؤ گے"۔

دس دن سے کیا مُراد ہے؟ چند ایک خیالات پیش کئے جا سکتے ہیں۔

۱۔ رومی حکومت کی طرف سے ایذارسانی کے دس مسلسل عرصے۔ نیرو سے شروع کر کے ڈایاکو لیشین تک۔ پہلی صدی کے وسط سے لیکر تیسری صدی کے آخر تک۔ یہ دسوں مقامی نوعیت کے تھے۔

۲۔ یہ عرصہ مختصر ہے " دس دن" اور آخرکار اسے انجام پذیر ہونا ہے اِس قسم کا خیال پیدائش ۲۴ : ۵۵ اور گنتی ۱۱ : ۱۹ سے سمجھا جا سکتا ہے۔

۳۔ زور عرصہ پر نہیں بلکہ امتحان کی تکمیل پر ہے خداوند کے مقصد کی تکمیل کے لئے یہ کافی ہوگا۔ "تم کسی ایسی آزمائش میں نہیں پڑے جو اِنسان کی برداشت سے باہر ہو ۔ ۔ ۔ ۔" ۱کرنتھیوں ۱۰ : ۱۳ کلامِ مقدس میں دس کی تعداد اِس لحاظ سے استعمال کی جاتی ہے۔

پیدائش ۳۱ : ۷، ۴۱ دس بار
خروج ابواب ۷۔ ۱۲ دس آفات
خروج ۲۰ : ۱۔ ۱۷ دس احکام
گنتی ۱۴ : ۲۲، ایوب ۱۹ : ۳، دانی ایل ۱ : ۱۲، ۱۴، ۱۵، ۲۰
یہاں دس دِن اور مکمل امتحان تھا۔
اس ایذارسانی کے دوران سمرنہ کے مسیحیوں کو مسلسل وفادار رہنا ہے۔
"جان دینے تک" یعقوب ۱ : ۱۲، یوحنا ۱۰ : ۲۸۔
اس سب کے باوجود کلیسیا کے پاس کون سا سرمایہ تھا جس کے باعث وہ دولتمند ہو گئی۔

۱۔ اُن کے پاس ہمدرد اور مہربان نجات دہندہ تھا۔ اُس کا بیش قیمت پیغام اُن کے پاس تھا "خوف نہ کر" وہ دنیا کے آخر تک اُن کے ساتھ ہے۔ وہ اُن کی مصیبت اور غریبی کو جانتا ہے۔ وہ خود آزمایا گیا۔ اُس نے لعن طعن برداشت کئے۔ اُس نے دُکھ اُٹھایا۔ وہ ستایا گیا۔ وہ غربت سے بھی واقف ہے اُس نے کہا۔
"لومڑیوں کے بھٹ اور ہوا کے پرندوں کے لئے گھونسلے ہوتے ہیں مگر

ابنِ آدم کے پاس سر دھرنے کو بھی جگہ نہیں"۔ لوقا ۹: ۵۷، ۵۸

۲۔ وُہ ایماندار اور وفادار تھے۔

وہ اپنے خداوند کے وعدہ پر زندہ تھے

"جان دینے تک بھی وفادار رہ تو میں تجھے زندگی کا تاج دوں گا"

وہ وفادار تھے۔ وہ جانتے تھے کہ خداوند صادق القول۔ سچا۔ برحق اور اپنے وعدوں پر قائم ہے۔ وہ عہد کا خداوند ہے۔ وہ جانتے تھے کہ وفادار رہنے سے وہ اُس کے ساتھ غالب آئیں گے (مکاشفہ ۱۷: ۱۴)

۳۔ وہ خدا کی طرف دیکھنے والے تھے۔

وہ سب کچھ خداوند کے ہاتھ میں دے دیتے تھے۔ وہ خاموشی سے سب کچھ برداشت کرتے تھے۔ اُن کا خداوند اُن کا نمونہ تھا اور وہ اُس کے نقشِ قدم پر عمل پیرا تھے۔ ۱۔پطرس ۲: ۲۲، ۲۳

وُہ اپنے ستانے والوں اور اپنے دشمنوں کو معاف کرنے والے تھے۔

۴۔ وہ ایک مضبوط چٹان پر کھڑے تھے۔

یہ چٹان مسیح ہے۔ اِس چٹان پر قائم رہنے سے دکھ۔ ایذا رسانی۔ غربت۔ مصیبت اور ظلم و استبداد کی آندھیاں اور طوفان برباد نہیں کر سکتے۔ وہ سب کچھ لٹ جانے کے باوجود بھی حبقوق کے ساتھ مل کر گیت گا سکتے تھے۔ حبقوق ۳: ۱۷-۱۹ سب کچھ چھن جانے کے باوجود بھی وہ ایوب کے ہم زبان ہو کر یہ نعرہ بلند کر سکتے تھے۔

"لیکن میں جانتا ہوں کہ میرا مخلصی دینے والا زندہ ہے اور آخرِ کار وہ زمین پر کھڑا ہو گا"۔ ۱۹: ۲۵

۵۔ وہ دولت مند تھے۔

اُن کے پاس وہ دولت اور وہ سرمایہ تھا جو صرف ایمانداروں کے پاس ہوتا ہے۔

خداوند کے پاس بھی یہی دولت تھی ۲ کرنتھیوں ۸: ۹

۶۔ انہیں اپنے خداوند کی موجودگی اور حضوری کا گہرا احساس تھا۔
زندہ مسیح اُن کے ساتھ اور اُن کے پاس تھا۔ اُس نے اُن کو کہا
"میں اوّل و آخر ہوں۔ میں مرگیا تھا اور زندہ ہُوں۔" اُس نے اُن کو مسلسل یہ پیغام
دیا۔ خوف نہ کر۔

سمرنہ کی کلیسیا کو ستانے والے

اُن کو ستایا جاتا تھا تاہم خداوند اُن کو دولت مند قرار دیتا ہے۔ اُن کے پاس صبر، ثابت قدمی اور وفاداری کی دولت تھی۔ ہم اُن سب کو اپنی دعاؤں میں یاد کریں جو مختلف ممالک میں مسیح کی خاطر دُکھ اُٹھاتے ہیں اور اپنے آپ کو ایذا رسانی کے لئے تیار کرتے جائیں۔

اُن کے دشمن دو قسم کے تھے۔

(۱) یہودی اُن کو دق کیا کرتے تھے۔ وہ مختلف طریقوں سے اُن کو دکھ دیا کرتے تھے۔ اہل یہود نے ہمارے مبارک خداوند کو بھی ستایا یہاں تک کہ اُسے مصلوب کروا دیا۔

(۲) وہ یہودی جو مسیحی ہو چکے تھے۔
وہ اُن کو شریعت پسندی کے جُوئے تلے لے آنا چاہتے تھے۔ وہ آزادی کے بعد اُن کو پھر مصر میں لے جانا چاہتے تھے۔

"شیطان کی جماعت" یہ وہ لوگ ہیں جو بظاہر کچھ اور نظر آتے ہیں لیکن باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں۔ خداوند نے پہاڑی وعظ (متی ابواب ۵-۷) میں اُن کے بارے میں تفصیلاً بیان کیا اور پولس رسول نے افسس کے بزرگوں سے خطاب کرتے وقت اُن کے بارے میں آگاہ کیا (اعمال ۲۰ باب) پطرس رسول نے بھی اُس زمانہ کی کلیسیا کو اِن کے بارے میں بتایا۔ مسیحی ہر زمانہ میں یا تو دوسرے مذاہب سے دُکھ اُٹھاتے ہیں یا شریعت پسند لوگ اُن کو دوبارہ شریعت کے جوئے میں لے آنا چاہتے ہیں۔

کلام ہر دور کے خلاف آگاہی دیتا ہے۔ سمرنہ کی کلیسیا ایذارسانی کے باوجود بھی اپنے خداوند کے ساتھ وفادار رہی۔ اِس سے اُن کی رُوحانی حالت کی پختگی اَور ایمان اَور عمل میں مطابقت پائی جاتی تھی۔ جو رفاقت وہ خداوند کے ساتھ رکھتے تھے وہ ایسی مضبوط تھی کہ ایذارسانی کی آندھیاں اَور طوفان اُس پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ یہ جلالی طاقت اور فتح مندی ہے۔ سمرنہ کا لغوی مطلب ہے مُر جیسے پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ کلیسیا نے اپنے بادشاہ کے سامنے اپنے آپ کو مُر کے طور پر پیش کیا جس طرح مجوسیوں نے اپنے ڈبے کھول کہ اُسی بادشاہ کے سامنے سونا اور لبان کے ساتھ ساتھ مُر پیش کیا۔ مریم مگدلینی کی مانند اِس کلیسیا نے مُر کو پُورے طور پر اپنے خداوند پر انڈیل کر نثار کر دیا۔ یہ موت کا نشان ہے۔ اُنہوں نے اپنی جانوں کو عزیز نہ سمجھا کیونکہ اپنی جان کو عزیز رکھنے والا خداوند کے لائق نہیں ہمارے خداوند نے اپنی زبان مبارک سے یہ خود کہا۔ سمرنہ کی کلیسیا کے دکھوں کے اِس مُر نے کلیسیائی تاریخ میں کہاں تک اپنی خوشبو پھیلا دی۔ ہم سب اِس سے واقف ہیں۔ جب مریم مگدلینی نے خداوند پر مُر انڈیل دیا تو خداوند نے کہا۔

''۔۔۔۔ تمام دنیا میں جہاں کہیں انجیل کی منادی کی جائے گی۔ یہ بھی جو اِس نے کیا، اُس کی یادگاری میں بیان کیا جائے گا۔ مرقس ۱۴: ۹ جب عطر کی خوشبو سے گھر مہک گیا تو خداوند نے کہا اُس نے دفن کے لئے میرے بدن پر پہلے ہی سے عطر مَلا۔

پولی کارپ نے جو اِس کلیسیا کا بشپ تھا چھیاسی [۸۶] برس میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ سے مسیح خداوند کا انکار کرنے کو کہا گیا۔ اُس نے جواب دیا۔ ''میں اپنے خداوند کا کیونکر انکار کروں جس نے مجھے نجات بخشی ہے۔''

اِس عمر رسیدہ مقدس نے اپنی موت سے پیشتر یہ الفاظ کہے جن کی گونج ہر زمانہ میں سنائی دیتی رہی ہے۔ شہیدوں کا خون رائیگاں نہیں جایا کرتا۔ دنیا کی تاریخ معصوم اور بے گناہ مسیحیوں کے خون سے رنگی ہوئی ہے۔

شُہدا کے بیان کے بغیر کلیسیائی تاریخ ادھوری اور نامکمل ہے۔ جن لوگوں نے

قرض دار ہیں

مسیح کی خاطر اپنی جانیں قربان کی ہیں ہم اُن کو سلام کہتے ہیں۔ ہم اُن کے

خداوند کے اپنے الفاظ کس قدر تسلی بخش ہیں۔

"میں تیری مصیبت اور غریبی کو جانتا ہوں......"

خداوند جانتا ہے۔ یہ کافی ہے۔ لیکن کیا وہ سمجھتا بھی ہے۔ بے شک وہ جانتا بھی

ہے اور سمجھتا بھی ہے۔ وہ مرگیا اور جی اُٹھا وہ ستایا گیا۔ رد کیا گیا۔ اکیلا اور تنہا چھوڑا گیا۔

وہ جانتا ہے اور خوب سمجھتا بھی ہے۔ وہ ہمارا مہربان سردار کاہن ہے وہ باپ کی داہنی

طرف ہماری شفاعت کرتا ہے۔ وہ ہماری خاطر غریب بن گیا جو مسیح کی خاطر غریب

بن جاتے ہیں ہم اُن کے لئے خداوند کے نام کی تعریف کرتے ہیں۔

۹:۲ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایذا رسانی مسیحیوں کو دولت مند بنا دیتی

ہے وہ ایک بیش بہا خزانہ کے ساتھ اپنے خداوند کے سامنے کھڑے ہونگے خداوند

کہتا ہے میں اوّل اور آخر ہوں۔ جو اُس نے شروع کیا وہ اُسے کامل کرنے کو تیار

ہے اُس کے باعث سمرنہ کے دُکھ اُٹھانے والے ایک بہت بڑی فصل کاٹیں گے۔

وہ ہمارے ایمان کا بانی اور کامل کرنے والا ہے۔

اُس نے کلیسیا کے ساتھ یہ وعدہ نہیں کیا کہ وہ دُکھ اور ایذا رسانی کا خاتمہ کرے

گا بلکہ اُس نے کہا کہ وہ دُکھ اُٹھائیں گے۔ اُس نے ایذا رسانی کے لئے اُن کی حوصلہ

افزائی کرتے ہوئے کہا "خوف نہ کر۔"

اپنی زمینی خدمت کے دوران بھی وہ اپنے شاگردوں سے کہا کرتا تھا۔

"دنیا میں مصیبت تو اٹھاتے ہو لیکن خاطر جمع رکھو میں دنیا پر غالب آیا ہوں"

ہماری خاطر جمعی کا صرف ایک ہی ماخذ اور منبع ہے اور وہ ہے "خداوند کا کلا

یہ ایک عجیب بھید ہے کہ خداوند اپنے لوگوں کو دھوکوں میں سے گزرنے دیتا ہے۔ عبرا

کا گیارہواں باب ایمان کے سورماؤں کے بارے میں ہے انہوں نے اپنے ایمان کو کھوئے بغیر دکھ اٹھائے۔

شہیدان کا یہ تیج گواہ ہیں کہ انہوں نے اپنے ایمان کو محفوظ رکھا لیکن اپنی جانوں کی پرواہ نہ کی۔ خداوند نے

سمرنہ کی کلیسیا کو آفرین کے یہی الفاظ کہے "مگر تو دولت مند ہے"۔ درحقیقت اس

سے بڑھکر اور کیا آفرین دی جاسکتی ہے - یہ بڑی تعریف ہے - خداوند نے اُنکے تجربہ کو اپنا تجربہ کہا - میں بھی تمہاری طرح غریب بن گیا تھا - اِس غربت سے پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں -

دُکھ اُٹھانے میں ہماری سب سے بڑی تسلی یہ ہے کہ ہم اپنے خداوند کے پیروکار ہیں تو بھی اُس کے ساتھ دُکھ اُٹھا رہے ہیں -

وفاداروں کے لئے زندگی کا تاج

یہاں تاج سے مُراد ہار - گلدستہ یا تمغہ ہے جو فاتح کو دوڑ یا کھیل کے اختتام پر دیا جاتا ہے - یہ بات دلچسپ ہے کہ سمرنہ کھیلوں کے سلسلہ میں بہت مشہور شہر تھا جو ہار - سہرہ - گلدستہ اُن کو دیا جاتا ہے وہ مرجھا جاتا ہے لیکن "زندگی کا تاج" ابدی اور قائم رہنے والا ہے -

وہ جو آزمائش کی برداشت کرتے ہیں وہ جو مقبول ٹھہریں گے وہ جو آخر تک قائم اور وفادار رہیں گے وہ زندگی کا تاج حاصل کریں گے -

"مبارک وہ شخص ہے جو آزمائش کی برداشت کرتا ہے کیونکہ جب مقبول ٹھہرا تو زندگی کا وہ تاج حاصل کرے گا جسکا خداوند نے اپنے محبت کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے" یعقوب ۱ : ۱۲

"اور میں اُنہیں ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں اور وہ ابد تک کبھی ہلاک نہ ہوں گی اور کوئی اُنہیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لے گا" یوحنا ۱۰ : ۲۸

غالب آنے والے کو دوسری موت سے نقصان نہ پہنچے گا -

دوسری موت ناقابلِ برداشت ہو گی - جو یسوع مسیح پر ایمان لاتے ہیں وہ دوسری موت کا ہرگز شکار نہ ہونگے - کسی نے کیا خوب کہا ہے -

جو ایک دفعہ پیدا ہوتے ہیں دو دفعہ مرتے ہیں اور جو دو دفعہ پیدا ہوتے ہیں وہ ایک بار مرتے ہیں" نئی پیدائش لازمی ہے تاکہ دوسری موت سے گزند نہ پہنچے - یوحنا ۱۰ : ۲۸ "وہ ابد تک کبھی

ہلاک نہ ہوں گی۔"

ہر ایک خط کا شروع اور آخر کس قدر دلچسپ ہے۔

۱۔ یسوع کا لقب یا القاب

۲۔ روح کا فرمان

۳۔ غالب آنے والے کے اجر کا اعلان

جب خداوند کلیسیا سے مخاطب ہے اِس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ زندہ ہے اور وہ اپنی کلیسیا میں گہری دلچسپی کا اظہار کرتا ہے۔

آج پاکستان کی کلیسیا کو اپنے خداوند کی آواز اور فرمان سُننے کی ضرورت ہے۔ ہم سہل انگاری تساہل اور بے عملی کے گناہ سے توبہ کریں۔ ہم اپنے آپ کو مسیح کی خاطر دُکھ اُٹھانے کے لئے ہر وقت تیار رکھیں۔

یاد رہے دکھ اُٹھانا ضروری اور لازمی ہے۔ خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے سے پیشتر دکھ برداشت کرنا بہت ضروری ہے۔

"کیونکہ مسیح کی خاطر تم پر یہ فضل ہُوا کہ نہ فقط اُس پر ایمان لاؤ بلکہ اُسکی خاطر دکھ بھی سہو"

فلپیوں ۱ : ۲۹

یسوع کے ساتھ دُکھ اُٹھا کر ہم اُس کے ساتھ بادشاہی کریں گے۔ ابتدائی کلیسیا پر غور کریں وہ دکھ اُٹھانے والی کلیسیا تھی۔ سمرنہ کی کلیسیا دکھ اُٹھانے والی کلیسیا تھی۔ سب کچھ لٹ گیا۔ سب کچھ جاتا رہا۔ وہ غربت اور افلاس کا شکار ہو گئے۔ تاہم خداوند اُن کو "دولت مند" کہہ کر پکارتا ہے۔ دنیا کی نگاہوں میں حقیر اور غریب خداوند کی نگاہوں میں شہزادے ہیں۔ ہماری وفاداری کا امتحان "جان دینے کی" حد تک ہے۔ ہم اپنے آپ کو خداوند کی خاطر قربان کر دیں۔ مُر کی خوشبو کی مہک پاکستان میں کیا سارے جہان میں پھیل جائے۔

نظرِ ثانی

مطالعہ دوئم

۱۔ لفظ سمرنہ کا لغوی مطلب کیا ہے اور اِس کا اطلاق کن حقائق پر کیا جا سکتا ہے ؟

۲۔ سمرنہ شہر کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں ؟

۳۔ ایذا رسانی کے باوجود بھی خداوند کن الفاظ میں کلیسیا کی حوصلہ افزائی کرتا ہے ۔

۴۔ "تو دولت مند ہے" خداوند نے یہ الفاظ کن معنوں میں استعمال کئے ؟

۵۔ سمرنہ کی کلیسیا کے دکھ اور ایذا رسانی کیا تھی ؟

۶۔ ہماری وفاداری کا امتحان کس حد تک ہے ؟

۷۔ سمرنہ کی کلیسیا کے حالات سے پاکستانی کلیسیا کو کیا کچھ سیکھنا چاہیئے ؟

۸۔ "شیطان کی جماعت" سے کیا مُراد ہے ؟

۹۔ خداوند کے جس اختیار سے اِس خط کا آغاز ہوتا ہے اُس کا کیا مطلب ہے ؟

۱۰۔ غالب آنے والے کے ساتھ کون سا وعدہ ہے ؟

زندہ مسیح ڈانواں ڈول کلیسیا سے مخاطب ہے

مرکزی آیت

"جس کے کان ہوں وہ سُنے کہ رُوح کلیسیاؤں سے فرماتا ہے جو غالب آئے میں اُسے پوشیدہ من میں سے دوں گا اور ایک سفید پتھر دوں گا۔ اُس پتھر پر ایک نیا نام لکھا ہوا ہوگا جسے اُس کے پانے والے کے سوا کوئی نہ جانے گا۔" (۲: ۱۷)

۱۲۔ اور پرگمن کی کلیسیا کے فرشتہ کو یہ لکھ کہ جس کے پاس دو دھاری تیز تلوار ہے وہ فرماتا ہے کہ

۱۳۔ میں یہ تو جانتا ہوں کہ تو شیطان کی تخت گاہ میں سکونت رکھتا ہے اور میرے نام پر قائم رہتا ہے اور جن دنوں میں میرا وفادار شہید انتپاس تم میں اُس جگہ قتل ہوا تھا جہاں شیطان رہتا ہے اُن دنوں میں بھی تو نے مجھ پر ایمان رکھنے سے انکار نہیں کیا۔

۱۴۔ لیکن مجھے چند باتوں کی تجھ سے شکایت ہے۔ اس لئے کہ تیرے ہاں بعض لوگ بلعام کی تعلیم ماننے والے ہیں جس نے بلق کو بنی اسرائیل کے سامنے ٹھوکر کھلانے والی چیز رکھنے کی تعلیم دی یعنی یہ کہ وہ بُتوں کی قربانیاں کھائیں اور حرامکاری کریں۔

۱۵۔ چنانچہ تیرے ہاں بھی بعض لوگ اسی طرح نیکلیوں کی تعلیم کے ماننے والے ہیں۔

۱۶۔ پس توبہ کر۔ نہیں تو میں تیرے پاس جلد آ کر اپنے منہ کی تلوار سے اُن کے ساتھ لڑوں گا۔

۱۷۔ جس کے کان ہوں وہ سُنے کہ رُوح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے۔ جو غالب آئے میں اُسے پوشیدہ من میں سے دُوں گا اور ایک سفید پتھر دُوں گا۔ اُس پتھر پر ایک نیا نام لکھا ہوا ہوگا جسے اُس کے پانے والے کے سوا کوئی نہ جانے گا۔

۱۸۔ اور تھواتیرہ کی کلیسیا کے فرشتہ کو یہ لکھ کہ خدا کا بیٹا جس کی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند اور پاؤں خالص پیتل کی مانند ہیں یہ فرماتا ہے کہ

۱۹- میں تیرے کاموں اور محبت اور ایمان اور خدمت اور صبر کو تو جانتا ہوں اور یہ بھی کہ تیرے پچھلے کام پہلے کاموں سے زیادہ ہیں۔

۲۰- پر مجھے تجھ سے یہ شکایت ہے کہ تُو نے اُس عورت ایزبل کو رہنے دیا ہے جو اپنے آپ کو نبیہ کہتی ہے اور میرے بندوں کو حرامکاری کرنے اور بتوں کی قربانیاں کھانے کی تعلیم دے کر گمراہ کرتی ہے۔

۲۱- مَیں نے اُس کو توبہ کرنے کی مُہلت دی مگر وہ اپنی حرامکاری سے توبہ کرنا نہیں چاہتی۔

۲۲- دیکھ مَیں اُس کو بستر پر ڈالتا ہوں۔ اور جو اُس کے ساتھ زنا کرتے ہیں اگر اُس کے سے کاموں سے توبہ نہ کریں تو اُن کو بڑی مصیبت میں پھنساتا ہوں۔

۲۳- اور اُس کے فرزندوں کو جان سے ماروں گا اور سب کلیسیاؤں کو معلوم ہو گا کہ گُردوں اور دلوں کا جانچنے والا میں ہی ہوں اور میں تم سے ہر ایک کو اُس کے کاموں کے مُوافق بدلہ دوں گا۔

۲۴- مگر تم تھواتیرہ کے باقی لوگوں سے جو اس تعلیم کو نہیں مانتے اور اُن باتوں سے جنہیں لوگ شیطان کی گہری باتیں کہتے ہیں ناواقف ہو یہ کہتا ہوں کہ تم پر اور بوجھ نہ ڈالوں گا۔

۲۵- البتہ جو تمہارے پاس ہے میرے آنے تک اس کو تھامے رہو۔

۲۶- جو غالب آئے اور جو میرے کاموں کے موافق آخر تک عمل کرے میں اُسے قوموں پر اختیار دوں گا۔

۲۷- اور وہ لوہے کے عصا سے اُن پر حکومت کرے گا جس طرح کہ کمہار کے برتن چکنا چور ہو جاتے ہیں، چنانچہ میں نے بھی ایسا اختیار اپنے باپ سے پایا ہے۔

۲۸- اور مَیں اُسے صبح کا ستارہ دوں گا۔

۲۹- جس کے کان ہوں وہ سُنے کہ روح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے۔

مطالعۂ سوم

زندہ مسیح ڈانواں ڈول کلیسیا سے مخاطب ہے

(۲ : ۱۲ - ۲۹)

اِن آیات میں دو کلیسیاؤں کا ذکر ہے۔ پرگمن کی کلیسیا (۲ : ۱۲ - ۱۷) اور تھواتیرہ کی کلیسیا (۲ : ۱۸ - ۲۹) ہم اِن دونوں کلیسیاؤں کے بارے میں علیحدہ علیحدہ معلوم کریں گے تاہم یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ دونوں کلیسیائیں بہت سی باتوں میں ڈانواں ڈول تھیں۔ وہ سمجھوتہ جیسے گناہ میں گرفتار تھیں یہ حالت بہت خطرناک ہے۔ جب کلیسیا دُنیا کے ساتھ سمجھوتہ کرے تو کلیسیا کی حیات و بقا کو ایک بہت بڑا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔

اِن دونوں کلیسیاؤں کی ذہنی برگشتگی کا یہ عالم تھا کہ وہ بدعات کے ساتھ سمجھوتہ کئے ہوئے تھیں۔ اُن کے بیشتر اراکین اور اکابرین نے غیر اقوامی طرزِ عبادت اور رسُومات کو اپنا رکھا تھا۔ اُس وقت کی دُنیا میں غیر اقوام، حرامکاری، ناپاک طرزِ رہائش عصمت فروشی اور زناکاری کو اپنی عبادات کا حصہ سمجھتی تھیں ابلیس اِس طرزِ حیات کی پشت پناہی کر رہا تھا۔ ابلیس توہمات، بدعات اور ایسی حرکات میں لوگوں کو اسیر کئے ہوئے تھا۔ مذہبی ایذا رسانی کے دباؤ کے باعث چند مذہبی اور دینی راہنماؤں نے مذہب کیلئے ایک فلسفہ ایجاد کیا جس کی رُو سے وہ مندروں میں جا کر غیر اقوامی عبادات اور بڑی رسومات میں شامل ہو سکتے تھے۔ وہ یہ تعلیم دیتے تھے کہ ایسا کرنے سے اُن کے مسیحی ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ان نظریات کو وہ گہری باتیں کہتے تھے۔ خُداوند کے نزدیک یہ سب کچھ شیطان کی طرف سے ہے اور یہ شیطان کی گہری باتیں ہیں۔ کیونکہ ابلیس اپنی مکاری، عیاری اور چالاکی

کے اعتبار سے گہرا ہے اور اس کی باتیں بہت گہری ہیں۔ ابلیس اپنی گہری باتوں سے سادہ لوح لوگوں کو بآسانی اُلّو بنا لیتا ہے۔ وہ اُن لوگوں کو بھی اپنے قابو میں کر لیتا ہے جو اپنے آپ کو بڑے دانش مند سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ دانشمند حضرات یا تو خدا کی ہستی کا انکار کر دیتے ہیں یا دینی حقائق میں ملاوٹ کر کے دوسروں کے ایمان کا جہاز بھی غرق کر دیتے ہیں۔ ابلیس جانتا ہے کہ کب سودا بازی کرنا چاہیئے کب سمجھوتہ کرنا چاہیئے جس سے کلیسیا ڈانواں ڈول ہو جائے۔

یہاں پر تین مثالیں دی گئی ہیں۔

۱۔ بلعام کی تعلیم ۲۔ نیکلیوں کی تعلیم۔ ۳۔ ایزبل کی مثال۔

ایزبل نے لوگوں کو بعل کی پرستش کرنے۔ بتوں کی قربانیاں کھانے اور حرامکاری کرنے کے لئے قائل کیا۔ یہاں تک کہ اُس وقت کے ایمانداروں کو ایلیاہ نے کہا۔ "تم کب تک دو خیالوں میں ڈانواں ڈول رہو گے ..." (۱ سلاطین ۱۸ : ۲۱)

آج پھر بدعات ایک نئی صورت اور ایک نئے رنگ میں اپنا جال پھیلا رہی ہیں۔ یہ بدعات بائبل مقدس کی تعلیم اور تاریخی مسیحیت کے سامنے کھلا چیلنج ہے۔

خدا کا کلام صفائی کے ساتھ کہتا ہے۔ "اس جہان کے ہمشکل نہ بنو۔"

اگرچہ ان دونوں کلیسیاؤں کے بہت سے لوگ شیطان کے قبضہ میں آ چکے تھے اور غیر اقوام جیسی حرکات و سکنات کرتے تھے۔ تاہم ایک حصہ بہت مضبوط تھا۔ پرگمن کے بارے میں یہ الفاظ کہ "تو شیطان کی تخت گاہ میں سکونت رکھتا ہے ..." اُس شہر کے باسیوں کے لائحہ عمل اور طرز حیات کو ظاہر کرتا ہے۔ شیطان کا اثر ان کی زندگیوں سے ظاہر ہوتا تھا۔

ہم ایک شخص بنام "انتپاس" (۲: ۱۳) کا ذکر پڑھتے ہیں جس نے سمجھوتا نہیں کیا جو ڈانواں ڈول نہیں ہے۔ انتپاس اُن سب کی نمائندگی کرتا ہے جو ثابت قدمی سے اپنے ایمان پر قائم ہیں۔ انتپاس یونانی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی مطلب ہے سب کے خلاف (ANTI - ALL)۔ انتپاس اُن تمام برائیوں کے برخلاف ہے

جو شیطان کی تخت گاہ سے صادر ہوتی ہیں۔ خداوند اُسے "میرا وفادار شہید" کہہ کر پکارتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے ایمان کی خاطر اپنی جان قربان کردی۔ وہ سمجھوتہ کرنے یا سودا بازی کرنے کو تیار نہ تھا۔

۲: ۱۹ میں تھواتیرہ کی کلیسیا کے کاموں کا ذکر ہے۔" تیرے کاموں اور محبت اور ایمان اور خدمت اور صبر کو تو جانتا ہوں ۔۔۔"

وہ اپنے کاموں میں ترقی کر رہے تھے لیکن ایمان میں ترقی نہیں کرتے تھے۔ ایمان اور اعمال دونوں لازم ہیں۔ بہت سے لوگ پولُس رسُول کی تعلیم اور یعقوب کی تعلیم کو تضاد سمجھتے ہیں حالانکہ وہ دونوں ایک ہی بات کہہ رہے ہیں۔ ایمان بنیادی حقیقت ہے۔ اعمال ضروری ہیں (اعمال ۱۰: ۴۸، ۹: ۳۶) لیکن اس کی بنیاد ایمان ہے۔ خداوند چاہتا ہے کہ ہمارے پاس دونوں ہوں۔ ایمان جس کی بنیاد خدا کا کلام ہے اور اعمال جو ایمان کا پھل یا اظہار ہیں۔

ایمان پر قائم رہنے ہی سے ہم ثابت قدم ہوتے ہیں۔ جو لوگ ایمان پر قائم نہیں رہتے وہ ڈانواں ڈول ہو جاتے ہیں۔ ڈانواں ڈول رہنا خطرے کی بات ہے۔ یہ بربادی اور ہلاکت کا نشان ہے۔

اب ہم اِن دونوں کلیسیاؤں کے بارے میں علیحدہ علیحدہ بیان کریں گے۔

پرگمن

"اور پرگمن کی کلیسیا کے فرشتہ کو یہ لکھ کہ جس کے پاس دودھاری تیز تلوار ہے وہ فرماتا ہے کہ"

تاریخی جائزہ:۔ تاریخی لحاظ سے چوتھی صدی میں کیا ہُوا؟ ہر ایک مسیحی کو اس کا علم ہونا چاہیئے۔ چوتھی صدی کے اوائل میں رُومی سلطنت میں اقتدار کی رسہ کشی تھی۔ ۳۱۱ سن عیسوی میں میلان (MILLAN) کے صُلح نامہ کے نام سے ایک اعلان جاری ہُوا۔ میلان

اٹلی کے شمال مغرب کی طرف ایک شہر ہے۔ اِس اعلان کی رُو سے سلطنت میں مذہبی آزادی کی ضمانت دی گئی۔ اس کا نتیجہ ہُوا کہ وہ کلیسیا جو ڈایا کو لیشن کی ایذا رسانی کے خوف کے باعث غاروں میں چھپی ہُوئی تھی باہر میدان میں آ گئی۔ ۳۲۱ سن عیسوی میں شہنشاہ کنسٹنٹائن رومی سلطنت کا حکمران بنا۔ اب کلیسیا کو ایذا رسانی کا خطرہ نہ رہا۔ برعکس اِس کے کلیسیا کی بڑی حوصلہ افزائی ہوئی۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ اِس زمین پر کلیسیا کے لئے اب کوئی دُکھ باقی نہیں رہے شاہی محکمہ اُن کی سرپرستی کرتا تھا۔ کلیسیا کے بشپ بہت مشہور اور ہردلعزیز ہونے لگے

کیا یہ باتیں کلیسیا کے لئے نیک شگون کی حامل تھیں؟

کیا یہ بُرا شگون تھا؟

اگر آپ اُس زمانہ میں ہوتے تو یقیناً آپ یہ کہتے کہ یہ بہت اچھی بات تھی۔ لیکن کلیسیائی تاریخ اس کے بالکل اُلٹ اور برعکس ہے۔ جب کلیسیا ایذا رسانی کی زد سے باہر نکل گئی وہ رُوحانی طور پر کمزور، نحیف اور غیر مؤثر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی مسافرانہ حیثیت کھونے لگی۔ "تم پردیسی اور مسافر ہو" (۱-پطرس ۲: ۱۱) خداوند کی کلیسیا کی یہی حقیقت اور حیثیت ہے۔ ہم خداوند کے شہر کے اُمیدوار، مشتاق اور متلاشی ہیں۔

سچی بات تو یہ ہے کہ تیسری اور چوتھی صدیوں کے آخری عشروں میں اور رفتہ رفتہ زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ کلیسیا نے دُنیا کے موجودہ نظام کو اپنا کر اس میں مستقل طور پر اپنا ٹھکانہ کر لیا۔

یہاں ہم ایک عجیب تقابلی منظر ظہور پذیر ہُوا۔ شاہی سرپرستی کے باعث ایک طرف تو کلیسیا مضبوط ہو گئی اور دوسری طرف راسخ الاعتقاد کلیسیا ثابت قدمی سے حقائق الٰہی پر قائم اور ثابت قدم رہی۔

۳۱۸ سن عیسوی میں ایک شخص بنام ایریس (ARIUS) جو پریسبٹر تھا اسکندریہ (مصر) میں برپا ہُوا۔ اُس نے کلیسیا کے برخلاف قلمی جنگ شروع کر دی۔ وہ بدعتی تھا اور اس کی بدعت ایرین ازم کے نام سے جانی جاتی ہے۔ یہ بدعت بحیرہ رُوم کے ارد گرد جنگل کی آگ کی مانند پھیل گئی۔ آج بھی امریکہ، یورپ اور دُنیا کے مختلف ممالک میں اِس

بدعت کے پیروکار مختلف صورتوں میں موجود ہیں۔ پاکستان میں بھی ان کی کمی نہیں۔ ان کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ وہ خداوند کی الوہیت کا انکار کرتے ہیں ایریس کے مطابق ایک زمانہ میں یسوع مسیح "خدا" نہ تھا اُس کا یہ حملہ خداوند کی الوہیت اور ابنیت پر تھا اُس کی یہ بھی تعلیم تھی کہ یسوع مسیح خدا کی مخلوقات میں اشرف المخلوقات ہے۔ آج بھی دنیا کے کونے کونے میں اس بدعت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ بدعت بہت پھیل گئی شہنشاہ کنسٹنٹائن نے ملک میں وحدت قائم رکھنے اور کئی دیگر وجوہات کی بنا پر ایک بہت بڑی کلیسیائی مجلس کا اہتمام کیا۔ یہ کونسل یا مجلس ۳۲۵ء میں معرض وجود میں آئی۔ اس کو نقایاہ کی کونسل کہا جاتا ہے۔ اس کونسل میں دینی راہنماؤں کو بلایا گیا۔ اس کونسل میں ایرن ازم کا مقابلہ کیا گیا۔ ایک عقیدہ وضع کیا گیا جسے نقایاہ کا عقیدہ کہا جاتا ہے اس عقیدہ کے مطابق یہ تعلیم دی گئی۔ "جو خدا کا بیٹا ہے۔ کل عالموں سے پیشتر مولود۔ خدا سے خدا۔ نور سے نور۔ حقیقی خدا سے حقیقی خدا۔ مصنوع نہیں بلکہ مولود۔ اُس کا اور باپ کا ایک ہی جوہر ہے۔"

اور وہ شخص ملعون ہے جو اس عقیدہ کا انکار کرے۔ کلیسیا میں تقابل امر جو تھی پانچویں اور چھٹی صدی تک بالکل صاف اور واضح تھا۔ ایک طرف تو کلیسیا نے دنیا میں مستقل طور پر ڈیرا ڈالنے سے اپنی مسافرانہ حیثیت کو نقصان پہنچایا دوسری طرف کلیسیا اپنے ایمان اور عقیدہ میں راسخ الاعتقاد ہو گئی۔

پرگمن یونانی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی مطلب ہے "شادی شدہ"۔ کلیسیا مسیح کی دُلہن ہے۔ لیکن اب کلیسیا نے دنیا کے نظام کے ساتھ ازدواجی رشتہ قائم کر لیا۔ یہ سمجھوتہ کی روح تھی اور یوں کلیسیا اپنے آپ کو ریاست کی شناخت دے رہی تھی۔

۲ : ۱۳ میں خداوند کا عدالتی فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

"میں یہ تو جانتا ہوں کہ تُو شیطان کی تخت گاہ میں سکونت رکھتا ہے..."

لفظ سکونت گاہ یا نشست ایک ہی بات ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ شیطان کا تخت کہاں ہے؟ یہ آسمان میں نہیں ہے۔

بائبل مقدس میں شیطان کو اس جہان کا سردار کہہ کر پکارا گیا ہے ۱۲:۳۱ یوحنا

ہمارے مبارک خداوند نے شیطان کو "جہان کا سردار" کہہ کر پکارا۔ (یوحنا ۱۲:۳۱)
شیطان کا تخت اِسی دنیا کے نظام میں ہے۔ جس نے خُدا کے بیٹے کو مصلوب کیا۔ اس دُنیا کو تشریحاً یُوں کہا گیا ہے۔

"جسم کی خواہش۔ آنکھوں کی خواہش۔ اور زندگی کی شیخی" (۱۔ یُوحنّا ۲:۱۶)
کلیسیا نے اس جہان میں اپنا بسیرا کرنا اور ڈیرا جمانا شروع کر دیا۔
"... تُو شیطان کی تخت گاہ میں سکونت کرتا ہے"۔
تقابلی امر کا دُوسرا پہلو بھی ملاحظہ فرمائیں۔
"... اور میرے نام پہ قائم ہے ... تو نے مجھ پرا یمان رکھنے سے انکار نہیں کیا"۔
خداوند نے کہا کہ میں اس اقرارالایمان پہ کہ "تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے"۔ اپنی کلیسیا بناؤں گا۔ پطرس نے دوسروں کا نمائندہ ہو کر خداوند کی الُوہیّت کا اعلانیہ اقرار کیا۔
"مَیں اپنی کلیسیا بناؤں گا"۔ خُداوند نے اعلان کیا۔

پرگمن کے نام خط کا رُوحانی اطلاق

اگر آپ ایمان دار ہو کر دنیا کے ساتھ سمجھوتہ کرتے ہیں۔ اگر آپ ڈانواں ڈول ہیں۔ اگر آپ اس دُنیا کے ساتھ سودا بازی کرتے ہیں۔ جس نے خدا کے بیٹے کو مصلوب کیا تو پرگمن کی کلیسیا کے نام خط آپ کے نام خط ہے۔ خدا کا کلام ایماندار اور اس جہان کے بارے میں کیا تعلیم دیتا ہے (۱۔ یُوحنّا ۵:۴-۵)

خداوند نے ہمیں یہاں اپنی گواہی کے لئے رکھا ہُوا ہے۔ اگر آپ کا ضمیر آپ کو دِھیمی آواز سے کہے کہ آپ کا دل اس جہان میں لگ گیا ہے تو خدا کا کلام غور سے سُنیں اور عمل کریں۔ ہمارا بدن خداوند کی ہیکل ہے (۱۔ کرنتھیوں ۶:۱۹، ۲۰) ہم یسُوع کے خون سے خریدے گئے ہیں۔ کسی دوسرے کا ہم پر کوئی اختیار نہیں۔ یسُوع ہمارا آقا اور مالک ہے۔ ہم صرف اُس کے ہیں۔ صرف اُس کا قبضہ ہم پہ ہونا چاہیئے۔

رُوحانی پہلو

پرگمن ایک مذہبی مرکز تھا۔ اِس شہر میں بہت سے دیوی دیوتا تھے بہت سے مندر یہاں پر تعمیر کئے گئے تھے۔ پرگمن اتھینے کی مانند تھا جہاں پولُس نے بڑے واشگاف الفاظ میں کہا۔

۱۷: ۱۶، ۲۲۔

"تُم ہر بات میں دیوتاؤں کے بڑے ماننے والے ہو"

"شہر کو بُتوں سے بھرا ہوُا دیکھ کر اُس کا جی جل گیا"

پرگمن نہ صرف بُتوں کے لحاظ سے بلکہ تہذیب و تمدن کے لحاظ سے بھی اتھینے کی مانند تھا۔ یہ تہذیب و تمدن کا مرکز تھا۔ پُرانے زمانے کا سب سے بڑا کتب خانہ یہاں پر تھا۔ اِس میں دو لاکھ کے قریب کتابیں تھیں جن میں سے اکثر و بیشتر اسی شہر ہی میں تصنیف و تالیف ہوئی تھیں۔ لفظ طومار یا (PARCHMENT) اِسی شہر کے نام سے اخذ کیا گیا ہے۔

یہ خط پرگمن کی کلیسیا کو لکھا گیا۔ اِس خط کا لکھنے والا ہمارا مبارک خداوند ہے وہی جس کے بارے میں ۱: ۱۶ میں مرقوم ہے "اُس کے منہ میں سے ایک دو دھاری تیز تلوار نکلتی تھی" اور یہاں پر وہ یُوں مخاطب ہے۔

۲: ۱۲ ۔ "جس کے پاس دو دھاری تیز تلوار ہے وہ فرماتا ہے کہ"

اس کے ساتھ عبرانیوں ۴: ۱۲ بھی پڑھیں۔

ہر خط میں یسُوع کا خطبہ کلیسیا کی حالت اور ضرورت کے مُطابق ہے۔ پرگمن کی کلیسیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہ تھی جو اپنی پلید اور گھنونی ذہانت سے کلیسیا کے ایمان اور اطوار کو ناپاک کئے ہوئے تھے۔ خُداوند نے ایسے لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے کا مصمّم ارادہ کر لیا اور اِس لئے وُہ یہی لقب استعمال کرتا ہے "جس کے پاس دو دھاری تیز تلوار ہے۔"

۱- تلوار - یہ خدا کا کلام ہے:- یہ مقابلہ کرنے کے لئے ہے اور حفاظت کے لئے بھی۔ یہ خُدا کے ہاتھ میں ہے جس سے وہ گناہ پر حملہ آور ہوتا ہے اور ایمان داروں کی حفاظت کرتا ہے۔

۲- یہ تیز تلوار ہے:- کوئی دل اس قدر سخت نہیں کہ وہ اِس کو زخمی نہ کر سکے۔ اور کوئی گانٹھ اس قدر مضبوط نہیں کہ وہ اِس کو کاٹ نہ سکے۔

"یہ رُوح اور جان اور بند بند اور گُودے کو جُدا کر کے گُزر جاتی ہے"

(عبرانیوں ۴: ۱۲)

۳- یہ دو دھاری تلوار ہے:- کوئی بھی اِس کے وار سے بچ نہیں سکتا۔ یہ ہر طرف سے اور ہر سمت سے حملہ کرتی ہے۔

۲: ۱۳ میں کلیسیا کے مسائل اور آزمائشوں کا ذکر ہے۔

"مَیں جانتا ہُوں"

خُداوند اپنے خادموں کے کاموں اور اُن کی خدمت سے بخوبی واقف ہے۔ اُنہوں نے شیطان کی تخت گاہ اور سکونت گاہ کے باوجود بھی ایسے کام کئے جن کے باعث اُن کی تعریف کی جا سکتی ہے۔ جن حالات کے تحت اُنہوں نے خدمت کی وہ ناقابلِ برداشت تھے۔ کئی علماء کے نزدیک رومی گورنر اپنے قہر و عتاب سے مسیحیوں کو بہت دُکھ دیا کرتا تھا۔ خُداوند اُن کی تعریف کرتا ہے کہ وہ اُس کے نام پر قائم ہیں۔ تو میرے نام سے شرماتا نہیں تُو انجیل سے نہیں شرماتا۔ تو میرے نام سے منسوب ہونا اپنے لئے عزّت کی بات سمجھتا ہے۔

وہ خُداوند پر ایمان رکھنا اپنا فخر سمجھتے تھے۔ انتپاس کی مثال قابلِ غور ہے اِس پر ہم پہلے حصّہ میں غور کر چکے ہیں۔ اُس کا نام صرف چڑانے کے لئے رکھا گیا تھا۔ اُس کو تنگ اور زچ کرنے کے لئے اس نام سے پکارا جاتا تھا کہ وہ سب کے خلاف ہے۔ وہ مضبوط چٹان پر کھڑا تھا جس کو مفتوح نہیں کیا جا سکتا۔

۲: ۱۴ "مجھے چند باتوں کی تجھ سے شکایت ہے"

خداوند اپنے خطبہ میں شکایت کرتا ہے۔ "تُو نے مجھے شکایت کا موقع دیا ہے"
کون سے امور تھے جن کے برخلاف خداوند کو شکایت ہے۔
(۱) "... تیرے ہاں بعض لوگ بلعام کی تعلیم ماننے والے ہیں جس نے بلق کو بنی اسرائیل کے سامنے ٹھوکر کھلانے والی چیز رکھنے کی تعلیم دی یعنی یہ کہ وہ بتوں کی قربانیاں کھائیں اور حرامکاری کریں" ۲:۱۴
اُنکی تعلیم یہ تھی کہ جو کچھ بتوں کے سامنے رکھا جاتا ہے اُس کو لینا اور کھانا حرام نہیں ہے اور حرامکاری گناہ نہیں ہے۔
گنتی ابواب ۲۲-۲۵ کا مطالعہ کریں۔ آپ اِس سے واقف ہو جائیں گے۔
"اور اسرائیل شطیم میں رہتے تھے اور لوگوں نے موابی عورتوں کے ساتھ حرامکاری شروع کر دی کیونکہ وہ اُن لوگوں کو اپنے دیوتاؤں کی قربانیوں میں آنے کی دعوت دیتی تھیں اور یہ لوگ جا کر کھاتے اور اُن کے دیوتاؤں کو سجدہ کرتے تھے (گنتی ۲۵: ۱-۲)
خداوند کو اِس کلیسیا کے برخلاف یہ شکوہ تھا کہ اُن میں سے بعض اِس گناہ میں گرفتار تھے۔ وہ اِس گناہ کے بارے میں ہرگز شرمسار نہ تھے۔
(۲) ۲: ۱۵ "چنانچہ تیرے ہاں بھی بعض اسی طرح نیکلیوں کی تعلیم کے ماننے والے ہیں"
اس بدعتی فرقہ کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے۔ تاہم مزید یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ مسیح میں ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ وہ مسیحی نام رکھتے تھے۔ حرامکاری اور بدکرداری کی زندگی بسر کرنا گناہ نہیں سمجھتے تھے۔ اِفسس کی کلیسیا نیکلیوں کے کاموں سے نفرت رکھتی تھی۔ جیسے ہمارا خداوند نیکلیوں سے نفرت رکھتا ہے (۲: ۶)
یہ فرقہ جنسی خواہشات کی تکمیل کو مذہب کا نام دیتا تھا۔ وہ مذہب کی آڑ میں اپنی جنسی خواہشات کو پورا کرتے تھے۔
وہ دُوسروں کو بھی ایسا کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ کہتے تھے "خیر سگالی"

کچھ نہیں بگڑے گا۔
یہ ڈانواں ڈول لوگ تھے۔ کلیسیا ایسے لوگوں کے بارے میں لاپرواہ تھی اُن کے گُناہوں کے باعث اُن کو مذمت کرنے کی بجائے خاموشی اختیار کی ہوئی تھی۔
یہ کلیسیا کی رُوحانی کمزوری کا نشان تھا۔ وُہ موت کے دہانہ پر کھڑے تھے۔
۱۶:۲ - "پس توبہ کر"
کلیسیا کو تساہل اور لاپرواہی کے گُناہ سے توبہ کرنے کی ضرورت تھی۔ جہاں گنہگاروں کو توبہ کرنے کی ضرورت ہے وہاں پر مقدسین کو بھی توبہ کرنے کی ضرورت ہے
بعض لوگ موت کے مُنہ میں ہیں۔ ڈانواں ڈول ہیں۔ کلیسیا خاموش ہے۔ اس خاموشی سے توبہ کرنے کی ضرورت ہے۔

توبہ نہ کرنے والوں کو آگاہی

"... نہیں تو میں تیرے پاس جلد آکر اپنے منہ کی تلوار سے اُن کے ساتھ لڑونگا۔"
۱۶:۱ - اُس کے مُنہ میں سے ایک دو دھاری تیز تلوار نکلتی تھی۔" وُہ جو اکٹھے مل کر گُناہ کرتے ہیں اُن کو اکٹھے مل کر توبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ شخصی گُناہ کے لئے ایک شخص کو توبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ خاندانی گناہ کے لئے خاندان اور کلیسیائی گناہ کے لئے کلیسیا توبہ کرے۔ یاد رہے اِس کلیسیا کو تساہل کے گناہ سے توبہ کرنے کو کہا گیا ہے۔ اُنکے توبہ نہ کرنے کی صورت میں خداوند خود اُن کے ساتھ نبرد آزما ہو گا جنہوں نے اُس کی عظمت اور شان کے برخلاف محاذ آرائی کر رکھی ہے۔ وہ اپنے مُنہ کی تلوار سے، دو دھاری تیز تلوار سے اُن کے ساتھ جنگ کرے گا۔ یاد رہے کوئی تلوار اس قدر گہرے طور پر نہیں کاٹ سکتی جتنی مسیح کے مُنہ کی تلوار۔
اس سے پیشتر کہ خداوند ایسے لوگوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دے جو اسکی عظمت کے برخلاف جھنڈے گاڑے کھڑے ہیں وُہ کلیسیا کو خدمت کرلے کی دعوت دیتا ہے۔

حزقی ایل کی معرفت خُداوند کہتا ہے "۔ شریر تو اپنی بدکرداری میں مر جائے گا، لیکن اُس کے خون کی بازپُرس میں تجھ سے کروں گا۔" (حزقی ایل ۳: ۱۶-۲۱، ۳۳: ۸-۹)
خُداوند اپنے مُنہ کے کلام سے - دودھاری تیز تلوار سے کلام کے دشمنوں کا مقابلہ کرے گا۔ یہ بہت بڑی آگاہی ہے۔ کلیسیا کے لئے انتباہ ہے۔ خدا کی تلوار دیریا بدیر کام کرتی ہے اِس سے یا تو گنہگار تبدیل ہوکر راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں یا ہلاک ہوجاتے ہیں۔ ایمان لانے والے تبدیل ہوجاتے ہیں اور ایمان نہ لانے والے ہلاک ہو جاتے ہیں۔

۲: ۱۷۔ غالب آنے والے کا انعام سفید پتھر ہے۔ پوشیدہ من ہے۔

پوشیدہ من (عبرانیوں ۹: ۴-۵)
خُداوند اپنے عہد کی روٹی میں سے دیتا ہے۔ یہ ایماندار کا امتیازی حق ہے۔ کہ اُسے پوشیدہ من میں سے دیا جاتا ہے۔

سفید پتھر

گناہ سے بری ہونے کا نشان

اِس پتھر پر ایک نیا نام لکھا ہُوا ہے۔ سفید پتھر گُناہ کے جرم سے بَری ہونے کے نشان اور علامت کے طور پر دیا جاتا ہے۔ کالا پتھر جرم کے ثابت ہونے پر سزا کے نشان کے طور پر دیا جاتا ہے۔

نیا نام تبنّی کا نام ہے۔ اِس کا مطلب ہے کہ وہ خدا کا فرزند ہو گیا ہے۔ یہ خُدا کی فرزندیت کا نشان ہے۔ وہ جو تبنّی کی حیثیت حاصل کرتا ہے اس پر واجب ہے تبنّی کے عہد پر قائم رہے۔ ہم فرزند ہوکر خُدا کے وارث اور مسیح کے ہم میراث بن جاتے ہیں۔
یہ ایک بھید ہے۔ خُداوند اپنا بھید اُن پر ظاہر کرتا ہے جن کو پوشیدہ من اور سفید پتھر دیا جاتا ہے۔
اگر آپ ڈانواں ڈول ہیں تو یاد رکھیں یہ موت کا نشان ہے۔ خداوند میں پیوند اور پیوستہ رہیں۔ خداوند کے ساتھ وابستگی کا اظہار کریں۔ خُداوند کی رفاقت میں رہیں اُس کی قدرت میں غالب آئیں۔ وہ آپ کو پوشیدہ من اور سفید پتھر دے گا۔

تھواتیرہ ۲: ۱۸-۲۹

"اور تھواتیرہ کی کلیسیا کے فرشتہ کو یہ لکھ کہ خدا کا بیٹا جسکی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند اور پاؤں خالص پیتل کی مانند ہیں یہ فرماتا ہے کہ۔۔۔"

تاریخی پہلو :-

اب ہم تاریخ کے تاریک دور میں داخل ہونے ہیں۔

تھواتیرہ یونانی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی مطلب "قربانی" ہے تاریخ کے اس تاریک دور میں مسیح کی دیدنی کلیسیا سے ایک بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی۔ کلیسیا نے ابتداء ہی سے صرف ایک ہی اعلیٰ عظیم حتمی اور کامل اختیار کو تسلیم کیا اور "وہ خدا کا کلام" تھا۔ پاک رُوح کلام کے وسیلہ انسانی ضمیر سے ہمکلام ہوتا تھا۔ لیکن تاریک دور کے دوران کلیسیا سے ایک بہت بڑی غلطی کا ارتکاب ہُوا اِس کا اثر اب تک باقی ہے۔ اُس نے دو الفاظ کے اضافہ سے اپنے اختیار کے منبع یا ماخذ کو تبدیل کر دیا اُس کا اختیار "خُدا کے کلام" کے بجائے اَب خُدا کا کلام + روایت ہوگیا یعنی مجالس کے حکم نامے، تشبیہی علامات اور اس قسم کی دیگر باتیں۔ یہ سلسلہ بہت طویل اور پیچیدہ ہوگیا۔ بات یہاں تک پہنچ گئی کہ دیر یا بدیر کلیسیا نے اپنے آپ کو صحائفِ الٰہی کا مفسّر قرار دے دیا۔ ایسے کرنے والوں کی کئی سمتیں اور شاخیں نکل آتی ہیں۔ مثال کے طور پر کلام الٰہی میں صرف دو سیکرامنٹ کا ذکر ہے یعنی بپتسمہ اور عشائے ربّانی، لیکن چونکہ اختیار کا ماخذ یا منبع کلام کی بجائے کلام + روایت بنا دیا گیا تھا اس لئے اِن دو کے ساتھ اور بھی بہت سے اضافے ہونے لگے۔

اس کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ بعض اوقات ہم دس احکام کو خروج بیس ۲۰ باب کی بجائے استثنا بیس ۲۰ باب میں تلاش کرتے ہیں اور جب ہمیں

احکام کو دُہرانے کے لئے کہا جاتا ہے تو ہم دُوسرا حکم چھوڑ جاتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے
کلام کے ساتھ روایت کا اضافہ کر لیا ہے۔ یہی حال کہانت کا ہے۔ کلیسیا نے بعض
حالتوں میں "ایمانداروں کی کہانت" کو بدل کر ایک اور صورت دے دی ہے ہم
نے حقیقت سے پہلو تہی کر کے روزوں، زیارتوں، چلّوں، خیراتوں اور اعمالِ حسنہ
کو دے دی ہے۔ اور پھر ہم ان پر فخر بھی کرتے ہیں۔

ہمارے مُبارک خداوند کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ کلیسیا کو راستبازی
کے کاموں یا خیراتی کاموں سے سُبکدوش ہو جانا ہے۔

”میں تیرے کاموں اور محبّت اور ایمان اور خدمت اور صبر کو تو جانتا
ہوں اور یہ بھی کہ تیرے پچھلے کام پہلے کاموں سے زیادہ ہیں۔۔۔۔“ (۲: ۱۹-۲۰)

خُداوند کی شکایت یہ ہے کہ لوگ جان بوُجھ کر گمراہی کا راستہ اختیار کرتے
ہیں اس گمراہی میں حرامکاری اور بُتوں کی قربانیاں شامل ہیں۔ حرامکاری اور بُت پرستی
ہر دو میں ایک بات مشترک ہے۔ دونوں حقیقی کی بجائے غیر حقیقی کو جگہ دیتے ہیں۔
حرامکاری میں غیر حقیقی اور غلط شخص کو اور بُت پرستی میں غلط اور غیر حقیقی معبود کو
حقیقی اور اصلی کی جگہ دی جاتی ہے۔ یہ کلیسیا کے ڈانواں ڈول ہونے کا نشان ہے۔

ابنِ آدم کا فتویٰ سُنئے جو کلیسیاؤں کے بیچ میں پھرتا ہے۔

”مجھے تجھ سے یہ شکایت ہے کہ تُو نے اُس عورت ایزبل کو رہنے دیا ہے جو
اپنے آپ کو نبیہ کہتی ہے اور میرے بندوں کو حرامکاری کرنے اور بُتوں کی
قربانی کھانے کی تعلیم دے کر گمراہ کرتی ہے۔“

ایزبل کون تھی؟ کیا آپ جانتے ہیں؟

یہ اخی اَب بادشاہ کی ملکہ تھی۔ عہدِ عتیق میں یہ ایک بدترین کردار تھا۔
(۱۔سلاطین ۱۶: ۳۱-۳۲) اخی اب ایک ایسا مرد تھا جو بیوی کے سامنے
بولنے کی جُرأت نہ کر سکتا تھا۔ اس بدنام عورت کے بارے میں کلام کیا کہتا ہے
اُس نے اپنے آپ کو بعل کی نبیّہ کہا۔ اُس نے قربانی کا ایک سلسلہ قائم کیا اُس

نے کہانت کا بھی ایک سلسلہ قائم کیا۔ اُس نے خُدا کے سچے نبی کو بھی مجبور کیا یا وہ ہمیشہ اُس کے ظلم واستبداد کا نشانہ بنا۔ وہ قربانی اور کہانت کا سلسلہ قائم کر کے حرامکاری کی تعلیم دیتی تھی۔ اُس کے نزدیک حرامکاری گناہ نہ تھا۔ (اسلاطین الباب ۱۸-۱۹)

ایزبل کے سارے واقعہ کو پڑھیں اور پھر کلیسیائی تواریخ کے اس باب کا مطالعہ کریں جہاں خدا کے کلام کو اختیار کا واحد ماخذ ماننے کی بجائے اس میں روایت کا اضافہ کیا گیا۔ کلیسیا اپنے آپ مفتی سمجھنے لگی۔ کلیسیا نے خود کہانت کا ایک نیا سلسلہ ایجاد کیا۔ کلام میں آمیزش کرنے والوں نے خدا کے ایماندار بندوں اور بندیوں کو ستایا اور دُکھ دیا یعنی ایسے ایمانداروں کو جو خدا کے کلام کے حقائق پر ثابت قدم رہنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔

آؤ! ہم خداوند کے کلام پر قائم رہیں۔ یہ رُوح کی تلوار ہے۔ جہنم کی طاقتوں کے برخلاف نبرد آزما ہونے کے لئے یہ ہمارا واحد جارحانہ ہتھیار ہے جب خُدا کے فرزند خُداوند کی جنگوں میں رُوح سے معمور ہو کر رُوح کی تلوار لے کر آگے بڑھتے ہیں تو اُن کے لئے فتح یقینی امر ہے۔ ہم خدا کے کلام یعنی رُوح کی تلوار کو تھامے رہیں۔ اِس پیچیدہ اور جنگ کی لپیٹ میں آئے ہوئے جہان میں ہم خُداوند کے کلام کے غیور سپاہی بن جائیں۔ رُوح کی تلوار ہمیشہ ہمارے پاس رہے۔

رُوحانی پہلو

اِس کلیسیا کو خط لکھتے وقت خُداوند نے اپنا وہ نام استعمال کیا جو کسی اور جگہ استعمال نہیں کیا گیا۔ اِس نام میں ایک بے پناہ اختیار ہے۔ ایک ایسا اختیار جو دُوسرے ناموں پر فضیلت رکھتا ہے۔

۲: ۱۸ کے ساتھ ۱: ۱۴-۱۵ کا بھی مطالعہ کریں۔

اِس سے یہ مُراد ہے کہ یسُوع اس کلیسیا میں تمام اختیار کے ساتھ مسلح ہو کر آتا ہے۔ اُس کا اختیار خُدا کا سا اختیار ہے۔

اُس کی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند ہیں ۱ : ۱۴

وُہ ہر ایک چیز کو اندر سے دیکھتا ہے۔ وہ ہر ایک چیز۔ ہر ایک شخص اور ہر ایک کلیسیا کو بغور دیکھتا ہے۔

اس کے پاؤں خالص پیتل کی مانند ہیں۔ ۱ : ۱۵

پیتل مضبوط دھات ہے۔ لہٰذا مسیح اپنے مقصد میں لاتبدیل ہے۔ وہ دشمن کی تمام افواج کو کچلنے کے لئے زور آور ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ تھواتیرہ کی کلیسیا کس نے قائم کی؟ تھواتیرہ کے شہر میں ہم صرف ایک ہی شخص سے واقف ہیں اور وُہ ایک دیندار خاتون بنام لدیہ تھی۔ (اعمال ۱۶ : ۱۱-۱۵)

جب پولُس پہلے پہل مکدینہ (یورپ) میں آیا تو وہ فلپی کو گیا اس رومی بستی میں کوئی ہیکل نہ تھی لیکن شہر کے دروازے کے باہر ندی کے کنارے دُعا کی ایک جگہ تھی، پولُس وہاں گیا اور چند عورتوں کے ساتھ ہم کلام ہُوا۔ بظاہر یہ ایک معمولی سی عبادت تھی لیکن خداوند کی نگاہ میں یہ عبارت بہت بڑی اہمیت کی حامل تھی۔ اس عبادت میں خُداوند نے لدیہ کا دل کھولا۔ یہ ہونہار اور دیندار عورت تھواتیرہ کی رہنے والی تھی وہ قرمز بیچا کرتی تھی (اعمال ۱۶ : ۱۴)

یہ ممکن ہے کہ یہی عورت تھواتیرہ شہر میں کلیسیا قائم کرنے کا وسیلہ بنی ہو۔ اگرچہ خُداوند کا جو اختیار یہاں بیان کیا گیا ہے۔ اُس میں بڑا دبدبہ اور رعب ہے تاہم ہمارے خداوند کا دل نرم ہے۔ یوحنّا اپنے خُداوند کی جانب سے اِس کلیسیا کی چند ایک خوبیاں بیان کرتا ہے

۱۔ <u>میں تیری محبت کو جانتا ہوں۔</u>

وہ یہاں محبت کو دیکھتا ہے۔ محبت کی حرارت اور تپش جو اُسے اِفسُس کی بڑی

کلیسیا میں نظر نہیں آتی۔ اِس کلیسیا نے اپنی پہلی محبت قائم رکھی ہے۔ محبت خُداوند کے شاگرد ہونے کا امتیازی نشان ہے۔ یُوحنّا (۱۳: ۳۴، ۳۵)

۲۔ مَیں تیرے ایمان کو جانتا ہوں

ایک حقیقی مسیحی ایمان ضروری ہے۔ مسیح کے ساتھ رفاقت کی زندگی میں ایمان ایک دروازہ ہے۔ ایمان کے بغیر خُدا کو پسند آنا ناممکن ہے۔ (عبرانیوں ۱۱: ۶)

ایمان سے ہم زندہ رہتے ہیں۔

"راستباز ایمان سے جیتا رہے گا۔" (رُومیوں ۱: ۱۷)

اگر یسُوع آپ کا دل پڑھ کر کہے کہ "مَیں تیرے ایمان کو جانتا ہوں۔" تو تم مبارک ہو۔ تم خدا کی بادشاہت میں ہو۔ تم بادشاہ کے فرزند یعنی شاہزادہ ہو۔

۳۔ مَیں تیرے صبر کو جانتا ہُوں

خداوند خود صبر کرنے والا ہے وہ صبر کو بڑی اہمیّت دیتا ہے۔ صبر سے مُراد ہے انتظار کرنے کی قوت۔ متوقع بھلائی کے لئے انتظار کرنے یا برداشت کرنے کی قوت۔

یسُوع صبر کرنے میں لاثانی ہے۔ وہ اپنے مشن اور مقصد کی تکمیل کے لئے صبر اور انتظار کرتا رہا۔ اُس کا مقصد دنیا کو نجات دینا ہے۔ وہ اپنے بےوفا شاگردوں کے ساتھ صبر سے پیش آیا۔ وہ صبر سے دُکھ برداشت کرتا رہا۔ اُس نے اپنے مخالفین کی برداشت کی۔ اُن کے بارے میں صبر کیا (عبرانیوں ۱۲: ۳) اس کلیسیا کے پاس صبر کا خزانہ تھا۔ یہ صبر، ایمان اور محبت کا پھل تھا۔ اگر ہم محبت کریں اور ایمان رکھیں تو یقیناً انتظار کریں گے صبر کریں گے اور دُکھ برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے

"مصیبت سے صبر پیدا ہوتا ہے اور صبر سے پُختگی۔" (رومیوں ۵: ۳-۴) ایذا رسانی برداشت کرنے والے صبر کرنے والے بن جاتے ہیں۔ رُوس اور دیگر اشتراکی ممالک کے رہنے والے مسیحیوں سے پوچھیں کہ صبر کیا ہوتا ہے۔ عبادت کا کیا مطلب ہے وہ آپ کو بتائیں گے ہم کیا بتا سکتے ہیں۔

۴ - میں تیری خدمت کو جانتا ہوں -

خدمت ایک خوبصورت لفظ ہے جس کی آواز میں موسیقی اور جس کے ہاتھوں میں شفا ہے - یہ خدمت اِس لئے مفید تھی کیونکہ اُس نے محبت میں جنم لیا تھا محبت اپنی ذات میں خود خدمت ہے - جب ہمارے دِلوں میں محبت ہو تو ہمارے ارادے مضبوط بنتے جاتے ہیں - محبت باعمل ہے - اگر محبّت کو کام کرنے دیا جائے تو کارہائے نمایاں ظہور پذیر ہوتے ہیں - جہاں محبت کار فرما اور حکمران ہے وہاں پُر فضل اور پُرشفا خدمت ہوتی ہے -

۵ - مَیں تیرے کاموں کو جانتا ہُوں -

"مَیں جانتا ہُوں کہ تیرے پچھلے کام پہلے کاموں سے زیادہ ہیں "

یہاں اِس کلیسیا کے بارے میں بڑی اور چھوٹی کی بات یہ ہے کہ وہ مفید ہونے کے لئے ترقی کرتے جاتے ہیں - اُن کے کام بڑے ہیں - کیونکہ ان کاموں کی پشت پر جو ارادہ اور محبّت ہے وہ عظیم ہے -

یہ کلیسیا محبت ایمان - خدمت اور صبر میں ترقی کرتی جاتی ہے - ان عظیم حقائق کے باوجود اُن کے برخلاف ایک شکایت ہے -

اُن کے درمیان ایک عورت تھی جو اپنے آپ کو نبیہّ کہتی تھی اور جس نے اپنی تعلیم سے اُن کو گمراہ اور ڈانواں ڈول کر دیا - یہ عورت اپنے آپ کو مسیحی کہتی تھی لیکن بہت سے برگزیدہ اُس کے باعث گمراہ اور برگشتہ ہوگئے - یہ عورت ایزبؔل کے نام سے پکاری جاتی ہے - دراصل یہاں پر اِس عورت کی بے راہ روی کے باعث اُسے ایزبؔل کہا جاتا ہے - اُس میں اور ایزبل میں کوئی فرق نہ تھا -

ایزبؔل کے بارے میں ہم غور کر چکے ہیں - وہ غیر یہودی تھی - صیدانیوں کے بادشاہ کی بیٹی تھی - خُدا کے لوگوں کی دشمن اور اُبھارنے والی عورت تھی - اُس نے اپنی گمراہی کے باعث خُدا کے لوگوں کو ڈانواں ڈول کر دیا - (۱ سلاطین ۱۸ : ۲۱)

۲ : ۲۱-۲۳ میں خداوند نے اِس عورت کے بارے میں بیان کیا -

۲ : ۲۳ خُداوند گُردوں اور دِلوں کا جانچنے والا ہے -

ہر ایک کو اُس کے کاموں کے موافق بدلہ دوں گا ۔

تاریخی ایزبل نے توبہ نہ کی اور اُس کا ہولناک انجام صاف ظاہر ہے لیکن جو کچھ میں اِس ایزبل کے ساتھ کرنے کو ہوں وہ اس سے بھی زیادہ ہولناک اور ہیبت ناک ہوگا ۔ اِس نبیّہ نے اپنے آپ کو مکمل طور پر گناہ کے قبضہ میں دے دیا ۔ گویا وُہ بدی کے ساتھ بیاہی گئی ۔

جس اختیار کے ساتھ خداوند نے کلام کیا کوئی اور ایسا نہیں کر سکتا ۔ وہ اپنے اختیار میں لاثانی ہے ۔

" اور لوگ اُس کی تعلیم سے حیران ہوئے کیونکہ وہ اُن کو فقیہوں کی طرح نہیں بلکہ صاحبِ اختیار کی طرح تعلیم دیتا تھا "

خداوند اِس بدی میں گرفتاروں کو توبہ کی دعوت دیتا ہے ۔ وہ اُن کو واپس آنے کی دعوت دیتا ہے جن کا ایمان جاتا رہا ہے ۔ وہ ڈانواں ڈول لوگوں کو ثابت قدمی کی دعوت دیتا ہے ۔

باقی لوگ

یہ وہ ہیں جنہوں نے اِس بے دین اور گمراہ عورت کے گمراہ کُن منصوبوں کی پیروی نہیں کی ۔ اُنھوں نے اِس کی سُننے سے انکار کیا ۔ وہ اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہے ۔ وُہ کہتا ہے ۔ " تُم پر اَور بوجھ نہ ڈالوں گا "

خُداوند مُسلسل کلام کرتا رہتا ہے ۔ وہ اِس زمانہ میں بھی ہر ایک کلیسیا سے کلام کرتا ہے ۔ زندہ مسیح پاکستانی کلیسیا سے مخاطب ہے اور کہتا ہے کہ پاکستان کی کلیسیا تمام بدعات کا ڈٹ کا مقابلہ کرے ۔ خُداوند اوّل درجہ چاہتا ہے ۔ وہ مرکزیت چاہتا ہے ۔ یہ اُس کا مقام ہے ۔

بدعتی تعلیمات خداوند کے درجہ کو کم کر دیتی ہیں ۔ وُہ خدا کی نہیں بلکہ شیطان کی گہری باتیں ہیں ۔ اس کے بارے میں خبردار رہنے کی ضرورت ہے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے ۔

توبہ کرنے والوں کے ساتھ دوگنا وعدہ

۱۔ "مَیں اُس کو صُبح کا ستارہ دُوں گا" ۲ : ۲۸

یہ صُبح کا ستارہ یسُوع کے سوا اور کوئی نہیں ۔ وہ جو توبہ کرتے ہیں اپنے دِلوں میں یسُوع کو سکونت اور حکُومت کرتے پائیں گے ۔ اُس نام میں ایک غیر معمولی اہمیت ہے ۔ وہ تاریکی کا دَور تھا ۔ ایذا رسانی کی تلخی بعض لوگوں کے سورج کو چھپا رہی تھی ۔ یسُوع کے دل میں سکونت کرنے سے وہ نُور حاصل کرتے ہیں جس طرح وہ تھوا تیرہ کے لوگوں کے لئے نور تھا وہ ہمارے لئے بھی نُور ہے ۔ ہم نُور کے فرزندوں کو اِس نا اُمّید جہان کے لئے نُور کے فرزند بننا ہے ۔

"... اور ہم اُس کے پاس آئیں گے اور اُس کے ساتھ سکونت کریں گے"

۲۔ قوموں پر اختیار ۔ ۲ : ۲۶ ، ۲۷

یہ اختیار یسُوع کا ہے اور وہ فرمانبرداروں کو بھی یہ اختیار بخشتا ہے ۔

(زبُور نمبر ۲)

لوگ خداوند کے اِس اختیار کو تسلیم کرتے ہیں ۔ اُس کی سُن کر لوگ چلّا اُٹھتے ہیں

"وہ اختیار کے ساتھ تعلیم دیتا ہے"

"اس کی آواز بڑی ہے" ۱ : ۱۰ "اُس کی آواز زور کے پانی کی سی تھی" ۱ : ۱۵

اس کی آواز میں زور ہے ۔ قدرت ہے اور اُس کی آواز میں اختیار ہے ۔

"انسان نے کبھی ایسا کلام نہیں کیا"

یہ خداوند کے دُشمنوں کا بیان ہے

"وہ کام اور کلام میں قدرت والا نبی ہے"

اُس کے اختیار کے سامنے بدروحیں بھاگ جاتی ہیں ۔ مُردے قبروں میں سے نکل آتے ہیں ۔ یہ رُوحانی اختیار ہے ۔ کون خداوند کے اختیار کا مقابلہ کر سکتا ہے کسی انسان کا خداوند یسُوع مسیح کے ساتھ مقابلہ یا موازنہ کرنا خدا اور انسان کے

درمیان مقابلہ کرتا ہے۔ خداوند اپنے فرمانبرداروں کو روحانی اختیار بخشتا ہے۔ ہر توبہ کرنے والے کے ساتھ اِس اختیار کا وعدہ ہے۔

"جو غالب آئے اور جو میرے کاموں کے موافق آخر تک عمل کرے میں اُسے قوموں پر اختیار دوں گا اور وہ لوہے کے عصا سے اُن پر حکومت کرے گا جس طرح کہ کمہار کے برتن چکنا چور ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے بھی ایسا اختیار اپنے باپ سے پایا ہے۔"

یہ اختیار صرف اُن کو بخشا جاتا ہے جو ثابت قدم رہتے ہیں۔ ایمان کو تھامے رہتے ہیں۔ وہ جو ڈانواں ڈول اور متزلزل رہتے ہیں۔ وہ جو گمراہ کرنے والے منصوبوں کی طرف ہر ایک تعلیم کے جھوکے سے موجوں کی طرح اچھلتے بہتے رہتے ہیں اُن کے لئے یہ وعدہ نہیں ہے۔

ہم خداوند کا اُس کے قیمتی وعدوں کے لئے شکر کریں۔

نظرِ ثانی

مطالعہ سوم

۱۔ تھواتیرہ کا لغوی مطلب کیا ہے۔ اِس مطلب کا اطلاق پاکستانی کلیسیا پر کیونکر ہوتا ہے ؟
۲۔ پرگمن کا لغوی مطلب کیا ہے۔ اُس سے ہم کیا سیکھتے ہیں ؟
۳۔ کس لحاظ سے یہ دونوں کلیسیا میں ڈانواں ڈول تھیں ؟
۴۔ انتپاس کون تھا ؟ اُس کے نام کا کیا مطلب ہے ؟ وہ کلیسیا میں کونسے لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے ؟
۵۔ بدعات کے سلسلہ میں نکایاہ کا عقیدہ کون سا مقام رکھتا ہے ؟ آپ اس سے کیا سیکھتے ہیں ؟
۶۔ غالب آنے والوں کے ساتھ کون سا وعدہ کیا گیا ہے ؟
۷۔ بلعام، نیکلیوں اور ایزبل کن لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ پاکستانی کلیسیا کے لئے کونسا چیلنج ہے ؟
۸۔ تھواتیرہ کی کلیسیا کے ساتھ لدیہ کا کیا تعلق ہے ؟ کیا پاکستانی خواتین کلیسیا میں بیداری کا سبب بن سکتی ہیں۔ ہماری کلیسیا میں اُن کا کیا مقام ہے ؟
۹۔ ایمان اور اعمال کا آپس میں کیا تعلق ہے ؟
۱۰۔ "میں تیرے ایمان کو جانتا ہوں" خداوند کی اس سے کیا مُراد ہے ؟

زندہ مسیح بحران زدہ کلیسیا سے مخاطب ہے

۳: ۱-۱۳

مرکزی آیت

"جو غالب آئے میں اُسے اپنے خدا کے مُقدّس میں ستون بناؤں گا۔ وُہ پھر کبھی باہر نہ نکلے گا اور میں اپنے خدا کا نام اور اپنے خدا کے شہر یعنی اُس نئے یروشلیم کا نام جو میرے خُدا کے پاس سے آسمان سے اُترنے والا ہے اور اپنا نیا نام اُس پر لکھوں گا" (۳ : ۱۲)

ب ۱۔ اور سردیس کی کلیسیا کے فرشتہ کو یہ لکھ کہ جس کے پاس خُدا کی سات روحیں اور سات ستارے ہیں وہ یہ فرماتا کہ میں تیرے کاموں کو جانتا ہُوں کہ تُو زندہ کہلاتا ہے اور ہے مُردہ ۔

۲۔ جاگتا رہ اور اُن چیزوں کو جو باقی ہیں اور جو مٹنے کو تھیں مضبوط کر کیونکہ مَیں نے تیرے کِسی کام کو اپنے خُدا کے نزدیک پُورا نہیں پایا ۔

۳۔ پس یاد کر کہ تو نے کِس طرح تعلیم پائی اور سُنی تھی اور اُس پر قائم رہ اور تَوبہ کر اور اگر تو جاگتا نہ رہیگا تو مَیں چور کی طرح آجاؤنگا اور تجھے ہرگز معلوم نہ ہوگا کہ کِس وقت تجھ پر آپڑونگا ۔

۴۔ البتہ سردیس میں تیرے ہاں تھوڑے سے اَیسے شخص ہیں جنہوں نے اپنی پوشاک آلودہ نہیں کی ۔ وہ سفید پوشاک پہنے ہُوئے میرے ساتھ سَیر کرینگے کیونکہ وہ اِس لائق ہیں ۔

۵۔ جو غالِب آئے اُسے اِسی طرح سفید پوشاک پہنائی جائیگی اور میں اس کا نام کِتابِ حیات سے ہرگز نہ کاٹونگا بلکہ اپنے باپ اور اُس کے فرشتوں کے سامنے اُس کے نام کا اقرار کرونگا ۔

۶۔ جسکے کان ہوں وہ سُنے کہ رُوح کلیساؤں سے کیا فرماتا ہے ؂

۷۔ اور فلدِلفیہ کی کلیسیا کے فرشتہ کو یہ لکھ کہ جو قدوس اور برحق ہے اور داؤد کی کنجی رکھتاہے جس کے کھولے ہوئے کو کوئی بند نہیں کرتا اور بند کئے ہُوئے کو کوئی کھولتا نہیں وہ یہ فرماتا ہے کہ ؂

۸۔ مَیں تیرے کاموں کو جانتا ہُوں (دیکھ مَیں نے تیرے سامنے ایک دروازہ کھول رکھا ہے۔ کوئی اُسے بند نہیں کرسکتا) کہ تجھ میں تھوڑا سا زور ہے اور تونے میرے کلام پر عمل کیا ہے اور میرے نام کا انکار نہیں کیا ؂

۹۔ دیکھ میں شیطان کے اُن جماعت والوں کو تیرے قابُو میں کردُونگا جو اپنے آپ کو یہُودی کہتے ہیں اور ہیں نہیں بلکہ جھوٹ بولتے ہیں۔ دیکھ میں ایسا کرونگا کہ وہ آکر تیرے پاؤں میں سجدہ کرینگے اور جانینگے کہ مجھے تجھ سے محبت ہے؂

۱۰۔ چُونکہ تُونے میرے صبر کے کلام پر عمل کیا ہے اِس لئے مَیں بھی آزمایش کے اُس وقت تیری حفاظت کرُونگا جو زمین کے رہنے والوں کے آزمانے کے لئے تمام دُنیا پر آنے والا ہے ؂

۱۱۔ مَیں جلد آنے والا ہُوں ۔ جو کُچھ تیرے پاس ہے اُسے تھامے رہ تاکہ کوئی تیرا

۱۲۔ تاج نہ چھین لے ؂ جو غالِب آئے مَیں اُسے اپنے خدا کے مقدِس میں ایک ستُون بناؤنگا۔ وہ پھر کبھی باہر نہ نِکلیگا اَور مَیں اپنے خدا کا نام اور اپنے خُدا کے شہر یعنی اُس نئے یروشلیم کا نام جو میرے خدا کے پاس سے آسمان سے اُترنے والا ہے اور اپنا نیا نام اُس پر لِکھُونگا ؂

۱۳۔ جس کے کان ہوں وہ سُنے کہ رُوح کلیساؤں سے کیا فرماتا ہے ؂

مطالعہ چہارم

زندہ مسیح بحران زدہ کلیسیا سے مخاطب ہے

۳ : ۱ - ۱۳

اِن آیات میں دو کلیسیاؤں کے نام خط ہے۔
سردیس کی کلیسیا اور فلدلفیہ کی کلیسیا - ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ دونوں ایک لحاظ سے بحران زدہ تھیں۔ اُن کی مشکلات اور مسائل اَن گنت تھے تاہم یہ یاد رہے کہ ہمارا خداوند بحرانوں پر غالب آنے والا خداوند ہے وہ کونسا طوفان ہے۔ وُہ کونسی آندھی ہے جو اُس کے سامنے دم مار سکتی ہے۔ وہ اپنے کلام سے طوفانوں کو روک دیتا ہے آندھی کو حکم دیتا ہے۔
بحران تو ہے لیکن خوشی کی خبر یہ ہے کہ ہمارا خداوند فاتح ہے۔
دوسری طرف کلیسیا ایک خطرہ سے دوچار تھی۔ وہ قلیل جماعت تھی اور اقلیت ہونے کے باعث اُن کو ڈرایا اَور دھمکایا جاتا تھا۔ یاد رہے ہمارے مبارک خداوند نے بڑی صفائی سے کہہ دیا تھا۔
"اَے چھوٹے گلّے نہ ڈر کیونکہ تمہارے باپ کو پسند آیا کہ تمہیں بادشاہی دے"۔ لوقا ۱۲ : ۳۲
اقلیت ہونا پریشانی اَور خوف کی بات نہیں ہے۔
کلیسیا اِس لئے بھی بحران زدہ تھی کیونکہ اُن کا پیغام دنیا کے خیال کے مطابق نہ تھا۔ کلیسیا نے جو تعلیم لوگوں کو دی وہ نرالی اور انوکھی ہونے کے ساتھ بعض لوگوں کی سمجھ سے بھی بعید تھی۔ مسیحوں کو خداوند نے ایک امتیازی حیثیت بخشی ہے جس کے باعث وہ دنیا والوں سے سمجھوتہ نہیں کر سکتے۔

ہم اِن خطوط میں بڑی صفائی کے ساتھ دیکھیں گے کہ حالات کی پیچیدگی کے باوجود بھی زندہ خداوند اپنے لوگوں کے ساتھ ہے اور وہ کبھی اُن سے دست بردار نہیں ہوتا۔

سردیس

"اور سردیس کی کلیسیا کے فرشتہ کو یہ لکھ کہ جس کے پاس سات روحیں ہیں اور سات ستارے ہیں وہ یہ فرماتا ہے کہ میں تیرے کاموں کو جانتا ہوں کہ تو زندہ کہلاتا ہے اور ہے مُردہ۔"

تاریخی جائزہ

سردیس یونانی زبان کا لفظ ہے جس کا لُغوی مطلب "بقیہ" ہے جسکے پاس سات رُوحیں ہیں۔اِس کا مطلب یہ ہے پاک رُوح اپنی معموری اور بھرپوری کے ساتھ کام کرتا ہے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ سولہویں[16] صدی میں خدا نے ایمان کے بڑے بڑے عظیم سُورما برپا کئے۔ اُن کے نام یاد کر کے ہمارے دِل جوش سے بھر جاتے ہیں۔ فرانسیسی جان کیلون۔ سوئٹزرلینڈ کا ذونگلی۔سکاٹ لینڈ کا ناکس جس کے یہ الفاظ ناقابل فراموش ہیں۔

"مجھے سکاٹ لینڈ دے یا موت"

مارٹن لُوتھر جو آگسٹینی پروہت تھا جرمنی کی یونیورسٹی وٹن برگ کا معلم تھا۔ خدا نے اپنی کلیسیا کی بحالی کے لئے اِن کو برپا کیا۔ تاکہ کلام کا اختیار بحال ہو جائے۔ کیا ہُوا؟ پروٹسٹنٹ بغاوت زوروں پر تھی۔

کیا اِس سے یہ مراد ہے کہ یورپ میں ایک حقیقی روحانی بیداری تھی؟ ہرگز نہیں "تو زندہ کہلاتا ہے اور ہے مُردہ"

آپ جانتے ہیں کہ اِن چند گذشتہ صدیوں میں پروٹسٹنٹ تحریک کو کیا ہُوا ہے؟

صرف نام باقی رہ گیا ہے۔ نام اور صرف نام۔ جب سوال پوچھا جاتا ہے۔ آپ مسیحی ہیں تو جواب ملتا ہے
میں لوتھرن ہوں میں کیلونسٹ ہوں میں پریسبٹرین ہوں۔ میں میتھوڈسٹ
ہوں وغیرہ۔ شاید وہ لوتھر کیلون اور جان ویسلی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ کلیسیائی
تواریخ کے اوراق الٹ کر دیکھئے کہ اِن لوگوں نے کون سی جنگیں لڑی ہیں۔ اُنہوں نے اپنا
خون بہایا ہے۔ اُن کی روحانی جدو جہد پر غور کریں۔ دنیا میں پروٹسٹنٹ مختلف صورتوں
میں چھائے ہوئے ہیں لیکن صرف نام باقی ہے۔ "تو زندہ کہلاتا ہے"
ابنِ آدم کے عدالتی فتوےٰ کی روشنی میں تُو قریب المرگ نہیں بلکہ مُردہ
ہے۔ (افسیوں ۲:۱)

خداوند کا شکر ہے کہ یسوع مسیح کی انجیل انسانی یا کلیسیائی توہمات کی پابند نہیں ہے۔
خداوند کی خوشخبری قائم رہتی ہے۔ ہمارا نجات دہندہ لاتبدیل ہے۔ وہ کل۔ آج بلکہ ابد تک
یکساں ہے۔

اگر آپ اپنی نجات کے لئے کلیسیائی رکنیت پر بھروسہ کرتے ہیں تو یاد رکھیں
نجات کا تعلق صرف خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانے پر ہے۔

"اعمال ۱۶: ۳۱، اعمال ۴: ۱۲"

اگر خداوند کا نام آپ کے نزدیک بہت ہی بیش قیمت ہے تو آپ اِس نام کو
دنیا کے کونے کونے تک مشہور کرنے کے لئے کیا کر رہے ہیں۔

"اور تم میرے گواہ ہوگے" اعمال ۱:۸

کیا آپ لفظ گواہ کا مطلب جانتے ہیں۔

یہ ایک اینگلو سیکسن لفظ ہے GEWITNES جس کا مطلب ہے "جاننا"۔
میں یسوع مسیح کو جانتا ہوں میں اُسے شخصی نجات دہندہ کے طور پر جانتا ہوں۔

اِس لئے میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جب تک مجھ میں سانس اور دم باقی ہے خداوند کی
گواہی دینا مجھ پر لازم اور واجب ہے۔ یہ ایک ناگزیر حقیقت ہے۔

اِس خط کے لکھتے وقت سردیس ایک قدیم اور مشہور شہر تھا۔ اپنی دولت اور نجات

کے لحاظ سے یہ شہر بہت ناموَر تھا۔
تین اطراف سے یہ شہر پہاڑوں میں گھرا ہوا تھا اور چوتھی سمت اِس قدر تنگ تھی کہ مُٹھی بھر لوگ ہزاروں کا مقابلہ کر کے شہر کی محافظت کر سکتے تھے۔ گویا یہ شہر چاروں طرف سے محفوظ تھا یوں وہ اپنے آپ کو ناقابلِ تسخیر سمجھتے تھے۔ اِس شہر پر بہت حملے ہوتے رہے وہ اپنے آپ پر بھروسہ کرنے کی وجہ سے لاپرواہ ہو گئے یہاں تک کہ اُن کی قوّت کمزوری میں تبدیل ہو گئی۔ اِس کلیسیا کی بہُت شہرت تھی لیکن خط میں اُن کی کوئی تعریف نہیں کی گئی۔ آفرین کا کوئی لفظ نہیں ہے۔

روحانی پہلو

ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کلیسیا مشہور تھی۔ شہر میں کوئی اجنبی یا مسافر با آسانی اِس کلیسیا کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتا تھا۔ یہ اچھی بات ہے کہ لوگ ہماری کلیسیا اور ہمارے عبادت خانہ کے بارے میں جانتے ہوں۔ یہ کلیسیا ایک ایسے نام سے مشہور تھی جس میں دلکشی اور جاذبیت ہے۔ زندہ کلیسیا۔ ۳:۱

اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی وقت یہ کلیسیا زندہ ہوگی۔ عبادت کی وجہ سے خیرات کی وجہ سے بیواؤں اور یتیموں کی خبرداری کرنے کے بارے میں۔ اگر آپ افِسس کی کلیسیا سے علیحدگی کی سند لیکر سردیس چلے جاتے تو آپ کا پاسبان اِسی کلیسیا میں رکنیت حاصل کرنے کا سفارشی خط آپ کو دیتا۔ اگر آپ کاروباری سلسلہ یا کسی اور سلسلہ میں اتوار کے دن سردیس میں ہوتے تو یقیناً اِس کلیسیا کے ساتھ مِل کر عبادت کرتے۔ اس عبادت کے دوران آپ کو معلوم ہوتا کہ وہ کلیسیا زندہ کہلاتی ہے لیکن ہے مُردہ۔ وہ زندہ مسیح کے ساتھ ملحق اور منسوب ضرور تھی لیکن صرف برائے نام۔ یہ کلیسیا اِنسان کی نظروں میں زندہ تھی لیکن خداوند کی نگاہوں میں مُردہ۔ بظاہر اُس کی عبادت اور دیگر کلیسیائی رسومات سب کچھ ٹھیک نظر آتا تھا باہر سے آنے والے بہت متاثر ہوتے تھے لیکن خداوند باطن پر نظر کرتا ہے۔ خداوند انجیر کے درخت کے پاس آیا اور اُس میں پتوں کے سوا اور کچھ نہ

پاکر ایوس ہُوا - یہ المیہ ہے ۔ یہ بحران ہے - ایمان بغیر اعمال کے مُردہ ہے اَور جسم رُوح کے بغیر مُردہ - دینداری کی وضع قُدرت کے بغیر مُردہ ہے - رُوح اَور سچائی کے بغیر عبادت مُردہ ہے - محبت کے بغیر خیرات موت ہے - پاک رُوح کی قوت اَور زور کے بغیر کلیسیائی پروگرام بے سُود ہیں - رُوح کی معموری کے بغیر پیغامات بے اثر ہیں - غیر نجات یافتہ لوگوں کے لئے بوجھ اَور محبت روحانی زندگی کی علامات ہیں - جس کلیسیا کے پاس بشارت کے پروگرام نہیں وہ کلیسیا مُردہ ہے -

سردیس کی کلیسیا کو دوسری کلیسیاؤں کی مانند تکالیف نہ تھیں دوسری کلیسیاؤں میں بعض اراکین نے اپنی جانیں قربان کر دیں لیکن یہاں یہ حال نہ تھا - دُوسری کلیسیائیں بدعتی اُستادوں کی وجہ سے دُکھ اُٹھاتی تھیں لیکن یہاں یہ بات نہ تھی تھواتیرہ کی کلیسیا میں ایزبل دُکھ کا باعث بنی ہوئی تھی یہاں یہ حالت نہ تھی یہ کلیسیا ہردو اندرونی اَور بیرونی دشمنوں سے محفوظ تھی - اس کو کوئی ستانے والا نہ تھا - یاد رہے کلیسیا کے بدترین دشمن وہ ہیں جو اُس کے دامن میں پرورش پاتے ہیں -

کلیسیا کیوں مُردہ تھی ؟

” تو زندہ کہلاتا ہے اَور ہے مُردہ “

یہی سب سے بڑی مصیبت تھی - زندگی حسین ہے - زندگی مسکراتی - گاتی اَور محبت کرتی ہے لیکن موت سب سے زیادہ بھیانک ہے - جب خداوند نے کہا ”تو زندہ کہلاتا ہے اَور ہے مُردہ“ خداوند نے سب کچھ کہہ دیا اب ہماری سمجھ میں آ گیا کہ کیوں اُس کو ستایا نہیں جاتا تھا - جنگ زندوں کے ساتھ کی جاتی ہے - مُردوں کے ساتھ نہیں - قبرستان میں کَون فوجیں لے کر جنگ کرنے چلا جاتا ہے -

یہ کلیسیا کس طرح مُردہ بن گئی ؟

اِس کو بیرونی دشمنوں نے نہیں مارا -

کوئی کلیسیا بیرونی دشمنوں کے باعث نہیں مر سکتی - کلیسیا کی تاریخ گواہ

ہے کہ کلیسیا کبھی بیرونی دشمنوں کے باعث نہیں مری۔

ابتدائی زمانہ میں جب اہل یہود نے کلیسیا کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش کی وہ ناکام ہو گئے۔ جب رومیوں نے ایسا کرنے کی کوشش کی انہوں نے مُنہ کی کھائی اور صرف یہی نہیں بلکہ تین صدیوں بعد کلیسیا یہاں تک کامیاب اور فتح مند ہوئی کہ رومی عقاب کی جگہ صلیب نصب کی گئی۔

"اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے" کے مصداق کلیسیا اپنے افراد کی وجہ سے مر گئی۔ کلیسیا زندہ ہے جب کلیسیا کے اراکین شخصی طور پر زندہ ہیں۔ شائد ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم غیر نجات یافتہ لوگوں کے ساتھ ایک مضبوط کلیسیا قائم کر سکتے ہیں۔ ہم گلی سڑی لکڑی کے ساتھ ایک اچھا مکان تعمیر نہیں کر سکتے۔ سردیس کی کلیسیا مُردہ اراکین کے ساتھ کلیسیا کو زندہ بنانے کی کوشش کر رہی تھی۔

مثال: ایک پاسبان نے ایک ٹوکری لی اور اُس کو ڈھانک کر پلپٹ کے سامنے رکھا۔ موت کے مضمون پر ایک درس دیا اور کہا ہم اِس مُردہ کا جنازہ پڑھیں گے جنازے کے بعد پاسبان نے کہا ہم باری باری اِس لاش کو دیکھیں گے۔

پاسبان نے اُس خالی ٹوکری میں ایک آئینہ نصب کیا ہُوا تھا۔ ہر ایک نے باری باری اُس کو دیکھا۔

آپ کے خیال میں اُنہوں نے کیا دیکھا؟

آپ بتائیں۔ اپنا آپ۔ اپنی شکل

اگر ہم میں سے ہر ایک یہ محسوس کرتے کہ ہم مُردہ ہیں تو یاد رہے خداوند مُردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے۔ افسیوں ۲:۱

وہ کیسے مر گئے؟

جس طرح یہ شہر اپنے آپ پر بھروسہ کرنے سے لاپرواہ ہو گیا اور اپنی موت آپ مر گیا یہ کلیسیا اپنے آپ کو زندہ سمجھتی تھی اور وہاں پہنچ گئے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو کامل

سمجھنے لگے۔ وہ یہ بھول گئے کہ ہم نشانہ کی طرف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔

۲:۲ "میں نے تیرے کسی کام کو اپنے خدا کے نزدیک پُورا نہیں پایا"

پورا نہیں پایا۔ کامل نہیں پایا۔ اِس کا مطلب ہے تکمیل پذیر ہونا۔ اِس کو پورے طور پر سمجھنے کے لیۓ متی ۳:۱۵ اور رومیوں ۱۳:۸ کا مطالعہ کریں بعض کے نزدیک اِس کا ترجمہ یوں بھی کیا جا سکتا ہے۔

"خدا کی نگاہ میں تیرے کام پایہ تکمیل (ثبوت) تک نہیں پہنچے"

عبادت اور دیگر کلیسیائی سرگرمیوں کا مقصد پایہ ثبوت تک نہیں پہنچا۔ سردیس کی کلیسیا کا کام مشن اور رسالت نامکمل اور ادھوری ہے۔

اِس کلیسیا کا نام تو اچھا ہے "زندہ" لیکن یہ کلیسیا ایک نہایت ہی اہم حقیقت کو فراموش کر گئی۔ خدا کی منظوری یا خدا کا مقبول ہونا۔ وہ خدا کی نظروں میں مقبول نہ ٹھہر سکے۔ برعکس اِس کے خدا نے اُن کی ملامت کی۔

یہ زمانہ خود ستائی کا ہے۔ ہر ایک اپنی تعریف چاہتا ہے۔ ہم کسی نہ کسی طرح تعریف کے متلاشی رہتے ہیں۔ بڑے بڑے ناموں میں طویل تعارف ہیں وغیرہ بہت سی کلیسیائیں اپنی کلیسیائی طاقت بڑھانا چاہتی ہیں لیکن اُن کے پاس بشارت کا کوئی جوش یا سرگرمی نہیں ہے۔

ودئم اُن کو پتہ بھی نہ رہا کہ وہ مر گئے ہیں۔ وہ بے خبری میں مر گئے وہ خیال کرتے تھے کہ ابھی زندہ ہیں اور اِسی زعم میں وہ مر گئے۔ لاپرواہی اور بے خبری میں اُن کی کلیسیائی زندگی زلزلہ کا شکار ہو گئی۔

سمسون کی مثال

سمسون نے خدا کی رفاقت اور خدا کے زور اور قوت کو کھو دیا حالانکہ وہ سمجھتا تھا کہ خدا اُس کے ساتھ ہے جب وہ بحران کا شکار ہوا تو اُس نے پہلے کی مانند حرکت کرنے کی کوشش کی۔

"........ میں اور دفعہ کی طرح باہر جا کر اپنے آپ کو جھٹکوں گا لیکن اُسے خبر

تھی کہ خداوند اُس سے الگ ہو گیا ہے" قضاۃ ۱۶ : ۲۰

ایک وقت تھا جبکہ اُس کی ہر ایک کوشش فتح مندی کا رُوپ دھار لیتی تھی اپنے آپ کو ہلانا اُس کے دشمن کی موت بن جاتا تھا اب ایسے نہ ہُوا وہ اپنے آپ کو دوسروں کی مانند کمزور پاکر حیران رہ گیا۔ فتح مندی کا خیال کرتے ہوئے۔ دُوسروں کو گرانے کا خیال کرتے ہوئے وہ خود گر گیا۔

"لیکن اُسے خبر نہ تھی کہ خداوند اُس سے الگ ہو گیا ہے" چوکس رہیں کہیں بے خبری میں آپ اپنے کو کھو نہ بیٹھیں۔

خدا کا پیغام

زندوں کو

وہ زندہ لوگوں کو مُردہ کلیسیا سے باہر نکلنے کو نہیں کہتا۔ زندگی رکھتے ہُوئے مُردہ کلیسیا میں سے نکل آنا بُزدلی ہے۔ یہ نہ صرف بزدلی ہے بلکہ خودغرضی بھی ہے۔ ہمیں تارک الدنیا ہونے کے لئے نہیں کہا گیا۔ ہمیں اِس دنیا میں رہ کر نمک اور نور بننا ہے۔ ہمیں دوسروں کو مسیح کے لئے جیتنا ہے۔

مُردوں کو

یائیرکو یاد رکھیں۔ وہ اپنی قریب المرگ بیٹی کے لئے خداوند سے منت کرتا ہے۔ پیغام آگیا "لڑکی مرگئی ہے اُستاد کو تکلیف نہ دے"

موت سب کچھ بند کر دیتی ہے۔ کم از کم اِنسان کے نزدیک یہ درست ہے لیکن خداوند کے نزدیک یہ درست نہیں ہے وہ اِس دِل برداشتہ باپ کی طرف دیکھ کر کہتا ہے۔

"خوف نہ کر۔ فقط اعتقاد رکھ"

اِس خط کا دیباچہ اِس کلیسیا کی ضرورت کی تکمیل کو نما ہر کرتا ہے۔ خُداوند یسُوع مسیح پاک رُوح کا بخشنے والا ہے۔ پاک رُوح زندگی بخشنے والا رُوح ہے۔ خداوند نہ صرف پاک رُوح معموری اور بھرپوری کیساتھ دیتا ہے بلکہ وہ اپنے ہاتھوں میں کلیسیا کو بھی تھامے ہوئے ہے وہ ہمارے کھوکھلا پن کو معمور کر دیتا ہے۔ وہ اس کی

معموری میں سے ہم سب نے پایا یعنی فضل پر فضل۔

"مُردے خدا کے بیٹے کی آواز سُنیں گے اور جو سُنیں گے وہ جئیں گے۔"

یوحنا ۵ : ۲۵

"جو میرا کلام سُنتا ..... ہے ..... وہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گیا ہے۔" یوحنا ۵ : ۲۴

"اور اُس نے تمہیں بھی زندہ کیا جب اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب سے مُردہ تھے۔" افسیوں ۲:۱

۳:۲۔ "پس یاد کر ......"

تو نے کیسی تعلیم پائی

تو نے کیسی تعلیم سُنی

اُس تعلیم پر قائم رہ

اور

توبہ کر

سردیس کی کلیسیا کی ایک مصیبت یہ تھی کہ وہ کلام کی تعلیم سے منحرف ہو گئے تھے۔ اُن کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ابتدائی تعلیم پر غور کریں۔ یہ تعلیم اُن کو خداوند نے رسُولوں کی معرفت دی۔ یہ خدا کے کلام کی خالص اور ٹھوس تعلیم تھی۔ خداوند نے اُن کو کلام سے لپٹے اور چمٹے رہنے کی نصیحت کی۔ بعض اوقات ہم کلیسیائی رسومات میں اِس قدر گم ہو جاتے ہیں کہ رسومات کلام میں اضافہ کر دیتے ہیں مکاشفہ ۲۲ : ۱۸ والی خبرداری اپنے سامنے رکھنا چاہیئے۔ مارٹن لوتھر پروٹسٹنٹ رسومات اور روایات کے برخلاف تھا۔

جو تعلیم اُنھوں نے حاصل کی اُس پر قائم اور ثابت قدم رہنے کی نصیحت کی گئی ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ وہ سُن ہو چکے تھے اِس لئے اُن کو جگانے اور زندہ کرنے کی ضرورت تھی۔ افسیوں ۴ : ۱۷-۲۴

توبہ کر۔ کلیسیا کو اپنی عبادت کو ترک نہیں کرنا ہے مگر اس عبادت میں روح اور سچائی

کی اہمیت پر زور دیتا ہے ۔

"میں نے تیرے کسی کام کو اپنے خدا کے نزدیک پُورا نہیں پایا۔"

یہ خداوند یسوع مسیح کے الفاظ ہیں ۔

خداوند کی نگاہ میں اُس کلیسیا کی ساری دوڑ دھوپ ادھوری اور نامکمل ہے کیونکہ اس میں دکھاوا اور ظاہرداری تھی ۔ عبادت میں اگر خدا کی حضوری کا احساس نہ ہو اُس سے کچھ حاصل نہیں ۔ دعا میں اگر الہیٰ ظہور کا فقدان ہو تو وہ دُعا بے معنی ہے ۔ اِس کلیسیا کی ضرورت یہ تھی کہ اُن کی جملہ سرگرمیوں کا تعلق زندگی کے سرچشمہ کے ساتھ ہو ۔ توبہ سے مُراد ہے ۔ نیت کی تبدیلی ۔ نیت کی تبدیلی سے سمت بدل جاتی ہے ۔ وہ اپنے خداوند سے اور اُس کی رفاقت سے علیحدہ ہو چکے تھے جو اس لئے آیا کہ وہ زندگی پائیں اور کثرت سے پائیں ۔

"جس کے پاس بیٹا ہے اُس کے پاس زندگی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

ملٹن کے پاس آنکھیں نہ تھیں وہ اندھا تھا ۔ اُس کے پاس بصارت تو نہ تھی لیکن اُس کے پاس بصیرت تھی ۔ اُس کے پاس زندگی تھی ۔ اُس نے ایسی منظومات لکھیں جن کے باعث وہ مٹ نہیں سکتا ۔ وہ زندہ ہے ۔ BEETHOVEN (بیتھ اُوون) بہرہ تھا لیکن اُس کے پاس زندگی تھی ۔ اُس نے موسیقی کی دھنیں ایجاد کیں جن کے باعث وہ ہمیشہ زندہ رہے گا ۔

ممکن ہے ہم سب کچھ کھو بیٹھیں لیکن اگر یسوع ہمارے پاس ہے تو ہمارے پاس سب کچھ ہے وہ ایسی زندگی بخشتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتی ۔

جاگتا رہ ۔ ہم خبردار رہیں ۔ اُن خواہشات کے برخلاف چوکس اور چوکنا رہیں جو خدا کے جلال کی بجائے ہمارے اپنے جلال کے متعلق ہیں ۔ ہمیں ہر وقت چوکس رہنے کی ضرورت ہے ۔

۳ : ۴ ۔ " تھوڑے سے لوگ "

جب ایزبل نے ایلیاہ کو ستایا تو اُس نے بڑے تاریک پہلو سے یہ اظہار کیا ۔ اُس نے خداوند کو کہا " ایک میں ہی اکیلا بچ رہا ہوں ۔" خداوند نے اُسے یاد دلایا کہ میں

نے سات ہزار اپنے لئے رکھ چھوڑے ہیں یعنی وہ گھٹنے جو بعل کے آگے نہیں جھکے اور ہر ایک منہ جس نے اُسے نہیں چُوما۔ (اسلاطین ۱۹: ۱۴، ۱۸)

کلیسیا کی تاریخ اِس امر کی شاہد ہے کہ خداوند کے برگزیدہ لوگ ہمیشہ اقلیت میں رہے ہیں تاہم وہ خداوند کی قدرت اور زور سے دنیا بھر میں پھیل گئے۔ وہ دنیا کے سامنے نہیں جھکے۔ Murad 6/3/87

خداوند کہتا ہے کہ کلیسیا کے مُردہ پن کے باوجود بھی تھوڑے سے لوگ باقی ہیں جنہوں نے اپنی پوشاک آلودہ نہیں کی۔ وہ اُس کلیسیا اور اُس شہر میں نمک اور نور تھے۔ وہ کلیسیا میں جدعون۔ ایلیاہ۔ کالب اور یشوع تھے۔ یہ لوگ تھے جنہوں نے بے دینی کے تند و تیز طوفانوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ یہ اقلیت کلیسیا کے لئے اور دنیا کیلئے بہت بڑا چیلنج ہے۔ "سب کام شکایت اور تکرار بغیر کیا کرو تاکہ تم بے عیب اور بھولے ہو کر ٹیڑھے اور کجرو لوگوں میں خدا کے بے نقص فرزند بنے رہو جنکے درمیان تم دنیا میں چراغوں کی طرح دکھائی دیتے ہو اور زندگی کا کلام پیش کرتے ہو۔۔۔"

فلپیوں ۲: ۱۴-۱۶

جنہوں نے اپنی پوشاک آلودہ نہیں کی۔

یہ کون سی اور کیسی پوشاک ہے؟

رومیوں ۱۳: ۱۴۔ خداوند یسوع مسیح کو پہن لو۔۔۔۔"

یہ شادی کی ضیافت کی پوشاک ہے۔

سردیس کی کلیسیا کے ایک وفادار حصّہ نے پوشاک کو آلودہ نہیں ہونے دیا۔ اُن پر دنیا کا رنگ نہیں چڑھا۔ وہ اِس جہاں کے ہم شکل نہ بنے۔

انعام:-

(۱) وہ سفید پوشاک پہنے ہوئے میرے ساتھ سیر کریں گے یہ وہ راستبازی ہے جو ہمیں حاصل ہوتی ہے۔ ۱۹: ۸

ہم ایمان سے راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں۔ راستباز ٹھہرایا جانا ایک قانونی لفظ ہے۔

اعلان کیا جاتا ہے کہ ہم بری ہیں گناہ کی سزا سے ۔ ہم راستبازی کے لباس میں ملبوس خداوند کے ساتھ سیر کریں گے ۔

کیونکہ وہ اِس لائق ہیں ۔

ہماری لیاقت خدا کی طرف سے ہے ۔ خدا ہمیں لائق قرار دیتا ہے ۔

۲ کرنتھیوں ۳ : ۵ ۔

وہ لوگ کس قدر مبارک ہیں جن کو خداوند "لائق" قرار دیتا ہے ۔

۲ : ۵ ۔ غالب آنے والا

(۱) اُسے سفید پوشاک پہنائی جائے گی ۔

وہ پہنے گا نہیں ۔ یہ انسان کا کام نہیں ۔ یہ خدا کا کام ہے ۔ وہ برہ کی شادی کی ضیافت کے لئے ملبوس کیا جائے گا ۔ ۱۹ : ۱ - ۱۰

(۲) اُس کا نام کتابِ حیات سے ہرگز نہ کاٹا جائے گا کتاب حیات ایک حقیقت ہے ۔ خروج ۳۱ : ۳۲ ، ۳۳ وہ جو وفادار ہیں جو غالب آتے ہیں ۔ اُن کے نام کتابِ حیات میں سے کاٹے نہیں جا سکتے ۔

(۳) اُس کے نام کا اقرار کروں گا ۔

خداوند نے کہا ۔ میں اپنے باپ اور اُس کے فرشتوں کے سامنے غالب آنے والے کے نام کا اقرار کروں گا ۔ میں اُس کے نام سے نہ شرماؤں گا کیونکہ وہ میرے نام سے نہیں شرماتا ۔

"کیونکہ جو کوئی مجھ سے اور میری باتوں سے شرمائے گا ابن آدم بھی جب اپنے اور اپنے باپ کے اور پاک فرشتوں کے جلال میں آئے گا تو اُس سے شرمائے گا ۔"

لوقا ۹ : ۲۶

پولس رسول نے بڑے بڑے واشگاف الفاظ میں کہا ۔

"میں انجیل سے شرماتا نہیں ۔" رومیوں ۱ : ۱۶ ۔ اس سے بڑھ کر کسی انسان

کے لئے اور کیا اعزاز ہو سکتا ہے۔ یہ زندہ مسیح کا خطبہ ہے۔ وہ صادق القول ہے۔ یاد رہے جو کچھ کہا گیا ہے پاک روح اِس کی توثیق کرتا ہے۔

۶:۲۔ "جس کے کان ہوں وہ سُنے کہ روح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے"

ہم زندہ خدا کے زندہ بیٹے اپنے خداوند کے لئے خدا کے شکرگزار ہیں جو نہ صرف ہمیں زندگی دیتا ہے بلکہ وہ کلیسیاؤں کو خبردار کرتا رہتا ہے۔ ہمارا خداوند زندہ ہے اور ہم اُس زندہ کی پرستش کرتے ہیں۔

آؤ ہم رُوح اور سچائی سے اُس کی پرستش کریں۔

فلدلفیہ ۳ : ۷-۱۳

"اور فلدلفیہ کی کلیسیا کے فرشتہ کو یہ لکھ کہ جو قدوس اور برحق ہے اور داؤد کی کُنجی رکھتا ہے جس کے کھولے ہوئے کو کوئی بند نہیں کرتا اور بند کئے ہوئے کو کوئی کھولتا نہیں۔ وہ یہ فرماتا ہے کہ"

تاریخی جائزہ

یُونانی لفظ فلدلفیہ کا مطلب ہے "برادرانہ محبت" اِس خوبصورت نام کی تاریخ بہت دلچسپ ہے۔ ایک بادشاہ نے یہ شہر اپنے مرحوم بھائی کی یادگار پر تعمیر کیا جس کی محبت اور وفاداری کے باعث اُسے فلاڈلفس (PHILADELPHUS) کے نام سے جانا گیا۔ چونکہ یہ شہر بہت مشہور تھا اِس کے اندر کلیسیا کو یاد دلایا جاتا تھا کہ وُہ اپنے بھائی بادشاہ خداوند یسُوع مسیح سے اور اس کے ایماندار بندوں اور بندیوں سے بھی محبت رکھے۔ اپنے بھائیوں سے محبت رکھنے کا بہترین اظہار بشارت ہے۔

آپ مایوس ہیں۔ ستائے اور چھوڑے ہوئے ہیں۔ محرومیوں کا شکار ہیں۔ اکیلے ہیں۔ پریشان ہیں اور نہیں جانتے کہ آپ کی سمت کونسی ہے؟ مَیں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ فلدلفیہ کے نام خط کا مطالعہ کریں۔ یہ جماعت برادرانہ محبت میں بہت سرگرم ہے۔ اِن کو ایک دُوسرے سے پیار ہے۔ یہ محبت محض انسانی جذبات نہیں بلکہ بھائیوں کے ساتھ سچی محبت ہے یہ وُہ محبت ہے جو اُنہیں خداوند یسُوع مسیح سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ وہ ہیں جو روح سے پیدا ہوتے ہیں۔ اِن کو نئی پیدائش یعنی دوسری پیدائش کا شخصی تجربہ حاصل ہے۔ یہ وہ ہیں جن کے اندر پاک رُوح حکومت اور سکونت کرتا ہے۔ پاک رُوح کے وسیلے سے خدا کی محبت ہمارے دلوں میں ڈالی گئی ہے

آپ کہاں رہتے ہیں۔ آپ کا رُوحانی گھر کہاں ہے؟ میری اُمید ہے کہ آپ فلدلفیہ میں رہتے ہیں۔ کیا آپ خُداوند یسُوع مسیح پر بحیثیت نجات دہندہ بھروسہ کرتے ہُوئے اُسے شخصی طور پر جانتے ہیں۔ کیا آپ کا بھروسہ خُداوند کے وعدوں پر ہے۔ آپ کا رُخ خُداوند کے شہر کی طرف ہے۔ آپ کے ہاتھ میں رُوح کی تلوار ہے جو خُدا کا کلام ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ نجات یافتہ اور مخلصی یافتہ ہیں۔ آپ فلدلفیہ میں سکونت پذیر ہیں۔ اگر آپ سچ مچ فلدلفیہ میں سکونت پذیر ہیں تو پھر آپ کا مایوس و پریشان ہونا اور اپنے آپ کو اکیلے محسوس کرنا باعثِ شرم ہے

کسی نے کہا ہے کہ اگر مجھے یہ موقع ہوتا کہ اُن سات کلیسیاؤں میں سے ایک میں عبادت کے لئے حاضر ہوتا تو میں فلدلفیہ کی کلیسیا کا انتخاب کرتا اور جب کسی خاص عبادت کا سوال پیدا ہوتا تو میں اُس وقت جاتا جب فلدلفیہ کے نام خداوند کا یہ خط پڑھ کر سنایا جا رہا تھا۔ اِس چِٹھی کو سُن کر بے بیان خوشی حاصل ہوتی ہے۔

رُوحانی پہلو

اس خط کے دیباچہ میں خداوند اپنے بارے میں چار باتیں بیان کرتا ہے۔

(۱) جو قدوس ہے۔

وہ اپنے کردار اور اپنی ذات میں بے گُناہ ہے۔ وہ نُور ہے اور اُس میں ذرا بھی تاریکی نہیں۔ اُس نے یہودیوں کی بھری مجلس میں یہ دعویٰ کیا۔ " تم میں کون مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے "۔ وہ پیلاطوس کے اعلان کی تصدیق کرتا ہے جس نے کہا " میں اِس میں کوئی قصُور نہیں پاتا "۔ وہ اپنے کردار میں کامل ہے وہ خدائے قدوس ہے۔

(۲) وہ اپنے کردار میں قدّوس اور اپنی زندگی میں برحق ہے۔

جو قدّوس اور برحق ہے۔ وہ یہ فرماتا ہے۔ چونکہ وہ اپنی ذات میں کامل ہے وہ اپنے کردار میں بھی کامل ہے۔ چونکہ درخت اچھّا ہے اس کا پھل بھی اچھا ہے

چونکہ چشمہ بالکل پاک اور صاف ہے اِس لئے اُس میں سے نکلتی اور بہتی ہوئی ندیاں بھی پاک اور صاف ہیں۔ یہ اُس کے الفاظ ہیں جو ہر کام صفائی اور قرینے سے کرتا ہے
"تیرے فیصلے درست اور راست ہیں" ۱۶: ۷
اِس قدوس و برحق کے قول و فعل میں مطابقت پائی جاتی ہے۔
(۳) یہ فرمانے والا وہ ہے جو داؤد کی کنجی رکھتا ہے۔
داؤد کی کنجی بادشاہی اختیار کو ظاہر کرتی ہے۔ یسوع یہاں پر بادشاہ کی حیثیت سے کلام کرتا ہے
"آسمان اور زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے" پطرس نے رُوح سے معمور ہو کر کہا۔
خُدا نے اُس یسوع کو۔۔۔ خُداوند بھی کیا اور مسیح بھی"
وہ بادشاہوں کا بادشاہ اور خُداوند کا خُداوند ہے۔
(۴) وہ نہ صرف بادشاہ ہے بلکہ بادشاہی اختیار بھی رکھتا ہے۔
"جس کے کھولے ہوئے کو کوئی بند نہیں کرتا اور بند کئے ہُوئے کو کوئی کھولتا نہیں"
اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ درحقیقت حکومت کرتا ہے۔ وہ حاکم ہے۔ وہ انسانوں کے کاروبار میں اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ ہمہ جا ہے۔ بسا اوقات ہم گناہ کے باعث اُسے چھوڑ جاتے ہیں لیکن وہ ہمارے لئے شیطان سے جنگ کرنا جاری رکھتا ہے۔ وہ ہمارے نقصان کو نفع میں بدل دیتا ہے۔ وہ انسان کے غضب کو اپنی تعریف اور اپنی تمجید کے لئے استعمال کرتا ہے۔
وہ ہمیں اپنی بادشاہت میں شامل کرتا ہے اور ہمیں موقع دیتا ہے کہ ہم اُس کی بادشاہت کے شہریوں کو تلاش کریں۔
۳: ۸ "مَیں تیرے کاموں کو جانتا ہوں۔۔۔"
ہم بار بار یہ پڑھتے ہیں "مَیں جانتا ہوں" خداوند کلیسیاؤں کو یاد دلاتا ہے کہ سب کچھ اُس کے علم میں ہے۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اور جو کچھ اُن کے لئے یا اُن کے

خلاف کیا جاتا ہے۔ میں اُس سے واقف ہوں۔ اُس کی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند ہیں۔ اُس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔" میں تیرے کاموں کو جانتا ہوں۔"

"دیکھ میں نے تیرے سامنے ایک دروازہ کھول رکھا ہے کوئی اُسے بند نہیں کرسکتا۔"

خداوند کے یہ الفاظ بھی ہمارے لئے بہت ہی بیش قیمت ہیں۔

وہ جس کے پاس داؤد کی کنجی ہے یہ کہتا ہے۔ (یسعیاہ ۲۲:۲۲)

وہ مواقع کا خداوند ہے۔ وہ پکی فصل کا خداوند ہے۔ وہ دروازوں کی کنجیوں کا خداوند ہے۔ وہ حالات کا خداوند ہے۔ وہ بحران کا خداوند ہے۔

بلا شک خدا نے بشارت کا دروازہ کھول دیا۔ اگرچہ کلیسیا کو تشدد اور ظلم کا نشانہ بننا پڑا لیکن یہ دروازہ کھُلا رہا۔ یہ دروازہ ہندوستان کے لئے بھی کھل گیا جب توما رسول کی معرفت کلام یہاں پہنچا اور بعد ازاں مشنری تحاریک کے باعث کلام کی کثرت ہوئی پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے ہم نے یہ دروازہ بدستور کھُلا پایا۔ دروازہ کھُلا ہے اور ہمیں رُوحانی جنگ کی قیمت ادا کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا ہے۔ اس رُوحانی جنگ کی قیمت ادا کرنے کا اندازہ لگانا ہو تو ابتدائی کلیسیا کے تواریخی حالات کو پڑھیں۔ آپ کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

"خُداوند میں میرے لئے دروازہ کھُل گیا" ۲-کرنتھیوں ۲:۱۲

"کیونکہ میرے لئے ایک وسیع اور کار آمد دروازہ کھُلا ہے اور مخالف بہت سے ہیں۔" (۱-کرنتھیوں ۱۶:۹)

کھُلے دروازے اور دشمن دونوں اکٹھے ہوتے ہیں۔ یہ ناقابلِ جدا ہیں۔ جب انڈونیشیا یا دیگر ایسے ممالک میں روحانی بیداری آئی تو مخالف وہاں موجود تھے۔ شیطان اپنی فوجوں کے ساتھ بشارتی مساعی کا دم توڑنے کے لئے موجود رہتا ہے لیکن خداوند کا وعدہ یاد رکھیں جس نے کہا "میں دُنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔"

جب یسُوع کھول دیتا ہے تو کوئی اُسے بند نہیں کرسکتا۔ موت اور عالمِ ارواح کی کنجیاں یسُوع کے پاس ہیں۔ نجات کا کھلا دروازہ۔ خدمت۔ عبادت اور گواہی کے

لئے کھلا دروازہ ۔ جلال کی طرف لے جانے والا کھلا دروازہ ۔

اگر آپ کو یقین کامل ہے کہ آپ یسوع مسیح پر پورا پورا ایمان رکھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی یقین ہونا چاہیئے کہ آپ آسمان کی طرف سفر کر رہے ہیں ۔ ایمان کا یقین نجات کا یقین ہے ۔

Murad 6 3/8

خداوند نے کہا ”میں نے تیرے سامنے ایک دروازہ کھول رکھا ہے“
ایمان کا یقین اور نجات کا یقین لازمی ہیں ۔ اس یقین کی بنیاد اصولاً دو امور پر منحصر ہے ۔

۱۔ خدا کے بیٹے یسوع مسیح کے کلوری کی صلیب پر تمام کئے ہوئے کام پر جب وہ چلا اٹھا ”تمام ہؤا“ تو اس سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ اس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا اور وہ مر گیا بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ نجات اور مخلصی کا وہ کام جو اُس کے سپرد تھا اُس کی صلیبی موت کے باعث مکمل اور پورا ہو گیا ۔ یہ حتمی اور آخری تھا ۔ یہ تکمیل پذیر ہوا ۔ جو کچھ کلوری کی صلیب پر ہؤا اُس میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس میں سے کچھ منہا ہو سکتا ہے ۔ اس تاریخی حقیقت کو جھٹلانے کی کوشش کرنا حماقت اور نادانی ہے ۔ ہم اِس پر قائم اور ثابت قدم ہیں ۔

۲۔ اِس کے ساتھ دُوسری بات خُدا کا لاتبدیل کلام ہے ۔

”جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے“
خُدا نے کلام کیا ہے اور جب خدا کلام کرتا ہے تو یہ زندہ خدا کا کلام ہے ۔ چونکہ یہ زندہ خدا کا کلام ہے لہٰذا قابلِ یقین اور قابلِ بھروسہ ہے ۔ خدا کا کلام ہمیشہ راست اور سچ ہے ۔

”کوئی اُسے بند نہیں کر سکتا“
خُداوند یسوع مسیح نے ہماری نجات کو نہ صرف ہمارے لئے حاصل کیا بلکہ مکمل بھی کیا ۔
اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ کلیسیا کے لئے خداوند نے جو دروازے کھول رکھے ہیں اُن میں سے گزرنے کے لئے اُسے دُکھ برداشت کرنا پڑے ۔ وہ مسلسل دروازے

کھولتا رہتا ہے۔ اِن دروازوں میں داخل ہونا ہمارا کام ہے۔ اُس نے کھول دیئے ہیں
مویشی ہانکے جاتے ہیں لیکن انسان کو آزاد مرضی بخشی گئی ہے۔ ان کشادہ دروازوں
میں داخل ہونے کے لئے وہ ہمیں مجبور نہیں کرتا۔ کوئی ہمیں روک نہیں سکتا۔ ہماری اپنی
خودی رکاوٹ بن جاتی ہے۔ خبردار رہیں۔ فلدلفیہ کی کلیسیا اِن دروازوں میں سے
گذرنے کو رضامند تھی۔

"تُو نے میرے کلام پر عمل کیا ہے اور میرے نام کا انکار نہیں کیا۔"

وہ خُدا کے کلام کے فرمانبردار اور وفادار تھے۔ موجودہ کلیسیا کو یہ سبق سیکھنے
کی ضرورت ہے۔

"اور میرے نام کا انکار نہیں کیا"

ہمیں خبردار ہونے کی ضرورت ہے۔ ہم کسی بات میں خُداوند کے نام کا انکار نہ کریں۔
پطرس کی مانند انکار نہ کریں۔ ہم خداوند کے وفادار رہیں۔ اُس سے لپٹے اور چمٹے رہیں۔
اپنے ایمان کو تھامے رہیں۔ ایمان کے بانی اور کامل کرنے والے یسوع کو تکتے رہیں۔

تجھ میں تھوڑا سا زور ہے

اگرچہ یہ کلیسیا انسانی وسائل کے لحاظ سے بہت محدود تھی۔ تاہم اُنہوں نے خُداوند
کا حکم مانا۔ وہ کھلے دروازوں میں داخل ہوئے اور رسالت کو پُورا کیا۔ ان ایمان داروں
نے اپنے محدود وسائل کے باوجود بھی فتح پائی۔

کلیسیائی تواریخ گواہ ہے کہ مسیح پر ایمان لانے والے افراد اور کلیسیاؤں نے
کس طرح محدود وسائل کے باوجود بھی خداوند کے لئے کارہائے نمایاں انجام دیئے
وہ اُس خُدا پر ایمان رکھتے تھے جو ناممکنات کا خُدا ہے۔

"اے چھوٹے گلے نہ ڈر ....." (لوقا ۱۲: ۳۲)

ہمارے خُداوند نے یہ کہا:۔

موریوین مشنری تحریک کا آغاز چھ صد لوگوں کے ساتھ ہُوا اور ایک سَو بیس
برسوں میں انہوں نے ۲۱۰۰ مشنری باہر کے ممالک میں بھیجے۔ دینے والی شکوہ

کرنے والی اور بڑبڑانے والی کلیسیا کبھی مشنری کلیسیا نہ بن سکے گی۔ اس کے لیے ایمان اور فرمان برداری درکار ہے۔

"تجھ میں تھوڑا زور ہے"

اس کا مطلب ہے کہ تو کمزور ہے۔ یہ کلیسیا اپنی کمزوری کے باوجود بھی دروازے میں داخل ہوئی۔

خداوند کی باتیں سنیں۔ "میرا فضل تیرے لئے کافی ہے کیونکہ میری قدرت کمزوری میں پوری ہوتی ہے ...." (۲۔کرنتھیوں ۱۲: ۹)

پولُس رسول نے کہا۔

"کیونکہ جب میں کمزور ہوتا ہوں اُسی وقت زورآور ہوتا ہوں۔" (۲۔کرنتھیوں ۱۲: ۱۰)

کمزوری کی حالت میں مایوس ہونے کی بجائے خداوند کی طرف رجوع ہونے سے فضل حاصل ہوتا ہے۔ خداوند کی قدرت حاصل ہوتی ہے۔

یسوع کمزوری کا خداوند ہے:۔

زکریاہ ۴: ۶ "نہ تو زور سے اور نہ توانائی سے بلکہ میری رُوح سے۔ رب الافواج فرماتا ہے۔"

جب ہم پیاسے ہوں اور ہماری زبان خشک ہو جائے تو ہم چلّا اُٹھیں۔ خداوند ہمیں آسودہ کر۔ ہماری تشنگی کو بجھادے۔ وہ ہماری سنتا ہے۔ وہ جو خدا کے کلام اور اُس کے نام کی خاطر وفادار ہیں۔ خداوند اُن کی کمزوری کو اپنے زور اور قدرت میں بدل دیتا ہے۔

۱۔سلاطین ۱۹: ۱۱-۱۳۔ "تند آندھی۔ خداوند آندھی میں نہیں تھا۔ زلزلہ۔ خداوند زلزلہ میں نہیں تھا۔ آگ میں بھی نہیں تھا۔

"اور آگ کے بعد ایک دبی ہوئی ہلکی آواز آئی۔ اُس کو سُن کر ایلیاہ نے اپنا مُنہ اپنی چادر میں لپیٹ لیا ....."

اس کلیسیا کے ساتھ جو وعدے کئے گئے وہ بڑے بڑے اور قیمتی ہیں حالانکہ ان میں سے بیشتر کی تکمیل مستقبل کی بات ہے۔ یہ وعدے قیمتی ہیں۔

اِس جہان میں سوگنا اور آنے والی دنیا میں ہمیشہ کی زندگی "۔ ہر ایک دروازہ جس میں سے گزرتے جاتے ہیں۔ ہمارے لئے کشادہ ہوتا جاتا ہے۔ زبور نویس کے الفاظ پر غور کریں۔

"تُو نے میرے پاؤں کُشادہ جگہ پر رکھے ہیں۔" (زبور ۳۱: ۸)

(۱) داخل ہونے والے یسوع کی مانند بنتے جاتے ہیں۔

"ہم بھی اُس کی مانند ہوں گے ... اُس کو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے۔" (۱۔یوحنا ۳: ۲)

" میں اپنے خدا کا نام اور اپنے خدا کے شہر یعنی اُس نئے یروشلیم کا نام جو میرے خُدا کے پاس سے آسمان سے اُترنے والا ہے اور اپنا نیا نام اُس پر لکھوں گا۔"

خدا کا نام ۔ خدا کے شہر کا نام ۔ اپنا نیا نام

نام کسی کے کردار کو ظاہر کرتا ہے۔ جب ہم پر یسوعؔ کا نام لکھا جائے گا۔ تو اس سے ہماری اُس سے مشابہت ظاہر ہے۔ بیٹے کو دیکھ کر باپ کی پہچان ہوتی ہے۔ ہمارے وسیلہ سے ہمارے خُدا کی پہچان ہوتی ہے۔ صدرِ عدالت نے پطرس اور یوحناؔ کو دیکھ کر فوراً کہا۔

"..... یہ یسوعؔ کے ساتھ رہے ہیں۔"

اُن میں ایک خاندانی مشابہت تھی جس کے بارے میں غلطی یا دھوکا نہیں ہوسکتا۔

خُدا کے شہر کا نام

بسا اوقات ہم کسی سے بات کرتے وقت اندازہ لگا لیتے ہیں کہ یہ فلاں شہر کا ہے زبان۔ بولی تلفظ کسی شہر کا پتہ دیتے ہیں۔ کلام کے مطابق " ہم آسمان کے شہری ہیں " ہماری برادرانہ محبت، دلیری، برداشت، خطروں میں ثابت قدمی اس بات کو ظاہر کرے کہ ہم اُس نئے یروشلیم کے شہری ہیں۔ یہ یروشلیم آسمان سے اُترنے کو ہے۔ اس نام کا حصول اُن لوگوں کا حق ہے جو مسیح کے کھولے ہوئے دروازوں میں داخل ہوتے ہیں۔

(۲) خُداوند اُن کے ساتھ حفاظت کا وعدہ کرتا ہے۔

"چونکہ تو نے میرے صبر کے کلام پر عمل کیا ہے اس لئے میں بھی ۔۔ تیری حفاظت کروں گا"(۱۰:۳)

جو اپنا آپ خداوند کے ہاتھوں میں دے دیتے ہیں وہ اُن کی محافظت اور نگہبانی کرتا ہے۔ بجلی سے وہ استفادہ کرتے ہیں جو بجلی کے اصولوں پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ وہ اُن کی حفاظت کرتا ہے جو اُس کی بادشاہت کے اصولوں اور قوانین پر عمل کرتے ہیں۔ حفاظت کا وعدہ ہر زمانہ اور ہر وقت کے لئے ہے۔ اِس زندگی میں اور آنے والے جہاں کے لئے بھی۔

۱۔ پطرس ۱:۴۔۵ کا مطالعہ کریں۔

اِس حفاظت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آزمائش ہم پر نہیں آئے گی۔ ہم آنسو نہیں بہائیں گے یا ہم کشمکش میں سے نہیں گذریں گے۔ یہ ممکن ہے کہ ہمیں جلتی بھٹی میں سے گذرنا پڑے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ مخالفت۔ دُکھ۔ ایذا رسانی اور ظلم و استبداد کے باوجود بھی وہ ہمارے ساتھ ہوگا۔ وہ اپنی حفاظت اور امان میں ہمیں رکھے گا۔ وہ نہ ہمیں چھوڑے گا اور نہ ہم سے دست بردار ہوگا۔

"آزمائش کے اُس وقت تیری حفاظت کروں گا۔۔۔"

یہ بات واضح اور صاف ہے کہ آزمائش اور دُکھ کی گھڑی آنے والی ہے۔ یہ ایذا رسانی عالم گیر نوعیت کی ہوگی۔

اس کو "بڑی مصیبت" بھی کہا گیا ہے۔ مکاشفہ ۷:۱۴، متی ۲۴:۲۱

چونکہ تُو نے میرے صبر کے کلام پر عمل کیا ہے میں تیری حفاظت کروں گا۔

"یہ وہی ہیں جو اُس بڑی مصیبت میں سے نکل کر آئے ہیں"

خداوند کہتا ہے میں تمہارا محافظ اور نگہبان ہوں گا۔

(۳) اِن فتح مند مقدسین کے ساتھ مفید اور کارآمد ہونے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

"جو غالب آئے مَیں اُسے اپنے خدا کے مقدِس میں ایک ستون بناؤں گا وہ پھر کبھی باہر نہ نکلے گا"

مسیح کی کلیسیا لکڑی، اینٹ، پتھر یا لوہے کی بنی ہوئی نہیں ہے۔ یہ انسان ہیں جن سے کلیسیا بنتی ہے۔

یسوع نے کہا "میں اپنی کلیسیا بناؤں گا"۔

اُس کی کلیسیا کی تعمیر زندہ پتھروں سے ہوتی ہے۔

"اُس کے یعنی آدمیوں کے رد کئے ہوئے اور خدا کے چُنے ہوئے اور قیمتی زندہ پتھر کے پاس آکر تم بھی زندہ پتھروں کی طرح رُوحانی گھر بنتے جاتے ہو"۔ ۱-پطرس ۲: ۴-۵

خُداوند خود کونے کے سرے کا پتھر ہے لیکن ہر ایک کسی نہ کسی جگہ کو پُورا کرتا ہے۔

"جو غالب آئے مَیں اُسے ایک ستُون بناؤں گا"۔

یہ ستون ہے۔ تکیہ نہیں۔ بہت سے لوگ کلیسیا میں پھولوں کی سیج یا نرم گدے تلاش کرتے ہیں۔ وہ آرام طلب اور سہل انگار ہیں وہ کلیسیا کے لئے دُکھ برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

۱۔ ستون۔ مضبوطی کے لئے ہے

کلیسیا میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ ہیں جو سنبھالتے ہیں اور دوسرے وُہ ہیں جو سنبھالے جاتے ہیں کلیسیا کو ستونوں کی ضرورت ہے جو اس کو سنبھالنے اور مضبوطی سے تھامنے کی خدمت میں لگے رہیں۔

۲۔ اِس سے مراد استقلال اور ثابت قدمی ہے۔

ستون اپنی مخصوص جگہ پر ہوتا ہے۔ صرف اتوار کے دِن نہیں بڑے دن کی عبادت کے وقت نہیں۔ نکاح اور بپتسمہ یا جنازہ کے وقت نہیں۔ خداوند کے لوگوں کو کلیسیا میں خدمت کے لئے ہر وقت حاضر رہنے اور خدمت کرنے کی ضرورت ہے۔

۳۔ خوبصورتی کے لئے۔

ستون صرف خوبصُورتی کے لئے نہیں بلکہ مضبوطی کے لئے بھی ہے۔ اس کلیسیا کا حسن اور خوبصورتی یہ ہے کہ وہ خُداوند کے ہیں۔ خُداوند نے اُن کو پاک صاف کیا ہے۔ پاکیزگی کے حسُن سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی حسن نہیں۔

(۳) ستون اندر ہوتا ہے " وہ پھر کبھی باہر نہ نکلے گا "
جب کسی نے خداوند یسوع مسیح کو قبول کر لیا تو وہ ہمیشہ کے لئے اُس کا ہوگیا۔
اُس کے چاروں طرف آوازیں آئیں گی۔ اُس کو واپس بلایا جائے گا۔ لیکن وہ خداوند میں
ہے اور کبھی باہر نہ نکلے گا۔
وہ برگشتہ نہ ہوگا۔

اِس ستون کو تین ناموں سے سمجایا گیا ہے۔ اور یہ تینوں نام بڑے نمایاں ہیں۔ یہ
ستون اُن تین ناموں سے جانا جاتا ہے۔ خدا کا نام۔ نئے یروشلیم کا نام۔ اپنا نیا نام۔

۳ : ۹ ۔ " تیرے پاؤں میں سجدہ کریں گے "
کتنا بڑا معجزہ رُونما ہونے کو ہے۔ یہ دشمن نہ صرف سجدہ کریں گے بلکہ وہ
ایمانداروں کے قابو میں کر دیئے جائیں گے۔ یہ لوگ کلیسیا کے حسن و جمال کے
باعث کلیسیا کے دوست بننے کے مشتاق اور متمنی ہوں گے۔ یہ کوئی مجبوری نہیں ہے۔
سب سے بڑھ کر کلیسیا کے خداوند کے حسن و جمال کو دیکھ کر وہ اُسے قبول کریں گے
وہ کلیسیا کے سپرد کئے جائیں گے تعلیم و تربیت کے لئے۔ کلیسیا کی دلیری۔ استقلال
اور جاذبیت دیکھ وہ چلا اُٹھیں گے کہ ہم کو بھی وہ بھید بتاؤ جس نے تمہیں نیا
مخلوق بنا دیا ہے۔

یہ وعدہ کتنا بڑا اور قیمتی ہے۔
وہ شخص یا وہ کلیسیا کس قدر مبارک ہے جو مسیح کے کھولے ہوئے دروازہ میں
داخل ہو۔ ایسا کرنے سے وہ مسیح کی مانند بنتے گئے اور دوسروں کے لئے مفید ہوگئے

۳ : ۱۱ " میں جلد آنے والا ہوں "
پہلے تین ابواب میں متعدد بار خداوند کی آمدِ ثانی کا بیان ہے۔ ہم اِس کو
دیکھ چکے ہیں تاہم یاد رہے کہ اِس آیت میں نجات کی بات نہیں بلکہ اجر کی بات ہے
ہمارے خداوند کی آمدِ ثانی کا وعدہ مسلسل ہے۔
(۱ ۔ تھسلنیکیوں ۴ : ۱۶ ۔ ۱۷)

چونکہ میں جلد آنے والا ہوں تو اُسے تھامے رہ جو تیرے پاس ہے۔ اگر تو ایسا کرے گا کوئی شخص تیرا تاج نہ چھین سکے گا۔

یہاں پر اخلاقی۔ تعلیمی اور علم الٰہی کے امور کی ثابت قدمی مُراد ہے۔ تھامے رہنا ہمارے سامنے ایک چیلنج ہے۔ ہم اخلاقی امور میں۔ تعلیمی امور میں اور علم الٰہی کے امور میں اپنے آپ کو تھامے رہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ تھامے رہنا کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ خُداوند ہمیں مشکل کام کرنے کو کہہ رہا ہے۔ لیکن یاد رہے وُہ اِس مشکل میں مکمل طور پر ہمارے پاس اور ہمارے ساتھ ہے۔ اگرچہ یہ کلیسیا بحران زدہ تھی۔ تاہم خداوند نے اُن کے کمزوری کے بحران کے باوجود اُن کے لئے دروازہ کھول دیا۔ اِس کھلے دروازہ کو کوئی شخص بند نہیں کر سکتا۔

نظرِ ثانی

مطالعہ چہارم

۱- کس لحاظ سے سردیس اور فلدلفیہ کی کلیسیائیں بحران زدہ ہیں ؟

۲- سردیس کا لغوی مطلب کیا ہے اور ہم اِس سے کیا سیکھتے ہیں ؟

۳- " تو زندہ کہلاتا ہے اور ہے مُردہ " اِس کا کیا مطلب ہے کیا یہ ہمارے بارے میں بھی تو سچ نہیں ؟

۴- یہ کلیسیا کس طرح مُردہ بن گئی ؟

۵- اِس کلیسیا کے نام خداوند کا کیا پیغام اور وعدہ ہے ؟

۶- فلدلفیہ کے شہر کی وجہ تسمیہ کیا تھی ۔ خداوند یسوع مسیح کے ساتھ اِس کا کیا تعلق ہے ؟

۷- فلدلفیہ کے نام خط کس اختیار کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے ؟

۸- " داؤد کی کنجی رکھتا ہے " اِس سے کیا مُراد ہے ۔

۹- پاکستان میں خداوند نے ہمارے لئے کونسا دروازہ کھول رکھا ہے ؟

۱۰- خداوند نے حفاظت کا کونسا وعدہ کیا ہے ؟

۱۱- فلدلفیہ کا لغوی مطلب کیا ہے ؟ ہم اِس سے کیا سیکھتے ہیں ؟

۱۲- غالب آنے والوں کے ساتھ کون سا وعدہ کیا گیا ہے ؟

زندہ مسیح نیم گرم کلیسیا سے مخاطب ہے

مرکزی آیت

"جو غالب آئے میں اُسے اپنے ساتھ اپنے تخت پر بٹھاؤں گا جس طرح میں غالب آکر اپنے باپ کے ساتھ اُس کے تخت پر بیٹھ گیا۔" (۳ : ۲۱)

۱۴۔ اور لودیکیہ کی کلیسیا کے فرشتہ کو یہ لکھ کہ جو آمین اور سچا اور برحق گواہ اور خدا کی خلقت کا مبدا ہے وہ یہ فرماتا ہے کہ ۵

۱۵۔ میں تیرے کاموں کو جانتا ہوں کہ نہ تو سرد ہے نہ گرم۔ کاش کہ تو سرد یا گرم ہوتا ۵

۱۶۔ پس چونکہ تو نہ تو گرم ہے نہ سرد بلکہ نیم گرم ہے اس لئے میں تجھے اپنے منہ سے نکال پھینکنے کو ہوں ۵

۱۷۔ اور چونکہ تو کہتا ہے کہ میں دولت مند ہوں اور مالدار بن گیا ہوں اور کسی چیز کا محتاج نہیں اور یہ نہیں جانتا کہ تو کمبخت اور خوار اور غریب اور اندھا اور ننگا ہے ۵

۱۸۔ اس لئے میں تجھے صلاح دیتا ہوں کہ مجھ سے آگ میں تپایا ہوا سونا خرید لے تاکہ دولتمند ہو جائے اور سفید پوشاک لے تاکہ تو اسے پہن کر ننگے پن کے ظاہر ہونے کی شرمندگی نہ اٹھائے اور آنکھوں میں لگانے کے لئے سرمہ لے تاکہ تو بینا ہو جائے ۵

۱۹۔ میں جن جن کو عزیز رکھتا ہوں اُن سب کو ملامت اور تنبیہ کرتا ہوں پس سرگرم ہو اور توبہ کر ۵

۲۰۔ دیکھ میں دروازہ پر کھڑا ہوا کھٹکھٹاتا ہوں۔ اگر کوئی میری آواز سن کر دروازہ کھولے گا تو میں اُس کے پاس اندر جا کر اُسکے ساتھ کھانا کھاؤنگا اور وہ میرے ساتھ ۵

۲۱۔ جو غالب آئے میں اُسے اپنے ساتھ اپنے تخت پر بٹھاؤں گا جس طرح میں غالب آکر اپنے باپ کے ساتھ اس کے تخت پر بیٹھ گیا ۵

۲۲۔ جس کے کان ہوں وہ سنے کہ رُوح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے ۵

مطالعۂ پنجم

زندہ مسیح نیم گرم کلیسیا سے مخاطب ہے

۳: ۱۴ - ۲۲

"اور لودیکیہ کی کلیسیا کے فرشتہ کو یہ لکھ کہ جو آمین اور سچا اور برحق گواہ اور خدا کی خِلقت کا مبدا ہے وہ یہ فرماتا ہے کہ . . ."

تاریخی جائزہ

یہ ایشیائے کوچک کی کلیسیاؤں میں سے زیادہ بدنونہ کلیسیا ہے فلدلفیہ کی کلیسیا کے خلاف کچھ نہیں کہا گیا لیکن اِس کلیسیا کے حق میں کچھ نہیں کہا گیا۔ یہاں کچھ بھی روشنِ نظر نہیں آتا۔ تاہم یہ سونے کے سات چراغ دانوں میں سے ایک ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ یکبود (حشمت جاتی رہی) خدا کا حرفِ آخر نہیں ہے بلکہ عمانوایل جس کا مطلب ہے "خدا ہمارے ساتھ"۔

کس کو یہ خط لکھا گیا۔

لودیکیہ کی کلیسیا کو ۔ کلیسیا کے فرشتہ یا خادم کی معرفت۔ لودیکیہ کلسے سے بئیس میل کے فاصلہ پر ہے (کلسیوں ۴: ۱۶)

اِس کا یہ مطلب ہے کہ پولُس رسول نے بمشکل لودیکیہ کی کلیسیا میں کلام کا بیج بویا ہوگا۔ چوتھی صدی میں یہاں پر ایک بہت بڑی مسیحی کونسل ہوئی لیکن رفتہ رفتہ یہ کلیسیا ختم ہوگئی۔ لودیکیہ کا لغوی مطلب ہے "عوامی حقوق"۔

LAOS لے آس جس سے ہم لفظ لے ایٹی LAITY حاصل کرتے ہیں یعنی کلیسیائی عوام۔ یہاں پر خدا کے حقوق کی نسبت عوامی حقوق کو ترجیح دی جاتی تھی۔ خدا کا بیٹا کلیسیاؤں کے بیچ میں پھرتا ہے اُس کے عدالتی فتوٰی کی روشنی میں اِس زمین پہ دیدنی

کلیسیا کی یہ آخری منزل یا مرحلہ ہے۔ کلام سے ناواقف لوگوں کا کہنا ہے کہ سب کچھ رفتہ رفتہ درست اور بحال ہو جائے گا اور کلیسیا رفتہ رفتہ خود بخود خدا وند کے ایل بن جائے گی۔ اِس کے برعکس ہمارے سامنے ابن آدم کا فتویٰ ہے جو کلیسیاؤں کے بیچ میں ہے۔ اِس فتویٰ کا کلیسیائی تاریخ کے آخری مرحلہ کے ساتھ تعلق ہے۔ بائبل مقدس کے پڑھنے اور ایمان رکھنے والے کہیں گے کہ ہم اس وقت لودیکیہ کے مرحلہ میں ہیں۔

رُوحانی پہلو

۳ : ۱۴ - ۱۔ آمین ۔ وہ اپنے وعدوں اور مقاصد میں لا تبدیل اور مستقل مزاج ہے۔ وہ اپنے وعدوں کو پورا کرتا ہے۔ وہ صادق القول ہے۔ یسوع مسیح خدا کا بیٹا جو دینی کلیسیا کو دنیا کے انجام کا فتویٰ دینے کو ہے۔ عظیم "آمین" بھی ہے۔ وہ آخری حتمی اور قطعی ہے۔ یسوع مسیح ہر مسئلہ کا واحد حل اور علاج ہے۔

۲۔ سچا اور برحق گواہ

وہ قابلِ بھروسہ ہے۔ اُس نے اپنی جان صلیب پر دے دی اور خدا باپ کی گواہی دی۔ وہ تمام نیم گرم مسیحیوں کے خلاف خدا کے سامنے گواہ ہوگا۔

۳۔ خدا کی خلقت کا مبدا

پہلی خلقت ۔ تخلیق کائنات کے وقت ۔ وہ خالق ہے اور تمام دنیا کا خالق ہے۔
وہ دوسری خلقت یعنی کلیسیا کا بھی مبدا ہے۔

وہ بدن کا سر ہے۔ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھنے والوں میں پہلوٹھا۔ ۱:۵
اگر آپ پریشانیوں میں مبتلا ہیں تو کتابِ مقدس پر بھروسہ کرنے والوں کے پاس آپ کے لئے جواب موجود ہے۔

یسوع مسیح عظیم آمین ہے۔ کیا آپ گناہ کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں؟

"دیکھو یہ خدا کا برہ ہے جو دنیا کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے۔" یوحنا ۱: ۲۹ کیا آپ
فکرمندی اَور تشویش کا شکار ہیں؟
یسوع نے کہا "اچھا چرواہا میں ہوں اچھا چرواہا بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے۔"
یوحنا ۱۰: ۱۴
کیا آپ راستبازی کے بھوکے اَور پیاسے ہیں؟ یسوع نے کہا "زندگی کی روٹی
میں ہوں۔" کیا آپ قیادت اَور راہنمائی کی تلاش میں ہیں۔
یسوع نے کہا "دُنیا کا نور میں ہوں جو میری پیروی کرے گا اندھیرے میں نہ چلے
گا بلکہ زندگی کا نور پائے گا۔ یوحنا ۸: ۱۲
کیا آپ بستر مرگ پر ہیں۔
خداوند نے کہا۔ قیامت اَور زندگی تو میں ہوں۔۔۔۔۔" یوحنا ۱۱: ۲۵

خدا کا فتویٰ

۳:۱۵ "میں تیرے کاموں کو جانتا ہوں کہ تو نہ سرد ہے نہ گرم۔ کاشکہ تو سرد
یا گرم ہوتا۔"
یہ ایک خطرناک حالت ہے۔ یہ لوگ نہ تو پورے طور پر خدا کو مانتے تھے نہ ہی
مکمل طور پر شیطان کے پیروکار تھے۔ اِن کا دوہرا معیار تھا۔ اُن کے خیال میں ان
کی چالاکی سے کوئی واقف نہیں۔ خداوند جانتا ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ اُس
سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔ نیم گرم ہونے سے سرد ہونا بہتر ہے۔
وہ لوگ جو سو فی صدی سرد ہوتے ہیں اُن کو خدا کا کلام سُنانا بہت آسان ہوتا
ہے وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ وہ کچھ جانتے ہیں ایسے نیم حکیم لوگوں کی حالت خطرناک ہے
نیم حکیم خطرۂ جان۔ اُن کی اپنی جان بھی اَور اُن کے باعث دوسروں کی جان بھی خطرے
میں ہوتی ہے۔ اُن کو بات سمجھانا بہت مشکل ہے کیونکہ وہ درمیانہ مرحلہ میں ہیں۔
یہی وہ زمانہ ہے۔ یہی وہ وقت ہے جبکہ کلیسیا کے نوجوانوں کو خداوند کے

لئے گرم جوشی کے ساتھ آگے بڑھنا ہے۔ یہ صرف پاک رُوح کی آگ سے ہوگا۔

مثال :۔ مغربی افریقہ میں ایک کوڑھی نے خدا کا کلام سنا۔ وہ اِس گاؤں کا نمبردار تھا۔ وہ مُبشر کے سامنے آیا اُور کہا یہ عجیب بات ہے کہ خداوند یسُوع مسیح مجھ جیسے گنہگار سے پیار کرتا ہے۔ اُس نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ وہ آٹھ میں سے سات بیویوں کو طلاق دے گا۔ وہ جو سو فی صدی سرد تھا مسیح کے لئے سرگرم ہو کر چلا گیا۔

۱۶:۳ "پس چونکہ تو نہ گرم ہے نہ سرد بلکہ نیم گرم ہے اِس لئے میں تجھے مُنہ سے نکال پھینکنے کو ہوں۔"

بسا اوقات ہماری زندگی دلفریبی کی زندگی ہے۔ ہم اکثر اِس زندگی سے دھوکا کھا جاتے ہیں۔ ہم اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں۔

یہ خطرناک حالت ہے۔ یہ پاکستانی کلیسیا کی حالت ہے۔ یہ ہماری حالت ہے۔ ہم نیم گرم ہیں ہم کہتے ہیں ہم سب کچھ جانتے ہیں اِس لئے سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ خداوند کہتا ہے کہ اگر کوئی ایسی چیز ہے جس سے میری طبعیت متلا جاتی ہے تو وہ یہ نام نہاد اور برائے نام مسیحی ہیں۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ایماندار ہیں لیکن لیکن ہیں نہیں۔

آپ کی کیا حالت ہے؟ سنجیدگی سے غور کریں۔ یہ لمحہِ فکریہ ہے۔ خداوند سچا اُور برحق ہے۔ وہ سچی اور کھری بات کرتا ہے۔ وہ کچھ چھپا کر نہیں رکھتا۔ وہ ہمارا دوست اور بھائی ہے۔ وہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ وہ ہماری بھلائی کا خواہاں ہے۔ وہ ہم پر ہماری حقیقت کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ وہ طبیبِ اعظم ہے وہ نہ صرف بیماری کے بارے میں جانتا ہے اُور ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ بیماری کا علاج بھی کرتا ہے۔

خداوند کہتا ہے چونکہ تُو نیم گرم ہے میں تجھے اپنے مُنہ سے نکال پھینکنے کو ہوں۔ ابھی پھینکا نہیں۔ پھینکنے کو ہوں۔ موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ یہ مسیحی بدمزا ہو چکے تھے۔

مثال :۔ پاسبان نے شیر سے معاہدہ کیا کہ وہ اُس کی کلیسیا کے اراکین میں سے کسی کو نہ کھایا کرے ایک دفعہ ایک ایماندار گُم ہوگیا۔ گم شدہ کی تلاش کی گئی لیکن نہ

مِلا۔ آخرکار معلوم ہوا کہ شیر اُسے کھا گیا ہے۔ پاسبان نے شیر سے پوچھا کہ تم نے فلاں حلیہ کا آدمی کھایا ہے۔ شیر نے کہا میں نے اِس حلیہ کا آدمی اتوار کے دِن کھایا تھا لیکن وہ مسیحی نہ تھا۔ پاسبان نے کہا تمہارے پاس کیا ثبوت ہے۔ شیر نے جواب دیا پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ عبادت میں نہیں تھا کسی اَور جگہ تھا اَور دوسری بات یہ ہے کہ اُس کے مُنہ سے بدبُو آرہی تھی۔

پولُس رسول نے کہا "خدا کا شکر ہے جو مسیح میں ہم کو ہمیشہ اسیروں کی طرح گشت کراتا ہے اَور اپنے علم کی خوشبُو ہمارے وسیلہ سے ہر جگہ پھیلاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بعض کے واسطے جینے کے لئے زندگی کی بُو ہیں" ۲ کرنتھیوں ۲: ۱۲-۱۷

ایسی حالت میں کلیسیا اپنا جائزہ لے کہ وہ خداوند کے منہ سے پھینکی نہ جائے۔ خداوند کے لوگ اُس کے منہ میں ہیں۔ وہ اُنہیں چومتا ہے۔ پیار کرتا ہے۔ محبت کا اظہار کرتا ہے۔ خبردار کہیں منہ سے پھینکے نہ جاؤ۔

خداوند کا لقب اِن لوگوں کی بد حالی کے مقابلہ میں ہے۔

"آمین۔ سچا اَور برحق گواہ اور خداوند کی خِلقت کا مبدا"

یہ کلیسیا نہ ہی تو اپنی گواہی کے لحاظ سے وفادار تھی نہ ہی اپنے کردار کے سلسلہ میں قابل بھروسہ اَور قابل اعتماد تھی۔

اِس کلیسیا کی حالت فلدلفیہ کی کلیسیا کے برعکس تھی۔

"تو نے میرے کلام پر عمل کیا ہے اَور میرے نام کا انکار نہیں کیا" ۳: ۸

یہ کلیسیا اپنے روحانی درجہ حرارت کے سلسلہ میں نہ گرم تھی نہ سرد۔ یہ دونوں الفاظ انتہا پسندی کی حالت کو ظاہر کرتے ہیں۔ خداوند نے اپنے جذبات کے اظہار کے طور پر سخت الفاظ استعمال کئے۔

". . . . . . میں تجھے اپنے منہ سے نکال پھینکنے کو ہوں" قے یا اُلٹی کرنے والا ہوں۔

یونانی زبان کے ترجمہ کے لحاظ سے اِس کا مطلب ہے مُنہ میں کسی چیز کا پڑنا جس سے طبیعت متلا جائے اَور قے ہو جائے۔

لودیکیہ کی کلیسیا کی حالت بہت خراب بلکہ قابلِ رحم تھی۔ عبرانیوں ۱۰ : ۳۰ خداوند اپنی اُمت کی عدالت کرے گا۔" یہ لفظ استثنا ۳۲ : ۳۶ سے لیے گئے ہیں۔

"کیونکہ خداوند اپنے لوگوں کا انصاف کرے گا۔"

استثنا کی کتاب میں عدالت یا انصاف کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ "اُن کی قوت جاتی رہی ہے۔" یہ ایک المیہ ہے کہ خدا کے لوگوں کی یہ حالت ہو جائے۔ اُن کی قوت جاتی رہے اَور وہ بے قوّت اَور کمزور ہو جائیں۔ سمسون کی قوّت جاتی رہی۔

"لیکن اُسے خبر نہ تھی کہ خداوند اُس سے جُدا ہو گیا ہے۔" قضاۃ ۱۶ : ۲۰

اِس کے باوجود بھی معاملہ حوصلہ شکن نہ تھا۔ خداوند نے اُن کو اپنی محبت کا یقین دلایا۔ اُن کو تنبیہ کر کے یاد دلایا کہ وہ اُن سے محبت رکھتا ہے۔ اُن کو لَوٹ آنے۔ سرگرم ہونے اَور توبہ کرنے کو کہا گیا۔

اُس چراغ کا کیا فائدہ جو چراغ دان کے اوپر ہونے کی بجائے پیمانہ کے نیچے ہو۔ متی ۵ : ۱۵

۳ : ۱۷ اَور چونکہ تُو کہتا ہے کہ میں دولت مند ہوں اَور مالدار بن گیا ہوں اَور کسی چیز کا محتاج نہیں اور یہ نہیں جانتا کہ تُو کم بخت اور خوار اور غریب اور اندھا اور ننگا ہے۔"

اِس حالت سے توبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر توبہ نہ کی تو بہت بڑا خطرہ درپیش ہے۔ آج اَور اِسی وقت اِس حالت سے توبہ کریں۔

یہ سچ ہے کہ لوگوں پر ماحول کا اثر پڑتا ہے۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ لودیکیہ شہر کا رنگ جغرافیائی اور ثقافتی طور پر لودیکیہ کی کلیسیا پر چڑھا۔

(۱) لودیکیہ کا پانی نیم گرم تھا۔

لودیکیہ کے چھ ۶ میل کے فاصلہ پر گرم پانی کے چشمے بہتے تھے جن کا رُخ لودیکیہ کی

طرف تھا یہاں پہنچتے پہنچتے پانی نیم گرم ہو جاتا تھا۔ لوگ اِس پانی کو پینے سے انکار کردیتے تھے۔ کوئی پیاسا مسافر اِس پانی کو پینے کے لئے تیار نہ تھا۔
آج بھی جب ہمارے گھروں میں مہمان یا مسافر آتے ہیں ہم اُن سے یہی سوال کرتے "ٹھنڈا یا گرم"

۲۔ شہر دولت مند تھا۔

یہ بینکاری کا مرکز تھا۔ سیسرو CICERO یہاں پر اپنا کاروبار کیا کرتا تھا۔ یہ لوگ اپنی دولت پہ یہاں تک گھمنڈ کرتے تھے کہ ساٹھ اے۔ڈی میں جب یہ شہر بھونچال سے برباد ہو گیا تو اُنہوں نے اپنے ہی اخراجات سے شہر کو ازسرِنو تعمیر کیا اُور حکومت کے شاہی خزانہ سے ملنے والی امداد کو ٹھکرا دیا۔ انہوں نے ایک بہت بڑا مینار تعمیر کر کے اُس پر یہ کتبہ نصب کر دیا۔
"اپنے اخراجات پر شہر کو تعمیر کیا گیا"

۳۔ لودیکیہ کا طبی ادارہ سُرمہ بنانے کے سلسلہ میں دنیا بھر میں مشہور تھا۔ یہ حُسنِ چشم کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ آشوبِ چشم کے لئے یہ سُرمہ اکسیر سمجھا جاتا تھا۔

۴۔ کالے رنگ کے اُونی کپڑے کو بننے کیلئے یہ شہر بہت مشہور تھا۔ یہ کپڑا بھیڑوں کی اُون سے تیار کیا جاتا تھا۔ کاروباری لوگ مختلف شہروں سے یہ کپڑا خریدنے کو آتے تھے۔ لودیکیہ کے لوگ اِس بات پر گھمنڈ کیا کرتے تھے کہ اُن کا لباس اِس اُون سے بنا ہُوا ہے۔

خداوند اُن کے گھمنڈ کے برخلاف مندرجہ ذیل الفاظ استعمال کرتا ہے۔ ۱۔ نیم گرم۔ ۲۔ کم بخت ۳۔ خوار ۴۔ غریب ۵۔ اندھا ۶۔ ننگا۔
وہ اپنے آپ کو باعزت اور معزز سمجھتے ہیں خداوند اُن کو خوار اور کم بخت کہہ کر پکارتا ہے۔ کم بخت وہی لفظ ہے۔ جو پولُس رسول نے گری ہوئی روحانی حالت کے لئے استعمال کیا رومیوں ۷: ۲۴

لودیکیہ کی کلیسیا نے اپنے آپ کو اِس جہان کا ہم شکل بنا دیا۔ پولُس رسول کی

نصیحت سُنیں "اِس جہان کے ہم شکل نہ بنو - رومیوں ۱۲ : ۲
پطرس نے خبردار کیا -
"۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اپنی جہالت کے زمانہ کی پرانی خواہشات کے تابع نہ بنو"
پطرس ۱ : ۱۴

انسانوں اور دنیاوی مال پر بھروسہ خداوند کی نگاہ میں دُرست نہیں - اپنی نگاہوں میں تُو بہت عظیم ہے لیکن یہ بلند نظری خداوند کو منظور نہیں ہے آسمانی نقطۂ نگاہ سے تو باہر پھینکے جانے کو ہے -

یہ کلیسیا دینی مسائل سے بے اعتنا تھی - اُن میں بے عملی اور تساہل کا گُناہ پایا جاتا ہے - نیم گرمی وہ کیفیت ہے جس پر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا - رُوحوں کا بوجھ نہیں ہوتا - آنسوؤں کا فقدان ہے - کوئی سرگرمی اور جوش نہیں - نیم گرمی اور بے اعتنائی ایک ہی بات ہے -

نیم گرمی اور خداوند یسوع میں تقابل ملاحظہ فرمائیں -

۳ : ۱۴ - اُس نے اپنے آپ کو آمین - سچا اور برحق گواہ کہا - وہ آمین ہے - ایک مُلک میں آمین کہنے کی بجائے یہ الفاظ بولے جاتے ہیں " یہ ایک وفادار اور سچے دل کی تمنا ہے "

آمین کی یہ اچھی تفسیر ہے - ہمارا خداوند آمین ہے وہ اپنے نجات بخش مشن اور رسالت میں سچا تھا اُس نے اپنی جان صلیب پر دے کر اپنے مشن کی تکمیل کی - وہ جان دینے کی حد تک اپنے مشن پر قائم رہا اور اُسے پُورا کیا وہ اپنے باپ کا سچا اور برحق گواہ ثابت ہُوا - اِن لوگوں میں بے عملی کا گناہ ہے - بے عملی اور تساہل انکار سے بدتر ہے - ایمان پر عمل نہ کرنے سے ہم خداوند کا انکار کرتے ہیں - لودیکیہ کی کلیسیا کا المیہ یہ تھا کہ وہ سو فی صدی نیم گرم نہ تھی - وہ کچھ گرم تھے اور کچھ سرد - تھوڑا سا جوش رکھتے تھے اور اِسی پر مطمئن تھے - ہم بشارت کے سلسلہ میں بے عملی اور تساہل کے گناہ میں گرفتار ہیں ہم لاپرواہ ہیں کوئی نجات پائے یا نہ پائے ہماری بلا سے -

ہم سے توقع کی جاتی ہے کہ تندہی اور گرم جوشی سے خدمت کرتے جائیں۔
ہمارے مبارک خداوند نے اپنے مشن اور رسالت کو مکمل کیا۔ یوحنا ۱۷: ۴ "جو کام تو نے مجھے کرنے کو دیا تھا اُس کو تمام کر کے میں نے زمین پر تیرا جلال ظاہر کیا۔"

وہ اپنے آپ کو آسودہ خاطر بھی سمجھتے تھے۔

آسودہ خاطری رُوحانی رویا کا فقدان ہے

"مَیں دولت مند ہوں اَور کسی چیز کا محتاج نہیں۔"

لودیکیہ کا شہر آنکھوں کے سُرمہ کے لئے بہت مشہور تھا۔ یہ سرمہ اکسیر سمجھا جاتا تھا۔ خداوند نے اُن کے سامنے چیلنج پیش کیا کہ وہ اپنی آنکھوں کے لئے خداوند سے سُرمہ حاصل کریں۔ یہ سُرمہ جنم کے اندھے نے حاصل کیا۔
(یوحنا نواں باب) ہم نے فراموش کر دیا ہے کہ ہماری روحانی ضرورت سب سے بڑی ضرورت ہے۔ ہم نے اِس سے پہلو تہی کر لی ہے۔ خطرہ ہے کہ روحانی طور پر ہم گداگر بن جائیں گے۔ خداوند کے کلام کا قحط پڑ جائے گا عاموس ۸: ۱۱
وہ جو اپنے آپ کو سب کچھ سمجھتے تھے خداوند کی نگاہ میں کم بخت اور خوار ہیں۔
ہم خداوند کے حُسن پر غور کریں۔ اُس پر نگاہیں ڈالنے سے۔ اُس کو تکتے رہنے سے ہم حقیقی دولت کو حاصل کر سکتے ہیں۔
۱۸:۳ "اِس لئے میں تجھے صلاح دیتا ہوں کہ مجھ سے آگ میں تپایا ہُوا سونا خرید لے تاکہ دولت مند ہو جائے اَور سفید پوشاک لے تاکہ تو اُسے پہن کر ننگے پن کے ظاہر ہونے کی شرمندگی نہ اُٹھائے اور آنکھوں میں لگانے کے لئے سُرمہ لے تاکہ تو بینا ہو جائے۔"

متی ۶: ۲۱ خداوند نے صلاح دی کہ آسمان پر اپنا خزانہ جمع کراؤ۔ یسوع کے پاس جمع کروانے سے فکرمندی اور پریشانی ختم ہو جاتی ہے۔ ڈر جاتا رہتا ہے اَور زنگ خراب نہیں کرتا اَور نہ ہی چور چرا لے جاتا ہے وہ اپنی نظروں میں سب کچھ تھے فقیہوں اور فریسیوں کی مانند اپنی نگاہ میں تندرست

تھے۔ خداوند نے کہا بیمار کے لئے طبیب کی ضرورت ہے۔

"ہماری تمام راستبازی ناپاک لباس کی مانند ہے۔"

ہم کہتے ہیں "خدا اُن کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں" رُوحانی طور پر یہ درست نہیں ہے۔ خداوند محتاجوں اور لاچاروں کی مدد کرتا ہے۔ وہ جو اپنے آپ کو محتاج اور لاچار سمجھ کر اُس کے سامنے گر جاتے ہیں وہ اُن کو سنبھال لیتا ہے۔

میں تیرا ہوں محتاج
ہر روز مجھے سنبھال
غالب نہ ہو شیطان
گر ہو دے تو رکھوال

احتیاج اور ضرورت کی حالت میں ہم کس کے پاس جائیں؟ ہو سکتا ہے ہم کسی ایسے شخص کے پاس چلے جائیں جو ہمیں وہ کرنے کو کہے جو ہم چاہتے ہیں نہ کہ وہ جس کی ہمیں ضرورت ہے۔ خداوند کی صلاح اور نصیحت اُن کی ضرورت کے مطابق ہے۔ اِس کے علاوہ اُس کا با اختیار کلام ہے جو ہماری مسلسل ضرورت ہے۔ لفظ "صلاح" پر غور کریں یہاں پر حکم یا فرمان نہیں ہے۔

موسیٰ کا خسر خروج ۱۸ : ۱۹
موسیٰ ۲ سیموئیل ۱۷ : ۱۱
کیفا یوحنا ۱۸ : ۱۴

خداوند کی صلاح اور مشورت میں یسعیاہ ۵۵ : ۱ کی رُوح شامل ہے۔ اس کا نام مشیر ہے یسعیاہ ۹ : ۶

یہ لائحہ عمل نرم لیکن با اختیار ہے۔ درست راستہ پر چلنے کی صلاح دی جاتی ہے۔ خداوند کے الفاظ اُن کی ضرورت کے مطابق تھے خدا کا کلام کس قدر پُر حکمت اور ادراک سے معمور ہے۔ وہ ہمیں راہِ راست پر چلنے اور چلتے رہنے کی صلاح دیتا ہے۔

زبور ۱۱۹: ۱۱ "نیز اُن سے تیرے بندے کو آگاہی ملتی ہے اُن کو ماننے کا اجر بڑا ہے۔"

(۱) لودیکیہ کے لوگ اپنی "خود کفالت" پر بہت گھمنڈ کرتے تھے میں مالدار بن گیا ہوں اور کسی چیز کا محتاج نہیں۔" خداوند کا فتویٰ سنیئے

"........ یہ نہیں جانتا کہ تو کم بخت اور خوار اور غریب اور اندھا اور ننگا ہے۔"

خداوند کی صلاح اور مشورت برموقع تھی۔

"مجھ سے آگ میں تپایا ہُوا سونا خرید لے تاکہ دولت مند ہو جائے۔"

اُنہیں لودیکیہ کی ساری دولت کے عوض آسمان کے ایک سکہ کو خریدنے کی ضرورت تھی نہ کہ خود اعتمادی کی۔ یعقوب ۱: ۹-۱۱

(۲) وہ اپنی راستبازی اور لباس پر بہت گھمنڈ کرتے تھے۔ "کالا لباس"۔ یہ اُن کا اپنا تیار کردہ کپڑا تھا۔

خداوند نے اُن کو کہا "تو نہیں جانتا کہ تُو ننگا ہے۔" وہ اپنے آپ کو فریب اور دھوکا دے رہے تھے۔ وہ اپنے آپ کو راستباز سمجھتے تھے لوقا ۱۸: ۹

خداوند نے اُن کو صلاح دی کہ وہ لباس پہن لیں کیونکہ وہ ننگے ہیں "سفید پوشاک" اِس سے اپنے آپ کو ملبوس کر لو۔ خداوند یسوع مسیح کو پہن لو۔

وہ اُس کی مانند ننگے تھے جس میں بدروحیں تھیں مرقس ۵: ۱۵ ننگا پن بیہوشی کا نشان ہے

آدم اور حوا نے معلوم کیا کہ وہ ننگے ہیں۔ اُنہوں نے اپنی برہنگی کا خود انتظام کیا۔ انجیر کے پتوں سے لُنگیاں بنائیں۔ خدا نے اُن کو چمڑے کے کرتے پہنائے۔

اِنسان کا اپنا انتظام عارضی ہے۔ اِس پر موسم کے تغیر و تبدل کا اثر ہوتا ہے خداوند نے اُن کو وہ پوشاک دی جو پائیدار تھی (پیدائش ۳: ۱-۲۱)

۳: ۴ سردیس کے لوگ خدا پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اپنے آپ پر نہیں۔

(۳) وہ دنیاوی حکمت پر بھروسہ کرتے ہیں۔

خداوند اُن کو خبردار کر کے کہتا ہے
"یہ نہیں جانتا کہ تُو اندھا ہے۔"
وہ اپنے اندھے پن سے بھی بے خبر تھے۔ اُن کو صلاح دی گئی کہ وہ خداوند کی طرف پھریں اَور یوں بحالی اَور رُوحانی بصیرت حاصل کریں۔
افسیوں ۱:۱۱-۱۷، ۱۸، کلسیوں ۱:۲۷، ۲:۳، یرمیاہ ۹:۲۳، ۲۴

شرمندگی نہ اُٹھائے

وہ جو ڈھانکے جاتے ہیں۔ جن کا کفارہ دیا گیا ہے۔ جو یسوع کے کلوری پر بہائے ہُوئے خون سے دھل کر پاک صاف ہو گئے ہیں وہ شرمسار نہ ہوں گے۔
"تاکہ تُو بینا ہو جائے۔" لودیکیہ کے سُرمہ سے خراب آنکھوں کا علاج ہوتا ہے لیکن جو سُرمہ خداوند کی طرف سے مِلتا ہے اُس سے بینائی حاصل ہوتی ہے۔ وہ خالق ہے وہ نیستی کو ہستی میں بدل دیتا ہے۔ جو کچھ اَور جو کوئی اُس کے ہاتھ میں آ جاتے بدل جاتا ہے۔ اُس کے پاس آنے والے بصیرت پاتے ہیں۔ اُن کی آنکھیں کُھل جاتی ہیں۔ اِن پر غور کریں۔
سونا خرید لے۔ سفید پوشاک لے سُرمہ لے۔
وہ کثرت کے ساتھ دیتا ہے۔
۱۷:۳۔ میں جس لفظ کا ترجمہ اندھا کیا گیا ہے اُس میں "کوتاہ بینی" کا خیال پایا جاتا ہے جیسے ۲ پطرس ۱:۹ "کوتاہ نظر"
چینی زبان کے ترجمہ کے مطابق اِس کا مطلب ہے "سطح بین" وہ جو اُوپر سے دیکھتا ہے اَور غور نہیں کرتا۔

سب کچھ اِس بات پر منحصر ہے کہ ہماری سمت یا ہمارا رُخ کس طرف ہے۔ جب ہم گرجا گھر کے اندر لوگوں کا ہجوم دیکھتے ہیں تو اِس لئے خوش ہو جاتے ہیں کہ ہمیں بڑ مارنے کا موقع مِل جاتا ہے۔ ہم بہت سے جمع ہیں۔ گرجا گھر بھرا

ہُوا ہے۔ یہ میری محنت کا ثبوت ہے لیکن ہم باہر کی دنیا پر نظر نہیں کرتے جو ایک
بہت بھاری تعداد میں ہیں۔ اُن کو ہماری ضرورت ہے۔ وہ ہمارے منتظر ہیں۔ وہ
ہمارے محتاج ہیں۔

اگر ہم دوسروں کی ضرورت پر غور کریں تو اپنے آپ کو کمزور اور محتاج پائیں گے۔
اور یوں محتاج ہو کر خداوند کی طرف دیکھیں گے جو ہمیں قوت اور حکمت بخشتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یو۔ ایس۔ اے میں ایک انسان کو نجات کے تجربہ تک پہنچانے
کے لئے چھ پادری صاحبان۔ ایک ہزار کلیسیائی عوام اور ایک برس کا عرصہ درکار
ہے۔ ایشیا کے ہر ملک میں مسیحیوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ اکثریت
کو نمک کی تو ضرورت ہے لیکن ذرا اِس پر غور کریں۔ اِس سرزمین میں ہمیں تندہی سے
خدمت کرنے کی ضرورت ہے۔

خداوند لودیکیہ کی کلیسیا کو ان کی بدتر روحانی حالت کے بارے میں بتا رہا ہے۔
اُنہیں از سرِنو اپنی روحانی اہلیت کا اندازہ لگانا ہے۔ اِس کے لئے حلیمی درکار ہے۔
موثر بشارتی خدمت کے لئے کلیسیاؤں کے اندر بیداری کی ضرورت ہے۔ یہ بنیادی
بات ہے۔ یہ کلیسیا دنیادار اور مادہ پرست تھی (۳: ۱۷، ۱۸) وہ دولت مند تھے اُن
کی سوچیں اور فکریں دولت کے حصول تک محدود تھیں۔ قوم کا اثر کلیسیا پر تھا اور
وہ ہر ایک بات کو دولت کے معیار سے پرکھتے تھے۔ خداوند ان کو اصلی حالت پر
لانا چاہتا ہے۔

آج ہماری بھی یہی حالت ہے۔ بسا اوقات اگر دنیاوی مال سے نہیں تو
بعض لوگ اپنے نظریات سے لوگوں کو بگاڑتے رہتے ہیں۔ ہم علمِ الٰہی کی پیچیدگیوں
میں لوگوں کو الجھانا چاہتے ہیں۔ بیداری کے لئے سادگی درکار ہے ہم کہتے ہیں
چونکہ وہاں ایسے ہوتا ہے یہاں بھی ایسے ہی ہونا چاہیئے۔ ہماری بنیادی مشکل
ترجیح ہے۔ ہم کس کو ترجیح دیں۔

ارشادِ اعظم اب بھی مسیحیوں پر لازم ہے اب بھی ہمارے ذمہ یہ خدمت ہے

کہ ہم یسوع مسیح کی معرفت دنیا کی خدا کے ساتھ صُلح کروا دیں۔ روحوں کی نجات اب بھی مسیحی کلیسیا کی ذمہ داری ہے۔ ایسا محسوس کرنے سے ہم سوشل گاسپل اور دیگر ایسی بیماریوں سے شفا پا جائیں گے۔

اگرچہ کلیسیا کمزور ہے۔ نیم گرم ہے۔ اِس میں بظاہر کوئی خوبی نظر نہیں آتی لیکن خداوند اپنی کلیسیا سے محبت رکھتا ہے۔ یاد رہے خداوند کا حرف آخر "یکبود" (حشمت جاتی رہی) نہیں بلکہ عمانوایل ہے۔ عمانوایل کا مطلب ہے خدا ہمارے ساتھ۔ جہاں عدن کے باغ میں سزا کا اعلان کیا جاتا ہے وہاں پر انجیل کا پیغام بھی ہے "وہ ابلیس کی کھوپڑی کو کچلے گا" یہاں پر خداوند اپنی محبت کا اظہار ایک اور طریقہ سے کرتا ہے۔

۳ : ۱۹ "میں جن جن کو عزیز رکھتا ہوں۔ اُن سب کو ملامت اور تنبیہ کرتا ہوں۔ پس سرگرم ہو اور توبہ کر۔"

یہاں پر تسلی اور اُمید کی جھلک ہے۔ بچے کے لئے یہ سمجھنا بہت مشکل ہے کہ ملامت اور تنبیہ کی پُشت پر باپ کی محبت حکمران ہے اِس میں باپ کا محبت سے بھرپور دِل ہے۔ اگر والدین کو اپنے بچوں سے محبت نہ ہو تو ملامت اور تنبیہ کا وجود نہ ہو گا۔

ہمارا خُداوند یقین دلاتا ہے کہ جن کو ملامت اور تنبیہ کرتا ہوں اُن سے محبت بھی کرتا ہوں۔ ملامت اور تنبیہ کا تعلق تربیت اور سدھار سے ہے۔

"تم جو کچھ دُکھ سہتے ہو تمہاری تربیت کے لئے ہے۔ خُدا فرزندجان کر تمہارے ساتھ سُلوک کرتا ہے۔"

اے میرے بیٹے خداوند کی تنبیہ کو ناچیز نہ جان اور جب وہ تجھے ملامت کرے تو بیدل نہ ہو۔ کیونکہ جس سے خداوند محبت رکھتا ہے اُسے تنبیہ بھی کرتا ہے۔"
عبرانیوں ۱۲ : ۵ - ۱۳

یہاں پر حکم ہے نہ صلاح یہاں پر دعوت دی گئی ہے۔

سرگرم ہو۔ چونکہ تو نیم گرم ہے اور یہ خطرناک حالت ہے اِس لئے تو سرگرم ہو۔
سرد مہری۔ بے عملی۔ تساہل اور آسودہ خاطری کے گناہ کے برخلاف سرگرم ہو۔
توبہ کر تجھے توبہ کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ تُو اپنی پہلی اور اصلی حالت پر نہیں رہا۔
تیرے دل میں اور تیری کلیسیا میں مسیح کا درجہ اوّل نہیں رہا۔ مسیح تیری کلیسیا کا مرکز نہیں رہا۔
تُو اپنے تکبر اور گھمنڈ کے گناہ سے توبہ کر۔ کیونکہ خدا مغروروں کا مقابلہ کرتا ہے۔ تُو
خدا کی طرف تکتے رہنے کی بجائے اِنسانوں کی طرف دیکھتا ہے توبہ کر۔

تُو توبہ کر کیونکہ تو نے مجھے اپنے بیچ نہیں رہنے دیا۔ تم میرے نام پر جمع نہیں
ہوتے اِس لئے میں تمہارے بیچ نہیں ہوں۔ تم نے مجھے باہر کھڑا کیا ہوا ہے توبہ کر۔
۳ : ۲۰ " دیکھ میں دروازہ پر کھڑا ہُوا کھٹکھٹاتا ہوں اگر کوئی میری آواز سُن کر دروازہ
کھولے گا تو میں اُس کے پاس اندر جا کر اُس کے ساتھ کھانا کھاؤں گا اور وہ
میرے ساتھ۔"

وہ اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے کیونکہ دروازہ اندر سے بند ہے۔ وہ اندر آ کر ٹوٹی
اور شکستہ رفاقت کو بحال کرنا اور اُس کی تجدید کرنا چاہتا ہے۔
تعجب کی بات ہے کہ خالق (یوحنا ۱: ۱-۳، کلیسوں ۱: ۱۶، ۱۷) اور مخلصی دینے
والا باہر کھڑا ہے۔ میزبان مہمان بن کر باہر کھڑا ہے۔

وہ دِل میں آنا چاہتا ہے :- وہ دل کو صاف کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ دِل سب
چیزوں سے زیادہ حیلہ باز اور لاعلاج ہے۔ خداوند نے کہا بُرے خیال۔ خون ریزیاں۔
زناکاریاں۔ حرامکاریاں۔ چوریاں۔ جھوٹی گواہیاں اور بدگوئیاں دِل ہی سے نکلتی ہیں۔ وہ دل
میں آ کر اِس کو پاک صاف کرنا چاہتا ہے وہ اِس میں حکومت اور سکونت کرنا چاہتا ہے۔ اسکا
یہ مطلب ہے کہ وہ اپنے مشن کو جاری رکھنا چاہتا ہے۔
" ابنِ آدم کھوئے ہُوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے۔" وہ ہماری
شخصیت کی قدر کرتا ہے اِس لئے زبردستی اندر نہیں آ جاتا۔ وہ ہماری مرضی اور
اِرادہ کا قدردان ہے۔

کلیسیا کا خداوند، مالک اور آقا باہر کھڑا کھٹکھٹاتا ہے۔ دولہا باہر کھڑا ہے۔

یہ عجیب بات ہے ہم کھٹکھٹاتے ہیں تو وہ کھول دیتا ہے وہ کھٹکھٹاتا ہے تو ہم کھولتے نہیں۔ اُس نے کہا، "کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا"

اگر یہی حال رہا تو وہ چلا جائے گا۔ دولہا ضیافت گاہ میں داخل ہو جائے گا دروازہ بند ہو جائے گا ہم کھٹکھٹائیں گے تو جواب ملے گا۔

"میں تم کو نہیں جانتا۔"

صلیب پر کیلوں سے زخمی ہاتھ دروازہ پر دستک دے رہے ہیں۔

مثال:۔ ایک ہوائی جہاز اُڑنے کے لئے ہوائی اڈا پر تیار تھا۔ دروازہ بند ہو گیا۔ کسی نے دستک دی۔ سب ہنسنے لگے کیونکہ جہاز اڑنے کو تیار تھا۔ دستک دینے والا زور سے کھٹکھٹاتا رہا۔ آخرکار دروازہ کھلا اور سب دیکھ کر حیران ہو گئے جہاز کا کپتان دروازہ پر تھا ہاتھوں سے خون بہہ رہا تھا۔

یسوع کھٹکھٹا رہا ہے۔ اب تک موقع ہے۔ فضل کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہے، مواقع چھینے جا رہے ہیں۔ یہ سنجیدہ حالت ہے۔

اِس آیت میں المیہ کا اظہار بھی ہے۔ اور پُرجلال حقیقت بھی ہے وہ باہر کھڑا ہے۔ ویدیہ نی کلیسیا کے آخری مرحلہ میں اندر کیا ہے؟

تنظیمیں۔ مجالس۔ نشانے۔ ترجیحی فہرستیں۔

دیکھ میں دروازہ پر کھڑا کھٹکھٹاتا ہوں اگر کوئی موجودہ ثقافت میں اُلجھا ہونے کے باوجود بھی میری آواز سُنے اگر کوئی میری آواز سُن کر دروازہ کھولے تو میں اندر آ جاؤں گا۔ میں اندر آ کر سکونت کروں گا۔ میں اس کے ساتھ کھانا کھاؤں گا اور وہ میرے ساتھ۔

۳: ۲۲ "جس کے کان ہوں وہ سُنے کہ رُوح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے۔"

اگر کوئی میری آواز سُنے۔

کان کا ہونا ضروری ہے یعنی بغور سُننا۔

یہ ایک المیہ ہے کہ ابن آدم دروازہ کے باہر کھڑا کھٹکھٹاتا ہے یہاں پر ایک پُر جلال حقیقت بھی ہے۔ ہم اب تک فضل کے زمانہ میں ہیں۔ پاسبان، مبشر، سنڈے سکول کے اساتذہ، مسیحی معلمین اور دیگر ایسے کارندے اب تک گمراہ اور ناہنجار لوگوں کو دعوت دے کر کہہ رہے ہیں۔

یسوع اَب تک آپ کے دل کے دروازہ پر کھڑا کھٹکھٹا رہا ہے۔"

وہ ہاتھ جو کھٹکھٹاتا ہے زخمی ہے اُس پر کیلوں کا نشان ہے۔ یہ ہاتھ کیلوں سے زخمی کیئے گئے کلوری کی صلیب پر۔ وہ اَب تک بآواز بلند دعوت دے کر کہتا ہے

"اَے محنت اُٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو سب میرے پاس آؤ۔ مَیں تم کو آرام دوں گا۔" (متی ۱۱ : ۲۸)

"جو کوئی میرے پاس آئے اُسے میں ہرگز نکال نہ دوں گا۔" (یُوحنّا ۶ : ۳۷)

اب تک یہ کہا جا سکتا ہے "دیکھو اب قبولیت کا وقت ہے۔ دیکھو یہ نجات کا دن ہے۔" وہ جنہوں نے ابھی تک خداوند پر مکمل طور پر بھروسہ نہیں کیا وہ خداوند کی قربانی کو قبول کریں۔ جو اُس نے گناہوں کی مخلصی کے لئے دی۔

"بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی۔" عبرانیوں ۹ : ۲۲

پیشتر اس سے کہ وقت گزر جائے یا بہت دیر ہو جائے کیا آپ اُس کے پاس نہ آئیں گے۔ کیا آپ دروازہ نہ کھولیں گے۔

" وہ ہمارے گناہوں کے لئے حوالہ کیا گیا اور ہم کو راستباز ٹھہرانے کے لئے جلایا گیا۔" (رومیوں ۴ : ۲۵)

۳ : ۲۱ "جو غالب آئے میں اُسے اپنے ساتھ اپنے تخت پر بٹھاؤں گا۔ جس طرح میں غالب آکر اپنے باپ کے ساتھ اُس کے تخت پر بیٹھ گیا۔

یہاں پر غالب آنے والے کے ساتھ وعدہ ہے۔ یسوع غالب آیا۔

دنیا میں مصیبت [illegible] اُٹھاتے ہو لیکن خاطر جمع رکھو میں دُنیا پر غالب آیا ہوں۔" (یُوحنّا ۱۶ : ۳۳)

ہمارے خداوند نے شیطان پر، موت پر اور قبر پر فتح پائی۔

"اے موت تیری فتح کہاں رہی۔ موت فتح کا لقمہ بن گئی" خداوند نے للکار کر کہا۔ اس نے موت کو پسپا کر دیا۔ لتاڑ دیا۔ موت ہمارے خداوند کا ہارا ہوا اور شکست خوردہ دشمن ہے۔

ہم بھی ایمان سے غالب آسکتے ہیں۔ جس کا یہ ایمان ہے کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے وہ دُنیا پر غالب آتا ہے۔ دُنیا ہمارے ایمان سے مغلوب ہوتی ہے (۱۔ یوحنا ۵:۵)

خداوند اپنے باپ کے ساتھ تخت پر بیٹھ گیا (۳:۲۱)

وہ غالب آنے والوں کے ساتھ (۱۔ یوحنا ۲:۱۵) تخت نشینی کا وعدہ کرتا ہے ہم تخت پر بیٹھیں گے نہیں، یہ ہمارا کام نہیں۔ یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ خدا کا کام ہے۔ یہ اُس کا فضل ہے۔ ہم کو بٹھائے گا۔ لیکن خود بیٹھے گا۔

اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے۔

کیا آپ خدا کے بیٹے کے ساتھ تخت نشین ہونا چاہتے ہیں۔ غالب آنے کا بھید سیکھ لیں۔

نظرِ ثانی

مطالعۂ پنجم

۱۔ لودیکیہ کا لغوی مطلب کیا ہے ؟

۲۔ یہ خط کس طرح شروع ہوتا ہے اور کیوں ؟

۳۔ اس کلیسیا کی غلط فہمی کیا تھی ؟

۴۔ خداوند نے اِس کلیسیا کو کیا یاد دلایا ؟

۵۔ اس کلیسیا کی اصلی حالت کیا تھی ؟

۶۔ لودیکیہ کی کلیسیا اور فلاڈلفیہ کی کلیسیا میں کیا فرق ہے ؟

۷۔ لودیکیہ کا شہر کس بات کے لئے مشہور تھا ؟

۸۔ خداوند یسوع مسیح کا اس کلیسیا میں اور ہماری کلیسیا میں کون سا مقام ہے وہ کہاں ہے ؟

۹۔ خداوند اس کلیسیا کی تمام تر کمزوریوں کے باوجود کس طرح اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے ؟

۱۰۔ غالب آنے والے کیساتھ کونسا وعدہ ہے ؟

۱۱۔ لودیکیہ کی کلیسیا کی بدحالی سے ہم کون سے اسباق سیکھ سکتے ہیں ؟

۱۲۔ اگر آج خداوند ہمیں وہی صلاح دے جو اُس نے لودیکیہ کی کلیسیا کو دی تو ہمارا کیا ردِ عمل ہوگا ؟

۱۳۔ "میں جانتا ہوں" خدا نے کہا۔ یہاں پہ خداوند کا کیا مقصد تھا ؟

۱۴۔ جس دروازہ پہ یسوع کھٹکھٹا رہا ہے اُس سے کیا مُراد ہے ؟

۱۵۔ "وہ یہ فرماتا ہے" اِس سے کیا مُراد ہے ؟ اس کا اِطلاق کہاں ہوتا ہے ؟

مکاشفہ کی مُبارکبادیاں

۱۔ "اِس نبوت کی کتاب کا پڑھنے والا اور اس کے سُننے والے اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اس پر عمل کرنے والے مُبارک ہیں، کیونکہ وقت نزدیک ہے۔" ۱ : ۳

۲۔ مبارک ہیں وہ مُردے جو اب سے خداوند میں مرتے ہیں۔ روح فرماتا ہے بے شک! کیونکہ وہ اپنی محنتوں سے آرام پائیں گے اور ان کے اعمال ان کے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔" ۱۴ : ۱۳

۳۔" مُبارک وہ ہے جو جاگتا ہے اور اپنی پوشاک کی حفاظت کرتا ہے تاکہ ننگا نہ پھرے اور لوگ اس کی برہنگی نہ دیکھیں۔" ۱۶ : ۱۵

۴۔" مبارک ہیں وہ جو برہ کی شادی کی ضیافت میں بلائے گئے ہیں۔ پھر اس نے مجھ سے کہا یہ خدا کی سچی باتیں ہیں۔" ۱۹ : ۹

۵۔" مبارک اور مقدس وہ ہے جو پہلی قیامت میں شریک ہو۔ ایسوں پر دوسری موت کا کچھ اختیار نہیں بلکہ وہ خدا اور مسیح کے کاہن ہوں گے اور اس کے ساتھ ہزار برس تک بادشاہی کریں گے۔" ۲۰ - ۹

۶۔" اور دیکھ میں جلد آنے والا ہوں۔ مُبارک ہے وہ جو اس کتاب کی نبوت کی باتوں پر عمل کرتا ہے۔" ۲۲ : ۷

۷۔" مبارک ہیں وہ جو اپنے جامے دھوتے ہیں کیونکہ زندگی کے درخت کے پاس آنے کا اختیار پائیں گے اور ان دروازوں سے شہر میں داخل ہوں گے۔" ۲۲ : ۱۴

نکایاہ کا عقیدہ

میں ایمان رکھتا ہوں ایک خُدا قادرِ مُطلق باپ پر جو آسمان زمین اور سب دیکھی
اور اَن دیکھی چیزوں کا خالق ہے۔ اور خُداوند یسُوع مسیح پر جو خُدا کا اکلوتا بیٹا ہے
کُل عالموں سے پیشتر اپنے باپ سے مولُود۔ خُدا سے خُدا۔ نُور سے نُور حقیقی خُدا
سے حقیقی خُدا۔ مصنُوع نہیں مولُود۔ اُس کا اور باپ کا ایک ہی جوہر ہے۔ اس
کے وسیلہ سے کُل چیزیں بنیں وہ ہم آدمیوں کے لئے اور ہماری نجات کے
واسطے آسمان پر سے اُتر آیا اور رُوحُ القُدس کی قدرت سے کنواری مریم سے مجسّم
ہوا اور اِنسان بنا اور پنطِس پیلاطس کے عہد میں ہمارے لئے مصلُوب بھی ہُوا۔ اور
اُس نے دُکھ اُٹھایا اور دفن ہُوا اور تیسرے دِن پاک نوشتوں کے مُطابق جی اُٹھا
اور آسمان پر چڑھ گیا اور باپ کے داہنے بیٹھا ہے۔ وہ جلال کے ساتھ زندوں
اور مُردوں کی عدالت کے لئے پھر آنے والا ہے۔ اس کی سلطنت ختم نہ ہوگی۔
اور مَیں ایمان رکھتا ہُوں رُوحُ القُدس پر جو خُداوند اور زندگی بخشنے والا ہے۔
وہ باپ سے صادر ہے۔ اس کی باپ اور بیٹے کے ساتھ پرستش و تعظیم ہوتی
ہے۔ وہ نبیوں کی زبانی بولا۔ میں ایک پاک عام رسُولی کلیسیا پر ایمان رکھتا ہوں
ایک بپتسمہ کا جو گناہوں کی معافی کے لئے ہے اقرار کرتا ہوں اور مُردوں کی
قیامت اور آئندہ جہان کی حیات کا اِنتظار کرتا ہوں۔

آمین

مصنّف کی دیگر تصانیف

۱۔ حصّہ بہ حصّہ اور طرح بہ طرح یعنی انبیائے اصغر کا مطالعہ
۲۔ ایمان ہی سے ، تفسیری مطالعہ پیدائش کی کتاب و عبرانیوں کا خط
۳۔ خداوند کا دن
۴۔ راستبازی کے امتیازی حقوق تفسیری مطالعہ (رومیوں کے نام پولوس رسول کا خط)
۵۔ بارہ پھاٹک
۶۔ الکتاب
۷۔ یسوع مسیح توریت کا مرکز
۸۔ فتح کا لقمہ
۹۔ مقدسوں کے نام ۔ افسیوں کے خط کا مطالعہ
۱۰۔ مسیحی مختاری۔